﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿---اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿...عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾(بنی اسرائیل:80)

هفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:- نصیر احمد قمر

جلد 24 | جمعۃ المبارک 07 اپریل 2017ء | 09 رجب 1438 ہجری قمری ❁ 07 شہادت 1396 ہجری شمسی | شمارہ 14

قبولیت دعا پر شکرانہ کی دعا

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہیں اپنی دعا کے قبول ہونے کا پتہ چلے مثلاً کسی مرض سے شفا پاؤ یا سفر سے واپس آؤ تو یہ دعا کرو: اس خدا کے لئے سب تعریفیں ہیں جس کی عزت اور جلال کے ساتھ تمام امور تکمیل پاتے ہیں۔

(مستدرک حاکم جلد 1 ص 730 حدیث نمبر 1999)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہامات کا تذکرہ

”❁ ---تجھے بشارت ہو اے میرے احمد۔ ❁ ---تو میری مُراد اور میرے ساتھ ہے۔ ❁ ---تیرا بھید میرا بھید ہے۔ ❁ ---میں تیری مدد کروں گا۔ مَیں تیرا نگہبان رہوں گا۔ ❁ ---میں لوگوں کے لئے تجھے امام بناؤں گا تُو اُن کا رہبر ہوگا اور وہ تیرے پیرو ہوں گے۔ ❁ ---کیا ان لوگوں کو تعجب آیا۔ کہہ خدا ذوالعجائب ہے۔ ❁ ---وہ اپنے کاموں سے پُوچھا نہیں جاتا اور لوگ پوچھے جاتے ہیں۔ ❁ ---اور یہ دن ہم لوگوں میں پھیرتے رہتے ہیں۔ ❁ ---اور کہیں گے کہ یہ تو صرف ایک بناوٹ ہے۔ ❁ ---کہہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت رکھے۔ ❁ ---جب خدا تعالیٰ مومن کی مدد کرتا ہے تو زمین پر اُس کے کئی حاسد مقرر کر دیتا ہے۔ ❁ ---اور اس کے فضل کو کوئی ردّ نہیں کرسکتا۔ ❁ ---پس جہنم اُن کے وعدہ کی جگہ ہے۔ ❁ ---کہہ خدا نے یہ کلام اُتارا ہے پھر ان کو لہو ولعب کے خیالات میں چھوڑ دے۔ ❁ ---اور جب اُن کو کہا جائے کہ ایمان لاؤ۔ جیسا کہ لوگ ایمان لائے کہتے ہیں کیا ہم بے وقوفوں کی طرح ایمان لائیں خبردار ہو کہ درحقیقت وہی لوگ بے وقوف ہیں مگر اپنی نادانی پر مطلع نہیں۔ ❁ ---اور جب اُن کو کہا جائے کہ زمین پر فساد مت کرو کہتے ہیں کہ بلکہ ہم اصلاح کرنے والے ہیں۔ ❁ ---کہہ تمہارے پاس خدا کا نور آیا ہے پس اگر مومن ہو تو انکار مت کرو۔ ❁ ---کیا تُو ان سے کچھ☆ خراج مانگتا ہے پس وہ اُس چٹی کی وجہ سے ایمان لانے کا بوجھ اُٹھا نہیں سکتے۔ ❁ ---بلکہ ہم نے ان کو حق دیا اور وہ حق لینے سے کراہت کرتے ہیں۔ ❁ ---لوگوں کے ساتھ لطف اور رحم کے ساتھ پیش آ۔ ❁ ---تو ان میں بمنزلہ موسیٰ کے ہے اور ان کی باتوں پر صبر کر۔ ❁ ---کیا تُو اس لئے اپنے تئیں ہلاک کرے گا کہ وہ کیوں ایمان نہیں لاتے۔ ❁ ---اس بات کے پیچھے مت پڑ جس کا تجھے علم نہیں۔ ❁ ---اور ان لوگوں کے بارہ میں جو ظالم ہیں مجھ سے گفتگو مت کر کیونکہ وہ سب غرق کئے جائیں گے۔ ❁ ---اور ہماری آنکھوں کے روبرو کشتی تیار کر اور ہمارے اشارے سے۔ ❁ ---وہ لوگ جو تیرے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں وہ خدا کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں، یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ ❁ ---اور یاد کر وہ وقت جب تجھ سے وہ شخص مکر کرنے لگا جس نے تیری تکفیر کی اور تجھے کافر ٹھہرایا، اور کہا کہ اے ہامان میرے لئے آگ بھڑکا تا میں موسیٰ کے خدا پر اطلاع پاؤں اور مَیں اُس کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔ ❁ ---ہلاک ہوگئے دونوں ہاتھ ابی لہب کے اور وہ آپ بھی ہلاک ہو گیا۔ ❁ ---اس کو نہیں چاہئے تھا کہ اس معاملہ میں دخل دیتا مگر ڈرتے ڈرتے۔ ❁ ---اور جو کچھ تجھے رنج پہنچے گا وہ تو خدا کی طرف سے ہے۔ ❁ ---اس جگہ ایک فتنہ برپا ہوگا۔ ❁ ---پس صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا۔ ❁ ---وہ فتنہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگا۔ تا وہ تجھ سے محبت کرے۔ وہ اس خدا کی محبت ہے جو بہت غالب اور بزرگ ہے۔ ❁ ---دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ اور ہر ایک جو زمین پر ہے آخر وہ فنا ہوگا۔ تم کچھ غم مت کرو اور اندوہ گین مت ہو۔ ❁ ---کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں۔ ❁ ---کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ❁ ---اور تجھے انہوں نے ٹھٹھے کی جگہ بنا رکھا ہے۔ ❁ ---وہ ہنسی کی راہ سے کہتے ہیں کیا یہی ہے جس کو خدا نے مبعوث فرمایا؟ ❁ ---ان کو کہہ کہ مَیں تو ایک انسان ہوں۔ میری طرف یہ وحی ہوئی ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے۔ اور تمام بھلائی اور نیکی قرآن میں ہے کسی دُوسری کتاب میں نہیں اس کے اسرار تک وہی پہنچتے ہیں جو پاک دل ہیں۔ ❁ ---کہہ ہدایت دراصل خدا کی ہدایت ہی ہے۔ ❁ ---اور کہیں گے کہ یہ وحی الٰہی کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں ہوئی جو دو شہروں میں سے کسی ایک شہر کا باشندہ ہے۔ ❁ ---اور کہیں گے کہ تجھے یہ مرتبہ کہاں سے حاصل ہوگیا۔ یہ تو ایک مکر ہے جو تم لوگوں نے مل کر بنایا۔ یہ لوگ تیری طرف دیکھتے ہیں مگر تو اُنہیں دکھائی نہیں دیتا۔ ❁ ---ان کو کہہ کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔ ❁ ---خدا آیا ہے تا تم پر رحم کرے۔ ❁ ---اور اگر تم پھر شرارت کی طرف عود کرو گے تو ہم بھی عذاب دینے کی طرف عود کریں گے۔ ❁ ---اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنایا ہے۔ اور ہم نے تجھے تمام دنیا پر رحمت کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ ❁ ---ان کو کہہ کہ تم اپنے مکانوں پر اپنے طور پر عمل کرو اور مَیں اپنے طور پر عمل کر رہا ہوں پھر تھوڑی دیر کے بعد تم دیکھ لو گے کہ کس کی خدا مدد کرتا ہے۔ ❁ ---کوئی عمل بغیر تقویٰ کے ایک ذرّہ قبول نہیں ہوسکتا۔ ❁ ---خدا اُن کے ساتھ ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور ان کے ساتھ جو نیک کاموں میں مشغول ہیں۔ ❁ ---کہہ اگر مَیں نے افترا کیا ہے تو میری گردن پر میرا گناہ ہے۔ ❁ ---اور میں پہلے اس سے ایک مدّت تک تم ہی میں رہتا تھا کیا تم کو سمجھ نہیں؟ ❁ ---کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ ❁ ---اور ہم اس کو لوگوں کے لئے ایک نشان اور ایک نمونہ رحمت بنائیں گے، اور یہ ابتدا سے مقدر تھا۔ ❁ ---یہ وہی امر ہے جس میں تم شک کرتے تھے۔“

☆ (مِنۡ کا لفظ قرآن کریم میں نہیں ہے ہاں الہام (اَمۡ تَسۡئَلُھُمۡ مِنۡ خرج فھم مِنۡ مَّغۡرَمٍ مُّثۡقَلُوۡنَ۔) میں مِنۡ کا لفظ آیا ہے۔ منہ)

---(الاستفتاء مع اردو ترجمہ صفحہ 189 تا 194۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

جماعت احمدیہ یوکے (UK) کے زیر اہتمام واقفین نَو کے نیشنل اجتماع کا کامیاب و بابرکت انعقاد

متفرق معلوماتی سٹالز، مختلف موضوعات پر مشتمل دلچسپ presentations اور مفید پروگرامز

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اختتامی اجلاس میں بابرکت شمولیت اور نہایت اہم اور زرّیں ہدایات پر مشتمل خطاب

(فرّخ راحیل۔ مدیر اردو ''اسماعیل'' میگزین)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ یوکے کے زیر اہتمام 26؍فروری 2017ء کو واقفین نَو کا نیشنل اجتماع بیت الفتوح لندن میں منعقد ہوا۔ **حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس روز اختتامی اجلاس میں رونق افروز ہوئے۔** اختتامی اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ عزیزم عبدالمنان نے سورۃ آل عمران کی آیات 33 تا 36 کی تلاوت کی۔ عزیزم خالد احمد نے اس کا اردو ترجمہ اور عزیزم رضا محمود نے انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ بعد ازاں عزیزم مطرف احمد نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے منظوم کلام ''نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے'' میں سے چند اشعار خوش الحانی کے ساتھ پڑھے۔ اس کے بعد عزیزم احسان محمود نے اس کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔

نظم کے بعد مکرم مسرور احمد صاحب سیکرٹری وقفِ نَو یوکے نے اجتماع کی مختصر رپورٹ پیش کی جس میں خصوصاً ذکر کیا کہ پہلی بار اس اجتماع کی تمام تر انتظامیہ واقفینِ نَو پر مشتمل ہے۔ نصابی امتحانات کے علاوہ کیریئر پلاننگ کے حوالہ سے خصوصی اسٹال لگائے گئے۔ نیز متعدد دلچسپ موضوعات پر مشتمل presentations دی گئیں۔ مثلاً: سوشل میڈیا، شادی، ویڈیو گیمز کھیلنے کے نقصانات، جامعہ احمدیہ وغیرہ۔ اس موقع پر مکرم لقمان احمد کشور صاحب انچارج دفتر وقفِ نَو مرکزیہ نے بھی تقریر کی اور حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشادات کی روشنی میں 15 سال سے زائد عمر کے واقفینِ نَو کو تجدید وقف کرنے اور تعلیم مکمل کرنے کے بعد زندگی وقف کرنے اور نمازوں کی پابندی وغیرہ امور کی طرف توجہ دلائی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 1406 واقفین نَو نے امسال اس اجتماع میں شرکت کی۔ رپورٹ میں بتایا گیا کہ گزشتہ سال کی نسبت امسال 185 واقفینِ نَو کا اضافہ ہوا ہے۔ واقفین نَو کے علاوہ والدین اور مہمانوں کی حاضری 466 رہی۔ اس طرح امسال کُل حاضری 1872 رہی۔ الحمدللہ۔

اجتماع کی رپورٹ کے بعد **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔**

تشہد، تعوذ اور تسمیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ آج آپ سب یہاں نیشنل وقف نَو اجتماع کے لئے جمع ہوئے ہو۔ آپ مَیں سے بعض حیران ہو رہے ہوں گے کہ ہم کیوں ہر سال ایسی تقریبات کا انعقاد کرتے ہیں۔ ہم اس وجہ سے ایسی تقریبات منعقد کرتے ہیں تا کہ آپ سب ممبرانِ وقف نو کو آپ کی ذمہ داریوں کی اہمیت یاد دلائی جائے، آپ کو اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کے لئے تربیت دی جائے اور آپ کی رہنمائی کی جائے۔

سب سے پہلے آپ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ صرف آپ کا نام وقفِ نَو کی فہرست میں ہونا بذات خود کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ آپ صرف اپنے طرزِ عمل کے ذریعہ سے ان حقیقی برکات کو حاصل کر سکتے ہیں جو اس تحریک کے ساتھ وابستہ ہیں۔ آپ کو وقفِ نو کا ممبر ہونے کی حیثیت سے ہر آن اپنے عہد کو پورا کرنے کے لئے مستعد رہنا چاہئے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ اپنی اخلاقی حالت، روحانی حالت اور اپنی تعلیم کے معیار کو بلند کریں اور دوسروں کی رہنمائی کے لئے بہترین نمونہ بنیں۔ ہر احمدی مرد، عورت اور بچے سے ہمیشہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا رہے۔ اگر وقفِ نو کے ممبر صرف بنیادی تعلیمات پر عمل کر رہے ہیں تو وہ کسی امتیاز کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ اس وجہ سے یہ بات کبھی نہ بھولیں کہ آپ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی زندگیاں اپنے دین کی خاطر وقف کرنے کا عہد کیا ہے۔ پس اس وجہ سے آپ کو لازماً اسلامی تعلیمات اور اس کی اقدار کے بلند ترین معیار اپنے اندر قائم کرنے کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ اِن تعلیمات اور اقدار میں سب سے اوّل جیسا کہ میں اکثر کہتا ہوں یہ ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے حقوق اس کی عبادت کے ذریعہ ادا کئے جائیں۔ چنانچہ **آپ کو لازماً کوشش کرنی چاہئے کہ مسلسل اپنے عبادت کے معیاروں کو بڑھائیں** اور اللہ تعالیٰ سے ایک حقیقی لازوال تعلق قائم کرنے کی کوشش کریں۔ اگر آپ اپنی عبادتیں اخلاص کے ساتھ بجا لا رہے ہیں تو آپ اُن سے حظّ اُٹھائیں گے اور عبادت کرنا آپ کو مشکل نہیں لگے گا۔ اور یہ وہ معیار ہے جسے ایک وقفِ نَو کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر آپ اس میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو آپ نہ صرف اپنے خالق سے ایک ذاتی تعلق پیدا کرنے والے ہوں گے بلکہ آپ دوسروں کو بھی راغب کر رہے ہوں گے کہ وہ آپ کے نقش قدم پر چلیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سب سے زیادہ اہمیت کی حامل اور **سب سے بلند ترین مقام رکھنے والی عبادت روزانہ پنجوقتہ فرض نمازیں ہیں** جنہیں روزانہ ادا کرنا لازمی ہے۔ پس آپ کو بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہئے کہ آپ کی کوئی بھی نماز چھوٹ نہ جائے۔ نیز آپ کو جب بھی ممکن ہو اپنی نمازیں باجماعت ادا کرنی چاہئیں۔ اور سکول، کالج کے اوقات کے علاوہ آپ کو زیادہ سے زیادہ اپنی مقامی مسجد یا صلوٰۃ سینٹرز میں نمازیں ادا کرنی چاہئیں۔ ہم سب اپنا تعارف احمدی مسلمان ہونے کی حیثیت سے کرواتے ہیں۔ اور ہم فخر محسوس کرتے ہیں کہ ہم نے امامِ وقت حضرت مسیح موعود ومہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مبعوث کیا گیا۔ لیکن یہ فخر اور اطمینان جو آپ کو اپنے ایمان میں ہے صرف اُس وقت قابلِ تعریف خیال کیا جائے گا، اور صرف اُس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبول کیا جائے گا جب آپ حقیقی معنوں میں اپنے دین کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے والے ہوں گے۔ محض چند الفاظ اپنے دین کے بارہ میں بول دینا ہرگز کافی نہیں ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ کے حقوق کی بجا آوری میں **آپ کی سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ آپ روزانہ اپنی پنجوقتہ نمازوں کو باقاعدگی کے ساتھ ادا کریں۔** افسوس کہ طلباء اپنے سکول اور یونیورسٹی کی پڑھائی کو اکثر بہانہ بنا لیتے ہیں اور اپنی نمازیں تاخیر سے ادا کرتے ہیں یا بالکل ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہیں کہ نماز ایک ڈھال ہے جو انسان کو مزید غلطیاں کرنے سے محفوظ رکھتی ہے۔ پس عبادت کے حقوق ادا نہ کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے آپ کو دوسرے گناہوں میں مبتلا کر رہے ہوں گے اور اسلام سے دُور ہٹ رہے ہوں گے۔ آپ کو اس معاملہ میں ہر قسم کی سستی اور کمزوری سے اپنے آپ کو بچانا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

قیام نماز کے علاوہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دوسرے ذرائع بھی بتائے ہیں جن کے ذریعہ سے ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کے حقوق ادا کر سکتے ہیں۔ مثلاً ایک موقع پر ایک شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا اور کہا کہ اُس سے بہت سی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں اور اُس میں بہت سی کمزوریاں ہیں۔ اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رہنمائی طلب کی کہ کس طرح وہ اپنی کوتاہیوں کو دور کر سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ نماز اور استغفار ایسی کمزوریوں کے لئے بہترین علاج ہیں۔ ہر انسان کو دوسروں سے زیادہ اپنی کمزوریوں کا علم ہوتا ہے۔ اس لئے آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصیحت کی طرف زیادہ توجہ دیں کہ **اپنے دین میں غفلت کو دُور کرنے کا بہترین علاج فرض نمازوں کی باقاعدہ ادائیگی ہے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا ہے۔** آپ چونکہ مغربی ممالک میں رہتے ہیں اور آپ ایک دنیادار معاشرہ میں پروان چڑھے ہیں اس لئے استغفار کی ضرورت اور اہمیت بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ استغفار انسان کو شیطان اور معاشرے میں جو بداخلاقیاں عام پائی جاتی ہیں اُن سے بچنے کا ایک شاندار ذریعہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جیسا کہ مَیں نے کہا واقفِ نَو کو دوسروں کے لئے نمونہ ہونا چاہئے۔ اس لئے آپ کو لازماً زیادہ سے زیادہ استغفار کرتے رہنا چاہئے تا کہ آپ کے روحانی اور اخلاقی معیار مسلسل بڑھیں اور ترقی کرتے رہیں۔ مزید برآں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ انسان کو اِن الفاظ میں دعا مانگنی چاہئے کہ **اے اللہ! تو مجھ میں اور میرے گناہوں میں بہت دُوری پیدا کر دے۔** اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان ہر قسم کی غلط کاریوں اور گناہوں سے محفوظ رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جب ایک انسان اخلاص کے ساتھ باقاعدگی سے اس دعا کا وِرد کرتا ہے تو وقت کے ساتھ ساتھ یہ دعا ضرور قبول ہو جاتی ہے۔ پس وقفِ نَو کا ممبر ہونے کی حیثیت سے آپ کو بار بار یہ دعا کرنی چاہئے تا کہ آپ کی رہنمائی سیدھے رستہ پر ہو اور آپ اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی تعلیم دی ہے کہ **اپنے نفس سے جہاد کرنا بھی ایک قسم کی عبادت**

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 06 اپریل 2015ء بروز سوموار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاح کا اعلان فرمایا:۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں ایک نکاح کا اعلان کروں گا جو عزیزہ نور عودہ بنت مکرم عبدالقادر عودہ صاحب کا ہے، جو آج کل گھانا میں رہتے ہیں، سیریا کے حالات کی وجہ سے گھانا شفٹ ہوئے ہوئے ہیں۔ اور یہ نکاح عزیزم فائز نوشیروان احمد ابن مکرم مبارک احمد صاحب ظفر ایڈیشنل وکیل المال لندن کے ساتھ تین ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

جیسا کہ تعارف سے پتا لگ گیا ہے یہ دونوں خاندان، ایک سیرین عرب ہیں، دوسرے پاکستانی اوریجن کے ہیں اور دونوں کے یقیناً رہن سہن، گھر کے طور طریقے اور طبیعتوں میں فرق ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ بڑا احسان کیا ہے کہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی اور ہم ان لوگوں میں شامل ہوگئے جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہام بھی فرمایا تھا کہ اُمّتِ واحدہ بنانا ہے۔ تو یہ اُمّت واحدہ جو بنی ہے اس کا ایک رنگ اس طرح بھی پورا ہو رہا ہے کہ مختلف علاقوں کے لوگ، مختلف قوموں کے لوگ آپس میں رشتے بھی طے کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے رشتے اس طرح جو بھی طے ہوئے ہیں بڑے کامیاب بھی ہیں اور آئندہ آگے نسلیں بھی ان کی احمدیت پر قائم اور کامیابی سے زندگی گزارنے والی ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ قائم ہونے والا رشتہ بھی ہر لحاظ سے بابرکت ہو اور دونوں خاندان ایک دوسرے کو سمجھنے والے ہوں۔ لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کی طبیعتوں کو سمجھتے ہوئے، ایک دوسرے کے جذبات، احساسات کا خیال رکھنے والے ہوں اور حقیقی رنگ میں وہ نمونہ دکھائیں جو ایک احمدی کا ہونا چاہیے اور جس کی ایک احمدی سے توقع کی جاسکتی ہے۔ ان چند الفاظ کے بعد اب میں نکاح کا اعلان کروں گا۔ لڑکی کے وکیل مکرم مسلم الدروبی صاحب ہیں ۔

حضور انور نے مکرم مسلم الدروبی صاحب سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

Musallam El Droubi Sahib you don’t understand Urdu?

اس کے بعد حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا اور لڑکی کے وکیل سے انگریزی میں ایجاب و قبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں۔

(مرتبہ:۔ ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆...☆...☆

مصالح العرب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 444

مکرم علاء عثمان صاحب (2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے مکرم علاء عثمان صاحب آف سیریا حال جرمنی کی ایمان افروز داستان کا ایک حصہ نذر قارئین کیا تھا۔جس میں ہم نے ان کے خاندان کی قبول احمدیت کا واقعہ اور سیریا میں 2011ء میں شروع ہونے والے فسادات میں ان کے خاندان پر ڈھائے جانے والے مظالم کا کچھ تذکرہ کیا تھا۔اس قسط میں اسی المناک داستان کو آگے بڑھاتے ہیں۔مکرم علاء عثمان صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

میں دمشق میں رہتا تھا جبکہ میرے والدین اور سسرال ہماری آبائی بستی حوش عرب میں رہائش پذیر تھے۔میں ہر دو ہفتوں کے بعد بیوی بچوں کو لے کر بستی کا چکر لگاتا تھا۔یہ بستی حکومت مخالف گروہوں کے زیر تسلّط آ گئی تھی اور ان کے بڑے سرغنوں میں میرا بڑا بھائی بھی تھا جو کئی سال پہلے ہوش کی عمر سے ہی جماعت سے علیحدہ ہو گیا تھا۔

سیاہ دن

کئی ماہ تک تو میں بسہولت اپنے اور اپنی اہلیہ کے والدین سے ملنے کیلئے آتا جاتا رہا۔پھر اسکے بعد وہ سیاہ دن آیا جب حوش عرب سے واپس آتے ہوئے مجھے گورنمنٹ کی عسکری پوسٹ پر روک لیا گیا اور مجھے میری اہلیہ اور بچوں کے سامنے گرفتار کر کے میری اہلیہ سے کہا گیا کہ وہ گاڑی چلا کر بچوں کو گھر لے جائے۔میری بیوی اور بچوں نے دہائیاں دیں، التجائیں کیں کہ کم از کم گرفتاری کا سبب تو بتا دیں، لیکن ہر قسم کی سعی نوائی اکارت گئی اور یوں ہم جدا ہو گئے۔

ایک گھنٹے کے بعد مجھے اسی چیک پوسٹ کے عقب میں ایک کمرے میں لے جایا گیا جہاں مجھ سے پہلے گرفتار ہونے والے دو اشخاص سے پوچھ گچھ ہو چکی تھی۔ان کی حالت دیکھ کر میرا دل بیٹھ گیا۔انہیں اس قدر تعذیب کا نشانہ بنایا گیا تھا کہ ان کے جسموں سے خون رِس رہا تھا۔ادھ موئی حالت میں وہ زمین پر پڑے کراہ رہے تھے۔

میں انہیں دیکھ کر اپنے انجام کے بارہ میں سوچ ہی رہا تھا کہ چند فوجی آئے اور انہوں نے بغیر کوئی بات کئے اور بغیر کوئی سوال پوچھے مجھے لاتوں، مکّوں اور ڈنڈوں سے نہایت بے رحمی سے مارنا شروع کر دیا۔شاید اس طرح ان کی تسلی نہ ہوئی تو انہوں نے میرے جسم کو بجلی کے تاروں سے مار مار کے چھلنی کر دیا۔کچھ ہی دیر کے بعد میرے اعصاب جواب دے گئے اور میں بھی زمین پر ڈھیر ہو گیا۔اس کے بعد میری آنکھوں پر پٹّی باندھ دی گئی اور کچھ دیر کے بعد شاید ان کا کوئی آفیسر آیا جو ہمیں ایک گاڑی میں ڈال کر کسی نامعلوم مقام پر لے گیا۔

اس مقام پر ہماری مار کٹائی اور تعذیب کا دوسرا دور ہوا جس کے ساتھ سوال وجواب کا سلسلہ بھی شروع ہوا۔گو میرا جسم چور چور تھا، سوچنے اور بولنے کی سکت نہیں تھی، ایسے میں ان کے پوچھے جانے والے سوالوں سے یہ سمجھنا مشکل نہ تھا کہ ان کے ارادے کیا ہیں اور کونسا جرم میرے کھاتے میں ڈالنا چاہتے ہیں۔انہوں نے پوچھا کہ تمہاری بستی حوش عرب پر کون کون سے گروہ قابض ہیں؟ کن کن ٹی وی چینلز کے ساتھ تمہارا رابطہ ہے؟ اور کن کن مسلح گروہوں اور اشخاص کو تم جانتے ہو؟ اس سوال کے پوچھنے کے وقت ان کی طرف سے تعذیب شدید ہو گئی تھی۔لیکن میں نے کسی بھی سوال کے جواب میں غلط بیانی نہیں کی، اور صبر سے ان کا ظلم سہتا رہا۔نیز حکومت کے خلاف مسلح گروہوں میں شامل ہونے والے جن اشخاص کو میں جانتا تھا ان کے نام بھی انہیں بتا دیئے تاہم میرا خیال ہے کہ ان سب کو وہ پہلے ہی جانتے تھے۔ان اشخاص میں میں نے اپنے بھائی کا نام بھی بتایا جو حکومت کے خلاف مسلح گروہوں میں شامل ہو چکا تھا۔

موت کے سائے

میں نے اپنے بارہ میں کسی حکومت مخالف گروہ یا کسی بیرونی ٹی وی چینل کے ساتھ تعلق ہونے سے انکار کیا تو شاید انہیں اس بات کا یقین نہ آیا۔اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ میرا چھوٹا بھائی حکومت مخالف مظاہروں میں شریک ہونے کی بنا پر قید ہو چکا تھا جسے بعد میں ٹارچر کر کے مار دیا گیا۔اسی طرح بڑا بھائی جو کہ غیر احمدی تھا وہ بھی حکومت مخالف گروپس کا سرکردہ رکن بن گیا تھا۔اس وجہ سے میرے بارہ میں توقع کی جا رہی تھی کہ اور نہیں تو میں اپنے چھوٹے بھائی کے قتل کے انتقام کی خاطر ہی حکومت مخالف طاقتوں سے رابطہ میں ہوں گا۔چنانچہ انہوں نے مجھ سے اپنا مزعومہ ’’سچ‘‘ اگلوانے کے لئے ایک اور حربہ استعمال کیا کہ میرے کپڑے اتار کر مجھے ٹھنڈے پانی میں ڈال دیا۔یہ شدید سردی کے ایام تھے۔جب میرا جسم فریز ہونے کو پہنچ گیا تو مجھے نکال کر پھر مارنا شروع کر دیا۔میں ان کے سوالوں کے جواب میں صرف اتنا ہی کہہ سکا کہ جو کچھ میرے پاس معلومات تھیں وہ تو میں نے آپ کو بتا دی ہیں اب اس کے بعد اگر آپ جان سے مار دینے کی دھمکی دے رہے ہیں تو میں یہی کہتا ہوں کہ ایسا کرنا ہے تو کر گزریں کیونکہ اس طرح لمحہ لمحہ مرنے کی کیفیت سے تو رہائی مل جائے گی۔

یہ سن کر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور میری آنکھوں سے پٹی اتار کر کہا کہ کپڑے پہن لو۔میں نے ایک نظر اپنے جسم کو دیکھا تو میری نظر آنسوؤں سے بھیگ گئی کیونکہ میرے جسم کا کوئی حصہ تعذیب کے آثار سے خالی نہ تھا۔

مقتل نما زنداں

وہ رات میں نے جیل میں گزاری جہاں اور بھی قیدی تھے جن سے بات کر کے پتہ چلا کہ ہم کس مقام پر ہیں۔اگلے روز کئی قیدیوں کے ساتھ میرا نام بھی پکارا گیا اور پھر ہماری آنکھوں پر پٹی باندھ کر گاڑی میں ڈال لیا گیا۔ایک دفعہ پھر ہمیں اپنی منزل کا علم نہ تھا۔لیکن ایک چوکی پر ہماری گاڑی پر سوار ایک اہلکار نے کچھ بولا جس سے ہمیں معلوم ہو گیا کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔جس شاخ کا نام اہلکار نے لیا تھا وہ ظلم اور سختی میں مشہور تھی۔یہ نام سنتے ہی ہمارے دل کانپنے لگ گئے لیکن اس وقت سوائے صبر کے ہمارے ہاتھ میں کوئی حیلہ نہ تھا۔اور ہمیں توقع تھی کہ وہاں پہنچ کر زخم زخم جسموں پر مزید چرکے لگائے جائیں گے۔لیکن وہاں پہنچ کر خلاف توقع ایسا کچھ نہ ہوا بلکہ سرسری سوالوں کے بعد ہمیں زمین دوز جیل خانے میں ڈال دیا گیا۔

جیل کے جس کمرے میں مجھے ڈالا گیا وہ انتہائی چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں مجھ سے پہلے بارہ لوگ موجود تھے۔اس جیل میں ایسے چالیس کمرے تھے جن میں اسی طرح ٹھونس ٹھونس کر انسان بھرے ہوئے تھے۔کمرے میں گندگی کے ساتھ ساتھ مردہ جسموں سے اٹھنے والی بدبو وافر تھی۔اس کی وجہ یہ تھی کہ روزانہ جیل کے ان کمروں میں تعذیب اور ظلم کی تاب نہ لاتے ہوئے کئی قیدی جان کی بازی ہار جاتے تھے، کئی بدقسمتوں کو خطرناک بیماریاں بھی ظلم وستم کی اس قید سے آزاد نہ کر سکتیں تو جان دے کر انہیں اس مقتل نما زنداں سے رہائی ملتی۔

رہائی اور حسابِ سود وزیاں

تین روز اسی جیل میں رہنے کے بعد مجھے مزید تحقیق کے لئے بلایا گیا۔میری آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔یہاں پر مجھ سے وہی سوال پوچھے گئے جو پہلی بار مار مار کر پوچھے تھے۔پھر ان سوالوں کے جوابات پر مجھ سے دستخط کروا کے مجھے جیل میں واپس بھیج دیا گیا اور پھر 22 دن تک اسی حبس زدہ اور بدبودار کمرے میں گزارنے کے بعد مجھے دوبارہ بلایا گیا اور میرے اہل خانہ کے دینی اور دنیوی رجحانات لکھوائے گئے۔اس کے دو روز بعد ہمیں بتایا گیا کہ تم آزاد ہو۔ہم حیران تھے کہ ایسا کیونکر ممکن ہو گیا؟ پھر کچھ ہی دیر میں ہمیں پتہ چلا کہ ہمیں حکومت نے اپنے مخالف گروپس کے ساتھ قیدیوں کے تبادلہ میں رہا کیا ہے۔

میں 27 دنوں کے بعد گھر پہنچا تو تقریباً ایک کلو روزانہ کے حساب سے میرا 25 کلو وزن کم ہو گیا تھا۔رہائی کے بعد دو ماہ تک بستر پر ہی میرا علاج ہوتا رہا کیونکہ مجھے خطرناک بیماریاں لگ گئی تھیں خصوصًا میرے پاؤں میں ایسی انفیکشن ہو گئی تھی جس سے پاؤں کا گوشت کھایا جا رہا تھا۔اور اگر میں چند روز مزید جیل میں رہتا تو میرا پاؤں کاٹ دیا جاتا۔

بڑی غلطی

آہستہ آہستہ میری صحت ٹھیک ہو گئی۔سابقہ تجربہ کی بناء پر میں اپنی بستی ’’حوش عرب‘‘ نہ گیا جبکہ میری اہلیہ اور بچے وقتًا فوقتًا آتے جاتے رہے۔کچھ عرصہ کے بعد اس علاقہ کے حالات بھی خراب ہو گئے جس میں ہم رہائش پذیر تھے۔جب روز مرہ بمباری اور چوریوں وقتل کے واقعات بڑھنے لگے تو مجبورًا ہمیں اس محلہ سے نکلنا پڑا۔بہت مشکل سے قریبی علاقے میں ایک کمرے پر مشتمل چھوٹا سا گھر کرائے پر لیا اور اس میں پانچ ماہ گزار کر وطن سے ہجرت کا پروگرام بنایا اور میں ترکی چلا گیا۔وہاں جا کر گھر تلاش کیا اور پھر اہل خانہ کو بلا لیا۔کچھ عرصہ وہاں رہنے کے بعد ہمیں محسوس ہوا کہ ترکی زبان سے ناواقفیت ہمیں یہاں تنہائی کے احساس سے دوچار کر رہی ہے۔چنانچہ باوجود اپنے ملک کے خراب حالات کے میں نے دمشق واپس جانے کا فیصلہ کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی۔

دمشق میں آ کر میں نے ایک محفوظ مقام پر کرائے کا گھر لیا اور گھر سے ہی اپنی ویب سائٹ اور دیگر کام چلانے لگا۔میری ویب سائٹ ٹیکنالوجی کی خبروں اور گیمز وغیرہ کے لئے کافی مشہور تھی اور مجھے اس سے اچھی خاصی آمدنی ہو جاتی تھی اور یہ سلسلہ خدا کے فضل سے اب تک جاری ہے۔

مصیبتوں کے درمیاں

دمشق میں رہتے ہوئے مجھے سال گزر گیا اور 2014ء کے رمضان المبارک میں میں نے گاڑی خریدی تو میرے اہل خاندان مجھ پر بستی میں آنے کے بارہ میں دباؤ ڈالنے لگے۔ان کے تسلی دلانے پر میں نے عید پر اپنے گاؤں جانے کا پروگرام بنا لیا۔میں بڑی احتیاط سے ہر عسکری پوسٹ گزرتا ہوا راستہ طے کرنے لگا کیونکہ معمولی غلطی بے رحمانہ قتل کا سبب بن سکتی تھی۔عسکری حلقوں میں میری بستی حکومتی نظام کے مخالف گروپس کا گڑھ سمجھی جاتی تھی اس لئے گو مجھے شکی نظروں سے دیکھا جاتا تھا لیکن الحمدللہ میں 10 سے زائد چیک پوسٹوں سے گزر کر بستی میں داخل ہو گیا۔

میں بستی تک تو پہنچ گیا لیکن میرا دل طرح طرح کی فکروں کی آماجگاہ ہی رہا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ نیشنل ڈیفنس کے بعض عناصر نے مجھے یہاں آتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔وہ مجھے اچھی طرح جانتے تھے نیز انہیں یہ بھی علم تھا کہ میرا ایک بھائی حکومت مخالف گروپ کا اہم رکن ہے۔چنانچہ وہی ہوا جس کا ڈر تھا کیونکہ انہوں نے مجھے اپنے مرکز میں بلوا لیا اور اس بستی میں آنے کا سبب پوچھا۔میرا ایک رشتہ دار انٹیلی جینس کے شعبہ میں کام کرتا تھا اور اس وقت وہاں موجود تھا۔میں اسے اپنے ساتھ لے گیا۔اس نے وہاں جا کر گواہی دیتے ہوئے میرے بارہ میں کہا کہ اس کا اپنے حکومت مخالف بھائی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔اور انٹیلی جینس کے شعبہ نے اس کے بارہ میں تحقیق کی ہے اور اس کے ذمہ کوئی جرم نہیں ہے۔

نیشنل ڈیفنس والوں نے یہ سفارش قبول کر لی اور مجھے واپس جانے دیا۔باہر نکل کر میرے رشتہ دار نے مجھ سے کہا کہ میری نصیحت ہے کہ تم دمشق واپس چلے جاؤ۔کیونکہ مجھے محسوس ہوا ہے کہ انہوں نے گو تمہیں چھوڑ دیا ہے لیکن وہ تمہیں پکڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں کیونکہ تمہارے اوپر یہ بھی الزام ہے کہ تم نے حالیہ فسادات شروع ہونے سے پہلے الجزیرہ چینل میں کام کیا ہے جو آج کل حکومت کے خلاف رپورٹس دکھا رہا ہے۔

میں نے عید کے بعد دمشق واپس جانے کا فیصلہ کیا تو اچانک میری ایک بیٹی بشدت رونے لگ گئی۔وہ مجھے کہتی تھی کہ پاپا دمشق واپس نہ جاؤ کیونکہ میرا دل کہتا ہے کہ وہاں کوئی مصیبت تمہارا انتظار کر رہی ہے۔لیکن میری اہلیہ اس بات پر مصر تھی کہ ہمیں جلد سے جلد دمشق واپس لوٹ جانا چاہئے۔چنانچہ میں نے اپنی اہلیہ کی بات مان لی اور بیٹی کو سمجھا بجھا کے واپس چلنے پر راضی کر لیا۔

ہم واپس دمشق تو خیر وعافیت سے پہنچ گئے لیکن اس کے ایک روز بعد مصیبت ہمیں ہر طرف سے گھیر چکی تھی۔انٹیلی جینس کے کچھ لوگ میرے گھر میں داخل ہوئے اور بار بار یہ جملہ دہرانے لگے کہ تم نے فون پر کسی سے کیا بات کی ہے۔دراصل یہ ان کا پرانا طریقہ ہے جو بے گناہوں کی گرفتاری کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

... ...(باقی آئندہ)

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

غیر مسلموں سے سلوک کے بارہ میں قرآنی تعلیم

(سیّد میر محمود احمد ناصر)

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: وَ قِیۡلِہٖ یٰرَبِّ اِنَّ ہٰۤؤُلَآءِ قَوۡمٌ لَّا یُؤۡمِنُوۡنَ۔ فَاصۡفَحۡ عَنۡہُمۡ وَ قُلۡ سَلٰمٌ فَسَوۡفَ یَعۡلَمُوۡنَ (سورۃ الزخرف:89تا90) اور آپ کے قول کی قسم کہ یہ لوگ ایسی قوم ہیں جو نہ ایمان لاتے ہیں نہ لائیں گے۔ تم ان سے درگزر کرو اور (ان کو) سلامتی کا پیغام دو۔ وہ عنقریب جان لیں گے۔

یہ ہے اللہ تعالیٰ کا حکم کہ یہ لوگ جو ایمان نہ لانے پر بضد ہیں ان کو نہ صرف معاف کرو بلکہ ان کو سلامتی کا پیغام بھیجو۔ عنقریب وہ (سچ) کو جان لیں گے۔

مگر آج امت محمدیہ میں وہ لوگ بھی ہیں جو نہ صرف ایمان سے انکار کرنے والوں کو بلکہ ان کے اپنے مسلک سے انکار کرنے والے دوسرے فرقوں کو واجب القتل سمجھتے ہیں اور صرف سمجھتے ہی نہیں بلکہ انہیں فوری طور پر قتل کرنا اپنے لئے جنت کا دروازہ سمجھتے ہیں۔

◉ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ لَا یَنۡہٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یُقَاتِلُوۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ وَ لَمۡ یُخۡرِجُوۡکُمۡ مِّنۡ دِیَارِکُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡہُمۡ وَ تُقۡسِطُوۡۤا اِلَیۡہِمۡ۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَo اِنَّمَا یَنۡہٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیۡنَ قٰتَلُوۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ وَ اَخۡرَجُوۡکُمۡ مِّنۡ دِیَارِکُمۡ وَ ظٰہَرُوۡا عَلٰۤی اِخۡرَاجِکُمۡ اَنۡ تَوَلَّوۡہُمۡ وَ مَنۡ یَّتَوَلَّہُمۡ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الظّٰلِمُوۡنَo (سورۃ الممتحنۃ:9-10) کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں سے جو تم پر دین کی وجہ سے حملہ آور نہیں ہوتے اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالتے اس بات سے منع نہیں کرتا کہ تم ان سے اعلیٰ درجہ کا نیک سلوک نہ کرو اور ان سے عدل و انصاف سے کام نہ لو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ اللہ تمہیں صرف ان سے منع کرتا ہے جنہوں نے دین کے بارہ تم پر حملہ کیا اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے (گھروں سے نکالنے) پر مدد کی کہ تم ان کو مددگار دوست بنا اور جو تم میں سے ان کو مددگار دوست بنائے تو وہ ظالم ہیں۔ (کیونکہ وہ ظالموں سے مدد لیتے ہیں)۔

◉ اللہ تعالیٰ تو قرآن شریف میں فرماتا ہے: وَ وَصَّیۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡہِ ۚ حَمَلَتۡہُ اُمُّہٗ وَہۡنًا عَلٰی وَہۡنٍ وَّ فِصٰلُہٗ فِیۡ عَامَیۡنِ اَنِ اشۡکُرۡ لِیۡ وَ لِوَالِدَیۡکَ۔ اِلَیَّ الۡمَصِیۡرُ۔ وَ اِنۡ جَاہَدٰکَ عَلٰۤی اَنۡ تُشۡرِکَ بِیۡ مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ۔ فَلَا تُطِعۡہُمَا وَ صَاحِبۡہُمَا فِی الدُّنۡیَا مَعۡرُوۡفًا (سورۃ لقمان:15تا16) کہ ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارہ میں بڑی تاکیدی نصیحت کی ہے اس کی ماں اس کو تکلیف پر تکلیف میں اٹھاتی ہے اور تاکیدی نصیحت یہ ہے کہ میرا شکر کرو اور اپنے والدین کا بھی شکر کرو اور میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے۔ ہاں اگر وہ تم سے اس بات کے لئے جدو جہد کریں کہ تم میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرا جس کا تمہیں کوئی علم نہیں تو ان کی اطاعت نہ کرو۔ ہاں دنیا میں ان کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

مشرک والدین جو اپنی اولاد کو مشرک بنانے کے لئے جدو جہد کرتے ہیں (لفظ تو یہ ہے کہ وہ تم سے جہاد کرتے ہیں) تو ان کی اس بارہ میں بات نہ مانو مگر دنیوی امور میں ان سے نیک سلوک کرو۔ مگر اس دنیا میں جو لوگ بھی موجود ہیں جو شرک کرنے والوں کی اگر ان کو موقع ملے فوری طور پر گردن مارنے کے لئے تیار ہیں۔ شاید کہنے والا یہ کہے کہ ماں باپ کے مرتبہ کی وجہ سے یہ ایک استثناء کیا گیا ہے مگر ہرگز ایسا نہیں۔ مرد کے بیوی اور بچے تو اس سے مرتبہ میں کم تر ہیں ان کے بارہ میں فرماتا ہے: یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجِکُمۡ وَ اَوۡلَادِکُمۡ عَدُوًّا لَّکُمۡ فَاحۡذَرُوۡہُمۡ ۚ وَ اِنۡ تَعۡفُوۡا وَ تَصۡفَحُوۡا وَ تَغۡفِرُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (سورہ التغابن:15) کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تمہاری بیویوں میں سے اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں۔ ان سے ہوشیار رہو اور اگر تم عفو سے کام لو اور درگزر کرو اور بخش دو تو یقیناً اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

◉ بعض لوگ تو اس بات کے درپے ہیں کہ اپنے مسلک سے اختلاف رکھنے والوں، اپنے عقائد کو نہ ماننے والوں کی گردنوں پر بلا تامل چھری پھیر دیں۔ مگر اللہ تعالیٰ مومنوں کو ان کے بارہ میں جو ان کے دشمن ہیں یہ حکم دیتا ہے کہ ان کو معاف کردو، ان سے درگزر کرو، ان سے مغفرت کا سلوک کرو۔ اور وجہ یہ بتاتا ہے کہ اللہ بھی تو غفور ہے اور رحم کرنے والا ہے۔

قرآن مجید کے احکامات کی نافرمانی کرنے والے یہ لوگ اس لئے نافرمانی کرتے ہیں کہ انہوں نے بچپن سے جہاد کے بالکل غلط معنی لئے ہوتے ہیں اور جہاد کے وہ یہ معنی سمجھتے ہیں کہ تلوار پکڑو اور غیر مسلموں کو بلکہ اس مسلمان کو بھی قتل کردو جو تمہارے مسلک سے مختلف مسلک رکھتا ہے۔ جہاد تو عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی کوشش اور جدو جہد کرنے کے ہیں۔ تلوار یا ہتھیار سے قتل کرتے پھرنے کے ہرگز یہ معنی نہیں۔ نہ ہی قرآن شریف مختلف عقیدہ رکھنے والوں کو قتل کرتے پھرنے کی اجازت دیتا ہے۔ قرآن تو صرف ان سے لڑنے کی اجازت دیتا ہے جو تم پر حملہ آور ہوتے ہیں۔

◉ پہلی آیت جو قرآن شریف میں اس بارہ میں آئی ہے یہ ہے: وَ قَاتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ الَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَکُمۡ وَ لَا تَعۡتَدُوۡا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡمُعۡتَدِیۡنَ (سورۃ البقرۃ:191) اور اللہ کے راستہ میں ان سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور aggression نہ کرو۔ اللہ aggression کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ یہ آیت قطعی طور پر ان لوگوں کو مجرم ٹھہراتی ہے جو کسی پر حملہ کی ابتدا کرتے ہیں۔ کیونکہ مومنوں کو حکم ہے کہ ان سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں۔ اب اگر مومن کسی قوم سے ان کے مذہب یا مسلک کی وجہ سے لڑتے ہیں جنہوں نے لڑائی شروع نہیں کی تو ظاہر ہے کہ وَ قَاتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ الَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَکُمۡ کے حکم کی صریح نافرمانی کرتے ہیں۔ آیت تو کہتی ہے کہ ان سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں۔ جو مومنوں سے نہیں لڑ رہے ان سے لڑائی کی اجازت یہ آیت نہیں دیتی۔ آگے مزید وضاحت کرتی ہے کہ زیادتی نہ کرو۔ aggression نہ کرو۔ مگر جو شخص بغیر اس بات کے کہ اس پر حملہ کیا گیا ہو لڑتا ہے، حملہ آور ہوتا ہے وہ تو لازماً زیادتی کرتا ہے اور اللہ فرماتا ہے کہ اللہ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔

◉ قرآن تو صاف طور پر مومنوں کو صرف اس صورت میں لڑنے کی اجازت دیتا ہے جب ان پر ظلم کیا جا رہا ہو اور ان سے لڑائی کی جارہی ہو۔ فرماتا ہے اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا۔ وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُ۔ الَّذِیۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ بِغَیۡرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنۡ یَّقُوۡلُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ۔ (سورۃ الحج:40-41) کہ ان لوگوں کو جن سے لڑائی کی جاتی ہے اجازت دی جاتی ہے۔ کیونکہ ان پر ظلم کیا جارہا ہے اور اللہ یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے صرف اس بنا پر کہ انہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔

◉ قرآن تو فرماتا ہے کہ اگر وہ دشمن بھی جو مومنوں پر حملہ آور ہے اور تم ان کا مقابلہ کررہے ہو اگر صلح کی طرف مائل ہو تو تم بھی صلح کرو مگر تم سمجھتے ہو کہ اس صلح کی طرف میلان میں بھی دراصل وہ دھوکہ دہی کررہے ہیں تب بھی ان کی طرف جھکنا تمہارا فرض ہے۔ فرماتا ہے: وَ اِنۡ جَنَحُوۡا لِلسَّلۡمِ فَاجۡنَحۡ لَہَا وَ تَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ۔ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ۔ وَ اِنۡ یُّرِیۡدُوۡۤا اَنۡ یَّخۡدَعُوۡکَ فَاِنَّ حَسۡبَکَ اللّٰہُ۔ ہُوَ الَّذِیۡۤ اَیَّدَکَ بِنَصۡرِہٖ وَ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ (سور الانفال:62تا63) کہ اگر وہ کبھی صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی صلح کے لئے جھکو اور اللہ پر بھروسہ رکھو کہ وہ بہت سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اور اگر وہ ارادہ رکھتے ہوں کہ تمہیں دھوکہ دیں تو اللہ تمہارے لئے کافی ہے وہی ہے جس نے اپنی تائید کے ساتھ اور مومنوں کے ذریعہ تمہاری مدد کی ہے۔

دیکھئے دشمن حملہ آور ہے مومن مقابلہ کرتے ہیں اور دشمن دھوکہ دہی کے ساتھ صلح کی پیشکش کرتا ہے۔ دل میں اس کا مقصد کچھ اور ہے تب بھی مومن کو حکم ہے کہ وہ صلح کی پیشکش کو قبول کرے۔

◉ آج کے بعض نام نہاد مجاہد جارحانہ حملے کی ابتدا کرتے ہیں مگر قرآن کے ماننے والے مجاہد اس بات سے بھی گھبراتے تھے کہ حملہ آور دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے دشمن کا خون بہائیں۔ قرآن اس بات کی گواہی دیتے ہوئے فرماتا ہے: کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الۡقِتَالُ وَ ہُوَ کُرۡہٌ لَّکُمۡ (سورۃ البقرۃ:217) کہ تم پر قتال کی اجازت لکھی گئی ہے اور وہ تمہیں سخت ناپسند ہے۔

◉ قرآن فرماتا ہے۔ اَلَا تُقَاتِلُوۡنَ قَوۡمًا نَّکَثُوۡۤا اَیۡمَانَہُمۡ وَ ہَمُّوۡا بِاِخۡرَاجِ الرَّسُوۡلِ وَ ہُمۡ بَدَءُوۡکُمۡ اَوَّلَ مَرَّۃٍ (سورۃ التوبۃ:13) کیا تم ان لوگوں سے نہیں لڑو گے جنہوں نے قسمیں کھا کر جو معاہدے کئے ہیں وہ توڑے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالنے کا ارادہ کیا اور پہلی مرتبہ لڑائی کی ابتدا انہوں نے کی ہے۔

اب کہاں ہیں وہ مغربی معترضین جو مومنوں پر جارحانہ حملوں کا الزام لگاتے ہیں اور اپنی محرف و مبدل بائبل کو بڑے شوق سے پڑھتے ہیں جو جارحانہ اور ظالمانہ حملوں کے حکم سے بھری پڑی ہے۔

◉ اس مجبوری کی صورت میں لڑائی کی اجازت جو قرآن نے مومنوں کو دی ہے اس میں صاف حکم دیا ہے کہ جو مشرک اپنے ان معاہدوں پر قائم ہیں جو انہوں نے مومنوں سے کئے تو ان سے لڑائی کی اجازت ہرگز نہیں۔

فرماتا ہے: اِلَّا الَّذِیۡنَ عٰہَدۡتُّمۡ مِّنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ثُمَّ لَمۡ یَنۡقُصُوۡکُمۡ شَیۡئًا وَّ لَمۡ یُظَاہِرُوۡا عَلَیۡکُمۡ اَحَدًا فَاَتِمُّوۡۤا اِلَیۡہِمۡ عَہۡدَہُمۡ اِلٰی مُدَّتِہِمۡ۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُتَّقِیۡنَ (سورۃ التوبۃ:4) کہ یہ لڑائی کی اجازت جو اوپر کی آیت میں ہے) ان کے سوا اور لوگوں کے لئے ہے جنہوں نے مشرکوں میں سے تم سے معاہدہ کیا اور پھر اس معاہدہ کو پورا کرنے سے تمہارے سے کوئی کوتاہی نہیں کی۔ اور نہ ہی تمہارے خلاف کسی حملہ آور کی مدد کی۔ تو ان سے پوری حد تک ان کا عہد پورا کرو (عہد کا پورا کرنا تقویٰ ہے) اور اللہ تقویٰ اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

◉ قرآن تو اس حد تک دشمنوں کا خون بہانے کے خلاف ہے کہ مشرک جو مسلسل حملہ کرتے تھے قرآن ان کے متعلق فرماتا ہے: وَ لَا یَزَالُوۡنَ یُقَاتِلُوۡنَکُمۡ حَتّٰی یَرُدُّوۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِکُمۡ اِنِ اسۡتَطَاعُوۡا (سورہ البقرۃ:218) کہ وہ تم پر حملے کرتے رہیں گے یہاں تک کہ تم کو تمہارے دین سے پھرا دیں اگر ان کی طاقت ہو۔

اور ان کے متعلق فرمایا: لَا یَرۡقُبُوۡنَ فِیۡ مُؤۡمِنٍ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّۃً ؕ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُعۡتَدُوۡنَ (سورۃ التوبۃ:10) کہ یہ مشرک کسی مومن کے بارہ میں نہ کسی رشتہ داری کی پرواہ کرتے ہیں نہ کسی عہد کی پرواہ کرتے ہیں اور یہی لوگ aggressor ہیں۔ اسی طرح فرماتا ہے: کَیۡفَ وَ اِنۡ یَّظۡہَرُوۡا عَلَیۡکُمۡ لَا یَرۡقُبُوۡا فِیۡکُمۡ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّۃً۔ یُرۡضُوۡنَکُمۡ بِاَفۡوَاہِہِمۡ وَ تَاۡبٰی قُلُوۡبُہُمۡ ۚ وَ اَکۡثَرُہُمۡ فٰسِقُوۡنَ (سورہ التوبۃ:8) کس طرح جبکہ حال یہ ہے کہ اگر وہ مشرک تم پر غالب آئیں تو نہ کسی تعلق کی پرواہ کرتے ہیں نہ کسی عہد کی پرواہ کرتے ہیں۔ وہ زبانی کلامی تو باتیں بنا کر تمہیں خوش کرینگے مگر ان کے دل انکار کر رہے ہوتے ہیں اور ان میں سے اکثر عہد توڑنے والے ہیں۔

◉ ایسے عہد شکن مشرک جن سے مقابل مومن دفاعی جنگ کر رہے ہیں ان میں سے اگر کوئی پناہ چاہتا ہے تو فرمایا: وَ اِنۡ اَحَدٌ مِّنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ اسۡتَجَارَکَ فَاَجِرۡہُ حَتّٰی یَسۡمَعَ کَلٰمَ اللّٰہِ ثُمَّ اَبۡلِغۡہُ مَاۡمَنَہٗ (سورۃ التوبۃ:6) تو دیکھئے کیسی خوبصورت تعلیم ہے کہ ایسے حملہ آور مشرکوں میں سے بھی کوئی آپ کے ساتھ پناہ چاہتا ہے تو اس کو پناہ دو بے شک اللہ کا کلام سنے (اس کو قتل کرنا یا تکلیف دینا جائز نہیں) تمہارا فرض ہے کہ اس کو اس کی امن کی جگہ پر پہنچا۔ کیا جانی حملہ آور دشمنوں سے اس نیک سلوک کی تعلیم کہیں دنیا کے کسی ضابطہ حیات میں ہے۔ دوسری عالمگیر جنگ میں ہٹلر کا دست راست Rudolf Hess صلح کا پیغام لے کر اتحادیوں کے علاقہ میں اترا تھا مگر سالہا سال تک اس کو قید میں رکھا گیا حتی کہ وہ قید میں ہی مر گیا۔

◉ جو لوگ ایمان کا دعویٰ کرتے ہوئے اور قرآن شریف کی اتباع کا نام لیتے ہوئے غیر مسلموں یا اپنے مسلک سے مختلف عقیدہ رکھنے والوں پر تلوار چلاتے ہیں وہ دراصل اپنے آپ کو ایمان کا ٹھیکہ دار کہتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ان کو صداقت بزور بازو اور بزور تلوار قائم کرنے کا قرآن حق دیتا ہے۔ حالانکہ قرآن تو کہتا ہے: لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ ۟ۙ قَدۡ تَّبَیَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَیِّ (سورۃ البقرۃ:257) کہ دین میں کوئی جبر نہیں کیونکہ ہدایت گمراہی سے صاف صاف روشن ہے۔

مگر یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ لوگ اپنی تلوار یا اپنی رائفل یا اپنے بم سے ہدائت کو گمراہی سے روشن اور الگ الگ کر کے دکھا سکتے ہیں قرآن مجید نے بار بار اس مضمون کو بیان کیا ہے کہ نبی اور رسول کا کام پیغام کھول کھول کر پہنچا دینا ہے۔ جبر اور طاقت کے ذریعہ سچے مومن بنانا نہیں۔ یہ مضمون اتنی دفعہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ تعجب ہوتا ہے کہ یہ طاقت کے ذریعہ مومن بنانے والے کیوں ان آیات پر غور نہیں کرتے۔

دیکھئے اللہ تعالیٰ ہمارے نبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

مسلمان ممالک میں دہشتگردی بھی بہت زیادہ ہے، شدت پسندی بھی ہے اور یہاں حملے بھی ہو رہے ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ شدت پسند گروہوں اور مسلمان ممالک میں باغی گروہوں کو ہتھیار مغربی ممالک سے ہی ملتے ہیں اور اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے اور اسلام کے خلاف جو بغض ہے اس کے اظہار کے لئے بعض طاقتوں نے بڑی ہوشیاری سے ان گروہوں کو منظم کیا ہے۔ ایک طرف حکومتوں کو ظاہری اور خفیہ مدد دی جا رہی ہے اور دوسری طرف باغیوں کی اور اسی طرح شدت پسند گروہوں کی کسی نہ کسی طریقے سے مدد کی جاتی ہے۔ اگر یہ مدد نہ ہو تو کوئی گروہ یا حکومت اتنا لمبا عرصہ لڑائی نہیں لڑ سکتے۔

بدقسمتی یہ ہے کہ مسلمانوں کو جب بھی نقصان پہنچا ہے مسلمانوں کے اپنے عمل اور سازشوں اور بغاوتوں اور ایک دوسرے کے حق نہ ادا کرنے اور ذاتی مفادات کو قومی اور ملّی مفادات پر ترجیح دینے سے ہی پہنچا ہے۔ اسلام کی تعلیم کو بھولنے اور اپنے مقصد کو نظرانداز کرنے سے ہی پہنچا ہے۔

آجکل الجزائر میں یہ ظلم بڑھ رہا ہے۔ پولیس احمدیوں کو ہراساں کر رہی ہے۔ عدالتیں اپنی مرضی کے فیصلے کر کے احمدیوں کو جیلوں میں ڈال رہی ہیں اور بعض کو ایک سال سے تین سال تک کی جیل کی سزا ملی ہے صرف اس لئے کہ انہوں نے یہ کہا کہ ہم نے آنے والے امام کو مان لیا ہے اور اس لئے مان لیا ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی ارشاد ہے۔

یہ لوگ جو ظلم کر رہے ہیں اور اسلام کے نام پر اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نام پر ظلم ہو رہے ہیں وہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کو دیکھ رہا ہے اور مظلوم کی دعائیں اللہ تعالیٰ کے عرش پر پہنچ رہی ہیں اور پہنچتی ہیں۔ اس کی عدالت نے جب فیصلہ کیا تو ان ظالموں کی نہ دنیا رہے گی نہ آخرت۔ پس ان کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے بھی ڈرنا چاہئے۔

تبلیغ کے لئے، اسلام کی خوبصورت تعلیم پھیلانے کے لئے، اسلامی احکامات کی حکمت بتانے کے لئے دلیل کے ساتھ بات کی ضرورت ہے نہ کہ اس طرح جس طرح یہ آجکل کے نام نہاد علماء یا شدت پسند گروہ کر رہے ہیں۔ تلوار کے ساتھ اسلام پھیلانے کا اللہ تعالیٰ نے کہیں حکم نہیں دیا۔

جب ہم تبلیغ کرتے ہیں اور اسلام کی پُرامن تعلیم دنیا کو بتاتے ہیں تو اسلام مخالف طاقتیں جو ہیں ہمیں ہمیشہ یہی جواب دیتی ہیں کہ ٹھیک ہے تم پُرامن ہو گے لیکن تمہیں تو مسلمان اکثریت مسلمان ہی نہیں سمجھتی لہٰذا تم اسلام کی نمائندگی نہیں کر سکتے۔ پس ان حالات میں ہمارے چیلنج مزید بڑھ جاتے ہیں اور ہر احمدی کو اس بارے میں اپنی ذمہ داری کا احساس کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کا ہر فعل اور عمل اسلام کا نمونہ ہو۔ اگر تبلیغ نہیں بھی کر رہا تو پھر بھی اس کا قول و فعل اسلام کا پیغام پہنچانے والا ہو۔ اس بارے میں حکمت سے اپنے اپنے دائرے میں ہر احمدی کو کام کرنا چاہئے۔

اسلام کی تعلیم کی حقیقت بھی ان لوگوں کی اکثریت کو معلوم نہیں۔ اس لئے ہر جگہ جہاں جماعت کی تعداد اتنی ہے کہ ہم مؤثر پیغام پہنچانے کا کام کر سکیں وہاں ہمیں اپنے روایتی پروگراموں کے ساتھ جو تبلیغی پروگرام ہیں اسلام کے امن اور سلامتی کے پیغام کو پہنچانے کے لئے بھی مؤثر پروگرام بنانے چاہئیں۔ ان ملکوں میں جہاں اسلام کے خلاف قوتیں زور پکڑ رہی ہیں ان کے زور کو توڑنے کے لئے اگر کوئی منظم کوشش کر سکتا ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہی کر سکتی ہے۔ دوسرے مسلمان اسلام کی خوبصورتی کو ظاہر کرنے اور اس کا پیغام پہنچانے کا کام کر ہی نہیں سکتے ان میں وہ تنظیم ہی نہیں ہے نہ ان کے پاس علم ہے۔ یہ کام اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ منسلک ہونے والوں کے ذریعہ مقدر ہے۔ پس اس بات کی اہمیت کو ہمیں سمجھنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”اسلام کی حفاظت اور سچائی کو ظاہر کرنے کے لئے سب سے اوّل تو وہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بن کر دکھاؤ۔ اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلاؤ۔“

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق گزارنے والے ہوں۔ سچے مسلمانوں کا نمونہ بننے والے ہوں اور تمام تر مخالفتوں کے باوجود اسلام کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلانے والے بنیں اور ہم میں سے ہر ایک حقیقی اسلام کی حفاظت اور سچائی ظاہر کرنے والوں میں سے بن جائے۔

مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب (قادیان) مکرم فضل الٰہی انوری صاحب (جرمنی) اور مکرم ابراہیم بن عبداللہ اغزول صاحب (مراکش) کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 17 مارچ 2017ء بمطابق 17 امان 1396 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آجکل ہم دیکھتے ہیں کہ مغربی اور ترقی یافتہ دنیا میں انتہائی دائیں بازو کی سیاسی جماعتیں یا Far-rights جسے کہتے ہیں یا نسل پرست یا قوم پرست سیاستدانوں کی اور پارٹیوں کی پذیرائی بڑی بڑھتی جارہی ہے۔ ان کی اہمیت بڑھتی جارہی ہے۔ تجزیہ نگار بھی اس بارے میں بہت کچھ لکھتے ہیں کہ جو موجودہ حکومتیں ہیں جو بائیں بازو کی حکومتیں کہلاتی ہیں یا امیگریشن پالیسیز میں اتنی زیادہ سخت نہیں ہیں ان حکومتوں کی امیگریشن پالیسیز کی وجہ سے یہ سب کچھ ہورہا ہے اور اس کے علاوہ بھی کچھ وجوہات ہیں۔ لیکن ان سب باتوں کی تان آ کر مسلمانوں پر ٹوٹتی ہے کہ مسلمانوں کو ان ممالک میں آنے پر Ban ہونا چاہئے۔ ان کو روکا جانا چاہئے کیونکہ یہ ہمارے اندر جذب نہیں ہوتے اور علیحدہ رہتے ہیں اور اپنے مذہب اسلام پر عمل کرتے ہیں جو کہ اُن کے خیال میں شدت پسندی کا مذہب ہے۔ یا پھر یہ کہا جاتا ہے کہ اگر یہاں ہمارے میں رہنا ہے تو ان کو اپنا مذہب اور اپنی روایات کو چھوڑ کر ہمارے طریقوں اور ہمارے رہن سہن کو اپنانا ہوگا۔ اگر اس طرح نہیں کرتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ہمارے اندر جذب ہونا نہیں چاہتے اور جب اپنی انفرادیت یا مذہبی حیثیت قائم رکھتے ہیں یا رکھنا چاہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے ملک کے لئے خطرناک ہوسکتے ہیں۔ عجیب جاہلانہ باتیں ہیں کہ مسلمانوں کی مسجد کے مینار ہمارے لئے خطرہ ہیں۔ ان کی عورتوں کے حجاب ہمارے لئے خطرہ ہیں۔ ان کی عورتوں کا مردوں سے مصافحہ نہ کرنا یا مردوں کا عورتوں سے مصافحہ نہ کرنا ہمارے لئے خطرہ ہے۔ یہاں یو۔کے میں تو اِکّا دُکّا سیاستدان ہی شاید اس قسم کی باتیں کرتے ہوں لیکن دوسرے ممالک میں اس بارے میں بہت شور ہے اور پھر ہر روز سیاستدانوں کے اس بارے میں بیان آ رہے ہیں۔ اور پھر یہ دلیل بھی دیتے ہیں کہ دیکھو مسلمانوں کا ہمارے لئے خطرہ ہونا اس بات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان ممالک میں شدت پسندی اور لاقانونیت انتہا کو پہنچی ہوئی ہے اور یہاں ہمارے ملک میں بھی شدت پسندوں کے حملے مسلمانوں کی طرف سے ہی زیادہ تر ہورہے ہیں۔

ان کی باقی باتیں تو اسلام کی مخالفت میں ہیں لیکن بدقسمتی سے یہ بات ان کی صحیح ہے کہ مسلمان ممالک میں شدت پسندی ہے اور یہاں حملے بھی ہورہے ہیں اور یہ بات جو ہے، یہ اعتراض جو ہے یہ بھی، جیسا کہ میں نے کہا، مسلمانوں کی طرف سے ان کے ہاتھ میں دیا گیا ہے کیونکہ مسلمان ممالک میں دہشتگردی بھی بہت زیادہ ہے، شدت پسندی بھی ہے اور یہاں حملے بھی ہورہے ہیں۔

قطع نظر اس کے کہ شدت پسند گروہوں اور مسلمان ممالک میں باغی گروہوں کو ہتھیار مغربی ممالک سے ہی ملتے ہیں اور اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے اور اسلام کے خلاف جو بغض ہے اس کے اظہار کے لئے بعض طاقتوں نے بڑی ہوشیاری سے ان گروہوں کو منظم کیا ہے۔ ایک طرف حکومتوں کو ظاہری اور خفیہ مدد دی جارہی ہے اور دوسری طرف باغیوں کی اور اسی طرح شدت پسند گروہوں کی کسی نہ کسی طریقے سے مدد کی جاتی ہے۔ اگر یہ مدد نہ ہو تو کوئی گروہ یا حکومت اتنا لمبا عرصہ لڑائی نہیں لڑسکتے۔

بدقسمتی یہ ہے کہ مسلمانوں کو جب بھی نقصان پہنچا ہے مسلمانوں کے اپنے عمل اور سازشوں اور بغاوتوں اور ایک دوسرے کے حق ادا نہ کرنے اور ذاتی مفادات کو قومی اور مِلّی مفادات پر ترجیح دینے سے ہی پہنچا ہے۔ اسلام کی تعلیم کو بھولنے اور اپنے مقصد کو نظرانداز کرنے سے ہی پہنچا ہے۔ بجائے اس کے کہ اپنی روحانی حالت کو بہتر کرتے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کی پیروی کرتے دنیا کے لالچ اور دنیاوی وجاہت اور مقاصد حکمرانوں کے بھی، دوسرے سیاستدانوں کے بھی اور علماء کی بھی ترجیح بن گئے ہیں اور علماء نے اُمّت کو مزید ظلمت کی گہرائیوں میں دھکیلنے میں اپنا کردار مذہب کی آڑ میں ادا کیا ہے اور کررہے ہیں۔ بجائے اس کے کہ زمانے کی حالت کو دیکھتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو سامنے رکھتے ہوئے ان حالات کا جو تقاضا تھا ان پر غور کرتے اور یہ دیکھتے کہ ہم ایسے حالات میں اس شخص کی تلاش کریں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ ایسے حالات میں وہ ایمان کو ثریّا سے واپس لائے گا اور اسلام کی ساخت کو اور مسلمانوں کے ایمان کو دوبارہ قائم کرے گا۔ یہ لوگ نہ صرف اس بات سے لاپرواہ ہوگئے بلکہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی مخالفت میں اس قدر بڑھ گئے کہ دنیا کے ہر مسلمان ملک میں جاجا کر بلکہ غیر مسلموں میں بھی جاجا کر اس کے خلاف بغض وعناد اور دشمنی کی ایسی انتہا کی جس کی کوئی حد نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق جس کو بھیجا تھا اس کے ماننے والوں پر بھی ظلم وتعدی کی انتہا کردی۔ پاکستان میں تو قانون کی آڑ میں یہ ظلم وتعدی کے بازار گرم ہیں۔ وہاں تو کئی سالوں سے، بلکہ کئی دہائیوں سے کہنا چاہئے، ہو ہی رہا ہے۔ بعض اور اسلامی ممالک میں بھی مُلّاں کے خوف اور ظالم افسروں کی وجہ سے احمدی مشکلات کا شکار رہے اور ہورہے ہیں یا ان کو گزرنا پڑا۔ بعض جگہ اب نسبتاً حالات بہتر بھی ہورہے ہیں۔ کتنا عرصہ رہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فضل کرے اور ہمیشہ رہیں اور احمدی محفوظ رہیں لیکن آجکل الجزائر میں یہ ظلم بڑھ رہا ہے۔ پولیس احمدیوں کو ہراساں کررہی ہے۔ عدالتیں اپنی مرضی کے فیصلے کرکے احمدیوں کو جیلوں میں ڈال رہی ہیں اور بعض کو ایک سال سے تین سال تک کی جیل کی سزا ملی ہے صرف اس لئے کہ انہوں نے یہ کہا کہ ہم نے آنے والے امام کو مان لیا ہے اور اس لئے مان لیا ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی ارشاد ہے۔ یہ لوگ جو جیل میں ہیں یا جن کو سزا دی گئی ہے یا سزا کا انتظار کررہے ہیں اور پولیس کسٹڈی (Custody) میں ہیں یا جن کو ہراساں کیا گیا ان کی تعداد بھی دو سو سے اوپر ہے اور سب نے باوجود ان سختیوں کے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ جو بھی سختی ہم پر کرلیں ہم اپنے ایمان سے پیچھے ہٹنے والے نہیں ہیں۔

پس احمدی تو جب اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ مَیں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر بات پر ترجیح دینی ہے ہر دوسری چیز پر ترجیح دینی ہے، اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی بھی کرنی پڑی تو کرنی ہے تو پھر اس کے ایمان سے اس کو کوئی نہیں ہلا سکتا۔ لیکن یہ لوگ جو ظلم کررہے ہیں اور اسلام کے نام پر اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نام پر ظلم ہورہے ہیں وہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کو دیکھ رہا ہے اور مظلوم کی دعائیں اللہ تعالیٰ کے عرش پر پہنچ رہی ہیں اور پہنچتی ہیں۔ اس کی عدالت نے جب فیصلہ کیا تو ان ظالموں کی نہ دنیا رہے گی نہ آخرت۔ پس ان کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے بھی ڈرنا چاہئے اور بجائے احمدیوں پر مظالم ڈھانے کے اپنی حالتوں کو دیکھیں۔ یہ لوگ اسلام کی خوبصورت تعلیم کی بدنامی کا جو باعث بن رہے ہیں، یہ دیکھیں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگیوں کا یہ مقصد بتایا تھا؟

یہ علماء جن کے فتووں کے پیچھے حکمرانوں اور دوسرے عدالتوں کے قاضی اور جج چل رہے ہیں اگر اسلام کا درد رکھنے والے ہوتے تو پھر اسلام کی ایسی حالت میں جب ہر طرف سے اسلام پر اعتراض ہورہے ہیں سب علماء ایک ہو کے سوچتے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے تو اسلام کے تمام دنیا میں پھیلنے کے ہیں لیکن یہاں تو الٹا اسلام ان حرکتوں سے بدنام ہورہا ہے۔ یہ کیا وجہ ہے؟ کیا دہشتگرد اور شدت پسند تنظیموں کے ذریعہ غلبہ ہوگا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا کہ قتل وغارت کرکے اسلام کو پھیلاؤ؟ کیا اسلام کے پاس براہین اور دلائل نہیں ہیں جن سے یہ پھیلایا جائے؟ کیا صرف تلوار سے مخالف فرقوں کے لوگوں اور دوسرے مذاہب کے لوگوں اور معصوم عورتوں اور بچوں کو قتل کرکے اور بوڑھوں کو قتل کرکے اسلام کی خدمت ہوگی؟ اگر یہ ان کی سوچ ہے اور اکثر علماء کے جو متشددانہ عمل ہیں ان سے یہی نظر آتا ہے کہ یہی ان کی سوچ ہے تو پھر یہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے نافرمان ہیں۔ ایسے عمل اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے ضرور مورد بنا سکتے ہیں۔ احمدیوں پر ظلم کرکے اور اسلام کے نام پر غلط کام کرکے ان کو کامیابی تو ملنی نہیں۔ اپنی حکومت اور طاقت کے بل بوتے پر جسے یہ اپنی کامیابی سمجھ رہے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ ایک دن اللہ تعالیٰ کے حضور بھی حاضر ہونا ہے اور وہاں ان ظلموں کا جواب بھی دینا ہوگا۔

مسلمانوں کی حالت بھی اس وقت عجیب ہوئی ہے۔ ایک طرف تو نام نہاد مولویوں کا طبقہ ہے یا شدت پسند لوگوں کا طبقہ ہے جس نے جیسا کہ میں نے کہا ہر طرف اسلام کے نام پر اپنوں اور غیروں کے خلاف فساد برپا کیا ہوا ہے۔ اور دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو اُن کے ردّ عمل کے طور پر یا مغربی اور دنیاداری کے اثر کے تحت مذہب سے لاتعلق ہیں۔ اعتماد سے اسلامی تعلیم کی خوبیوں کو بیان کرنے کے بجائے یا لاتعلق ہیں یا خوفزدہ ہیں۔ بعض چیزوں میں اسلامی تعلیم کی خوبیوں کو بیان کرنے کے بجائے اور دنیاداروں کی باتوں کو غلط کہنے کی بجائے ان کی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں اور اسلامی تعلیم کی غلط توجیہیں اور وضاحتیں پیش کرتے ہیں کہ یہ نہیں، اس کا مطلب تو یہ تھا یا یہ تھا۔ ان لوگوں پر دنیا کا خوف اللہ تعالیٰ کے خوف پر غالب ہے۔ اسی طرح بعض سیاستدان حکمران ہیں۔ دین سے ان کا لوگوں کا کچھ واسطہ نہیں ہے۔ وہ اگر مولوی سے متفق نہ بھی ہوں تو اپنی کرسی کے چِھن جانے کے خوف سے کہ کہیں مولوی لوگوں کو ہمارے خلاف نہ بھڑکا دے یہ بزدلی اور اپنی دنیاوی اغراض کی وجہ سے جو اُن پر غالب آ جاتی ہیں، خاموش ہیں۔ گویا کہ مسلمانوں میں سے ہر وہ طبقہ جس نے اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کا انکار کیا وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں سے دُور چلا گیا ہے۔ چاہے وہ مذہب کے نام پر اپنی دوکان چمکانے والے مولوی ہیں۔ الزام تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو دیتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ نے مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کرکے دوکانداری بنائی ہوئی ہے لیکن حقیقت میں ان لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مخالفت کو آسان کمائی اور دکان چمکانے کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ دلیل ان کے پاس ہے کوئی نہیں جس کی وجہ سے آپ اکثر دیکھیں گے کہ گالیاں ہی دیتے ہیں۔ بہرحال مذہب کے نام پر یہ دوکانداری کرنے والا طبقہ ہے یا دنیاداری کی خاطر مذہب کو ثانوی حیثیت دینے والا طبقہ ہے یہ سب لوگ نام کے مسلمان ہیں۔ اسلام کی حقیقی تعلیم سے ان کا کوئی بھی واسطہ نہیں ہے۔

ایسے حالات میں احمدیوں کو سوچنا چاہئے کہ جب انہوں نے زمانے کے امام کو ماناہے تو ان پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ مخالفین نے ان پر ظلم تو کرنے ہی ہیں اور اسی طرح مذہب سے دور ہٹے ہوئے جو لوگ ہیں اور خدا تعالیٰ کا انکار کرنے والے جو ہیں انہوں نے بھی اس وقت ہماری مخالفت کرنی ہے جب ہم ان کی ان باتوں کے خلاف بات کریں گے جو وہ آزادی کے نام پر غلط باتیں کرتے ہیں یا قوانین بناتے ہیں، تب ان لوگوں نے ہمارے خلاف ہونا ہے۔ پس کیا ایسے میں ہم خوفزدہ ہو کر چپ ہوجائیں یا ایمانی کمزوری دکھاتے ہوئے ان کی ہاں میں ہاں ملانے لگ جائیں۔ اگر ہم نے بھی ایسا

ہی کرنا ہے تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا کیا فائدہ؟ ہمیں تو آپ نے آ کر یہ بتایا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق چلنا ہے اور اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنی ہے۔ اپنے ایمان کو بھی ضائع نہیں کرنا اور فساد کو بھی پیدا نہیں ہونے دینا۔ اور ساتھ ہی یہ چیز بھی سامنے رکھنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا تک پہنچانا بھی ہے تا کہ توحید کا قیام ہو اور اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں پھیلایا جائے اور دنیا کی اکثریت اس تعلیم کی قائل ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو ہماری رہنمائی فرمائی ہے اس کے مطابق چلو اور وہ یہ ہے کہ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ۔ (النحل:126) یعنی اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلا اور ان کے ساتھ ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو۔

پس تبلیغ کے لئے، اسلام کی خوبصورت تعلیم پھیلانے کے لئے، اسلامی احکامات کی حکمت بتانے کے لئے دلیل کے ساتھ بات کی ضرورت ہے نہ کہ اُس طرح جس طرح یہ آجکل کے نام نہاد علماء یا شدت پسند گروہ کر رہے ہیں۔ تلوار کے ساتھ اسلام پھیلانے کا اللہ تعالیٰ نے کہیں حکم نہیں دیا۔ پھر جو دنیا دار ممالک ہیں اور جو حکومتیں ہیں ان میں بھی بعض ایسی باتیں رائج ہو گئی ہیں یا ایسی باتوں کو قانون تحفظ دیتا ہے جن کی مذہب اجازت نہیں دیتا اور مذہب کے نزدیک وہ نہ صرف اخلاق سے گری ہوئی باتیں ہیں بلکہ گناہ بھی ہیں ان کے بارے میں اگر ہم نے بات کرنی ہے اور اگر دوسرا فریق اس پر غصہ میں آتا ہے تو عارضی طور پر اس بات کو ٹالا جا سکتا ہے، وہاں سے سلام کر کے اٹھا جا سکتا ہے۔ یہی اس وقت حکمت کا تقاضا ہوگا لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اس لئے کہ یہ قانون بن گیا یا دوسرا فریق غصہ میں آ گیا ہم ان کی ہاں میں ہاں ملانے لگ جائیں۔ اگر خوفزدہ ہو کر یا دنیاداری سے متاثر ہو کر ہاں میں ہاں ملاتے ہیں تو یہ غلط ہے اور پھر ہم اس گناہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”آیت جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ کا یہ منشاء نہیں ہے کہ ہم اس قدر نرمی کریں کہ مداہنہ کر کے خلاف واقعہ بات کی تصدیق کر لیں“۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 305 حاشیہ)

پس حکمت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بزدلی دکھائی جائے بلکہ حکمت حق بات کو بغیر فساد کے کہنے میں ہے یا ایسے طریقے سے بات کی جائے کہ جس سے فساد پیدا نہ ہو اور جو اس بات کے کرنے کا حق ہے وہ بھی ادا ہو جائے۔

پس ایک مومن کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ بزدلی اور حکمت میں کیا فرق ہے۔ جو اسلام کے واضح حکم ہیں اور جن کو اسلام غلط کہتا ہے اس کو ہم نے نہیں کرنا اور غلط ہی کہنا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ قانون کو ہاتھ میں لے کر لڑائی بھی نہیں کرنی۔

پھر ایک جگہ اس بارے میں مزید وضاحت فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ”جب تُو کسی ...... کے ساتھ بحث کرے تو حکمت اور نیک نصیحتوں کے ساتھ بحث کر جو نرمی اور تہذیب سے ہو۔ ہاں یہ سچ ہے کہ بہتیرے اس زمانے کے جاہل اور نادان مولوی اپنی حماقت سے یہی خیال رکھتے ہیں کہ جہاد اور تلوار سے دین کو پھیلانا نہایت ثواب کی بات ہے اور وہ درپردہ اور نفاق سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ لیکن وہ ایسے خیال میں سخت غلطی پر ہیں اور ان کی غلط فہمی سے الٰہی کتاب پر الزام نہیں آ سکتا۔“ (اگر وہ ایسی باتیں کرتے ہیں تو ان کی غلطی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پر الزام آئے۔) فرمایا کہ ”واقعی سچائیاں اور حقیقی صداقتیں کسی جبر کی محتاج نہیں ہوتیں بلکہ جبر اس بات پر دلیل ٹھہرتا ہے کہ روحانی دلائل کمزور ہیں۔ کیا وہ خدا جس نے اپنے پاک رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر یہ وحی نازل کی کہ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ (الاحقاف:36) یعنی تُو ایسا صبر کر کہ جو تمام اولوالعزم رسولوں کے صبر کے برابر ہو۔ یعنی اگر تمام نبیوں کا صبر اکٹھا کر دیا جائے تو وہ تیرے صبر سے زیادہ نہ ہو۔ اور پھر فرمایا کہ لَاۤ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (البقرۃ:257) یعنی دین میں جبر نہیں چاہئے اور پھر فرمایا کہ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ۔ یعنی ...... حکمت اور نیک وعظوں کے ساتھ مباحثہ کر، نہ سختی سے۔ اور پھر فرمایا وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ (آل عمران:135) یعنی مومن وہی ہیں جو غصہ کو کھا جاتے ہیں اور یاوہ گو اور ظالم طبع لوگوں کے حملوں کو معاف کر دیتے ہیں اور بیہودگی کا بیہودگی سے جواب نہیں دیتے“۔ فرمایا کہ ”کیا ایسا خدا یہ تعلیم دے سکتا تھا کہ تم اپنے دین کے منکروں کو قتل کر دو اور ان کے مال لوٹ لو اور ان کے گھروں کو ویران کر دو۔ بلکہ اسلام کی ابتدائی کارروائی جو حکم الٰہی کے موافق تھی صرف اتنی تھی کہ جنہوں نے ظالمانہ طور سے تلوار اٹھائی وہ تلوار ہی سے مارے گئے اور جیسا کیا ویسا اپنا پاداش پالیا۔“ فرمایا کہ ”یہ کہاں لکھا ہے کہ تلوار کے ساتھ منکروں کو قتل کرتے پھرو۔ یہ تو جاہل مولویوں اور نادان پادریوں کا خیال ہے جس کی کچھ بھی اصلیت نہیں“۔

(تبلیغ رسالت (مجموعہ اشتہارات) جلد 3 صفحہ 194 تا 196 حاشیہ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام زیر سورۃ النحل آیت 126)

جو مولوی ہیں اسلام کے پھیلانے کے نام نہاد علمبردار بنے پھرتے ہیں یا وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں یا جو اسلام کے مخالف لوگ ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ اسلام کہتا ہے کہ منکروں کو قتل کرو۔ (حالانکہ یہ) کہیں نہیں لکھا۔

پس یہ ہے اسلام کی تعلیم جس پر دوسرے مسلمان تو عمل نہیں کرتے یا اس لئے کہ ان کو اسلام کا پیغام پہنچانے سے دلچسپی نہیں ہے یا اس لئے کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: نادان اور جاہل مولوی ہیں۔ لیکن ہم نے مسلمانوں میں بھی اور غیر مسلموں میں بھی یہ تعلیم عام کرنی ہے۔ اس لئے اپنے اپنے حلقے میں، اپنے اپنے دائرے میں ہر احمدی کو اس طرف توجہ کی ضرورت ہے کیونکہ پہلے اگر یہ لوگ چھپے ہوئے تھے اور نفاق کی زندگی گزار رہے تھے لیکن اسلام کی شدت پسند تعلیم کا نظریہ رکھتے تھے تو اب ایسے گروہ ہیں جو کھلے عام ایسی باتیں کرتے ہیں اور پھر غیروں کو ہی نہیں بلکہ مسلمان مسلمان کی گردن کاٹ رہا ہے اور اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔ احمدیوں کے خلاف تو یہ سب ہیں ہی۔ ایک فرقہ دوسرے فرقے کے خلاف اور ایک گروپ دوسرے گروپ کے خلاف بھی قتل و غارت گری کر رہا ہے۔ ایسے میں احمدیوں کا کام بہت بڑھ گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”یاد رکھو جو شخص سختی کرتا اور غضب میں آ جاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں۔ وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آ کر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ گندہ دہن اور بے لگام کے ہونٹ لطائف کے چشمے سے بے نصیب اور محروم کئے جاتے ہیں۔ غضب اور حکمت دونو جمع نہیں ہو سکتے۔“ فرمایا ”جو مغضوب الغضب ہوتا ہے۔ اس کی عقل موٹی اور فہم کند ہوتا ہے۔ اس کو کبھی کسی میدان میں غلبہ اور نصرت نہیں دیئے جاتے۔ غضب نصف جنون ہے۔ جب یہ زیادہ بھڑکتا ہے تو پورا جنون ہو سکتا ہے“۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 127-126۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس جب غضب اور جنون ہو جائے تو انسان پھر عقل کی باتیں نہیں کرتا اور یہی ہم غیروں میں دیکھتے ہیں۔ ہمارے خلاف تو مولوی ہر جگہ یہ عمل دکھا رہا ہے اور اس کا یہ عمل صرف ہمارے خلاف ہی نہیں ہے، اسلام کو بھی بدنام کر رہا ہے۔ جب ہم تبلیغ کرتے ہیں اور اسلام کی پُرامن تعلیم دنیا کو بتاتے ہیں تو اسلام مخالف طاقتیں جو ہیں ہمیں ہمیشہ یہی جواب دیتی ہیں کہ ٹھیک ہے تم پُرامن ہو گے لیکن تمہیں تو مسلمان اکثریت مسلمان ہی نہیں سمجھتی لہٰذا تم اسلام کی نمائندگی نہیں کر سکتے۔

پس ان حالات میں ہمارے چیلنج مزید بڑھ جاتے ہیں اور ہر احمدی کو اس بارے میں اپنی ذمہ داری کا احساس کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کا ہر فعل اور عمل اسلام کا نمونہ ہو۔ اگر تبلیغ نہیں بھی کر رہا تو پھر بھی اس کا قول و فعل اسلام کا پیغام پہنچانے والا ہو۔ پھر تبلیغ کے لئے ہمیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکمت کی اس بات کو بھی سامنے رکھنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا کہ ”دلوں کی کچھ خواہشیں اور میلان ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ کسی وقت بات سننے کے لئے تیار رہتے ہیں اور کسی وقت اس کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ (کبھی انسان کوئی بات سننے کے لئے تیار ہوتا ہے کبھی نہیں ہوتا) اس لئے لوگوں کے دلوں میں ان میلانات کے تحت داخل ہوا کرو۔ (یہ دیکھا کرو کہ اس وقت کیا صورتحال ہے اور پھر اس کے مطابق بات کرو) اور اس وقت اپنی بات کہا کرو جب وہ بات سننے کے لئے تیار ہوں۔“ (ماخوذ از نہج البلاغہ جزء 4 صفحہ 470 روایت نمبر 506 مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت 2005ء)۔ پس اس حکمت کو ہمیں اختیار کرنا چاہئے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ رہنمائی فرمائی کہ: ”چاہئے کہ جب کلام کرے تو سوچ کر اور مختصر کام کی بات کرے۔ بہت بحثیں کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا“۔ فرمایا کہ ”بس چھوٹا سا چٹکلہ کسی وقت چھوڑ دیا جو سیدھا کان کے اندر چلا جائے۔ پھر کبھی اتفاق ہوا تو پھر سہی“۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 119۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اب یہ باتیں اسی وقت ہو سکتی ہیں جب مستقل رابطے ہوں۔ آزادی کے نام پر خدا تعالیٰ کے قانون سے ٹکرانے اور آزادی کے نام پر غیر اخلاقی باتوں کو اخلاق کے زمرہ میں لانے کی جو مذہب مخالف طاقتیں ہیں کوشش کر رہی ہیں۔ ہم حکمت کی باتوں اور مستقل رابطوں اور کوشش سے ہی ان کے ردّ کر سکتے ہیں۔ ان کا توڑ کر سکتے ہیں۔

اب آسٹریلیا میں اگر ایک طبقہ اسلام دشمنی میں یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ اگر مسلمان مرد عورتوں سے یا عورتیں مردوں سے مصافحہ نہیں کرتے تو انہیں ملک سے نکال دینا چاہئے۔ یا حجاب کے کچھ لوگ خلاف ہیں یا بعض ملکوں میں مسجدوں اور میناروں کے خلاف ہیں۔ یا ہالینڈ کے ایک سیاستدان کا بیان ہے کہ تمام مسلمانوں کو ہی ملک سے نکال دو۔ یا ایک مخصوص ملک کے مسلمانوں کو ملک سے نکال دو۔ یا امریکہ کے صدر بعض مسلمان ممالک کے لوگوں پر پابندیاں لگانا چاہتا ہے تو یہ بیشک اسلام مخالف سوچ کا نتیجہ ہے۔ یہ ساری باتیں اور بعض مسلمان گروہوں کے عمل اس کو ہوا دینے والے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اسلام کی تعلیم کی حقیقت بھی ان لوگوں کی اکثریت کو معلوم نہیں۔ اس لئے اس بارے میں حکمت سے اپنے اپنے دائرے میں ہر احمدی کو کام کرنا چاہئے۔ ہر جگہ جہاں جماعت کی تعداد اتنی ہے کہ ہم مؤثر پیغام

پہنچانے کا کام کرسکیں وہاں ہمیں اپنے روایتی پروگراموں کے ساتھ جو تبلیغی پروگرام ہیں اسلام کے امن اور سلامتی کے پیغام کو پہنچانے کے لئے مؤثر پروگرام بھی بنانے چاہئیں۔ ان ملکوں میں جہاں اسلام کے خلاف قوتیں زور پکڑ رہی ہیں ان کے زور کو توڑنے کے لئے اگر کوئی منظم کوشش کرسکتا ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہی کرسکتی ہے۔ دوسرے مسلمان اسلام کی خوبصورتی کو ظاہر کرنے اور اس کا پیغام پہنچانے کا کام کر ہی نہیں سکتے۔ ان میں وہ تنظیم ہی نہیں ہے نہ ان کے پاس علم ہے۔ یہ کام اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ منسلک ہونے والوں کے ذریعہ مقدر ہے۔ پس اس بات کی اہمیت کو ہمیں سمجھنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں: ''جس قدر زور سے باطل حق کی مخالفت کرتا ہے اسی قدر حق کی طاقت اور قوت تیز ہوتی ہے''۔ فرمایا ''...... یہ ایک قدرتی نظارہ ہے۔ حق کی جس قدر زور سے مخالفت ہو اسی قدر وہ چمکتا اور اپنی شوکت دکھاتا ہے''۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''ہم نے خود آزما کر دیکھا ہے جہاں جہاں ہماری نسبت زیادہ شور و غل ہوا ہے وہاں ایک جماعت تیار ہوگئی اور جہاں لوگ..... سن کر خاموش ہوجاتے ہیں وہاں زیادہ ترقی نہیں ہوتی۔'' (ملفوظات جلد 5 صفحہ 311-310۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اس مخالفت میں جہاں مسلمانوں کی طرف سے مخالفت ہے وہاں ہم دیکھتے ہیں کہ احمدیت کا تعارف ہو رہا ہے اور ترقی بھی ہو رہی ہے۔ الجزائر میں بھی ہماری تبلیغ سے شاید جماعت کا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اتنا تعارف نہ ہوتا جتنا ان مقدمات اور ہمارے خلاف اخباروں میں لکھنے کی وجہ سے ہوا ہے اور سعید فطرتوں پر اس کا نیک اثر بھی ہو رہا ہے۔ اسی طرح غیر مسلم ممالک میں بھی جب اسلام کے خلاف فضا ہے ہمیں زیادہ سے زیادہ احمدیت اور حقیقی اسلام کو متعارف کروانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ پُرامن تعلیم کو پھیلانا چاہئے اس سے شاید ایک طبقہ میں ہماری مخالفت بھی بڑھے گی۔ بعض جگہ ایسے نمونے سامنے آ بھی رہے ہیں کہ غیروں میں بھی عیسائیوں میں بھی مخالفت بڑھتی ہے مثلاً مشرقی جرمنی میں جماعت کے خلاف قوم پرست بہت کچھ کہتے ہیں لیکن نیک فطرت دلوں پر اس کا مثبت اثر بھی ہو رہا ہے۔ جماعت کا تعارف ہو رہا ہے۔ پس اس سے ہمیں خوفزدہ ہونے کی بجائے خوش ہوکر اپنے کام کو تیز کرنا چاہئے اور ہر احمدی کو اپنے نمونے اور اپنے اظہار سے تبلیغ کا حصہ بننا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''اسلام کی حفاظت اور سچائی کے ظاہر کرنے کے لئے سب سے اوّل تو وہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بن کر دکھاؤ۔ اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلاؤ''۔ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 323۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق گزارنے والے ہوں۔ سچے مسلمانوں کا نمونہ بننے والے ہوں اور تمام تر مخالفتوں کے باوجود اسلام کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلانے والے بنیں اور ہم میں سے ہر ایک حقیقی اسلام کی حفاظت اور سچائی ظاہر کرنے والوں میں سے بن جائے۔

نمازوں کے بعد مَیں کچھ جنازے غائب پڑھاؤں گا۔ پہلا جنازہ غائب مکرم و محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب قادیان کا ہے جو محترم محمد عزیز الدین صاحب کے بیٹے تھے۔ 15؍مارچ 2017ء کو ستانوے سال کی عمر میں ان کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کے دادا حضرت حکیم مولوی وزیر الدین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے اور تین سو تیرہ صحابہ کی فہرست میں ان کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی دو کتب آئینہ کمالات اسلام اور ضمیمہ انجام آتھم میں درج فرمایا ہوا ہے۔ حضرت حکیم مولوی وزیر الدین صاحب کانگڑہ میں ایک مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق 1905ء میں کانگڑہ میں جو خوفناک زلزلہ آیا تھا اس میں آپ اور مدرسے کے طلباء معجزانہ طور پر بچ گئے۔ حکیم محمد دین صاحب مرحوم جون 1920ء کو مکیریاں ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کا امتحان لاہور سے اور انٹر کا امتحان قادیان سے پاس کیا۔ منشی فاضل کی ڈگری حاصل کی۔ دو سال طبیہ کالج لاہور میں تعلیم حاصل کی۔ وہاں سے حکیم حاذق کی ڈگری حاصل کی۔ 1939ء سے 1944ء تک محکمہ ریلوے میں اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر کے طور پر کام کیا۔ پھر 1943ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریک پر وقف زندگی کی درخواست دی۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ ارشاد فرمایا کہ اپنا کام جاری رکھیں اور تبلیغ کرتے رہیں۔ لیکن حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبہ کو سن کر ان کی خواہش یہی تھی کہ وقف کریں اور باقاعدہ مبلغ کے طور پر کام کریں اور آخر پھر اسی خواہش کی وجہ سے اور مسلسل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو لکھتے رہنے کی وجہ سے ایک وقت آیا جب ان کو بطور مبلغ لے لیا گیا اور بمبئی میں ان کو مبلغ انچارج بنا دیا گیا۔ پہلے انہوں نے مولانا عبدالرحیم نیر صاحب کے تحت معاون کے طور پر کام کیا۔ پھر خود ان کو مبلغ انچارج بنایا گیا۔ مجموعی طور پر 25 سال تبلیغ کے میدان میں خدمت بجالانے کی توفیق پائی۔ 1972ء کے آخر میں قادیان مرکز بلا لیا گیا۔ یہاں مدرسہ احمدیہ میں پہلے استاد مقرر ہوئے۔ پھر بارہ سال بطور ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ بحیثیت ناظم دارالقضاء، صدر مجلس انصار اللہ بھارت اور ممبر اور پھر صدر مجلس کارپرداز کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ ناظم وقف جدید بھی بنائے گئے۔ اور 2011ء میں ان کو صدر صدر انجمن احمدیہ بنایا تھا اور 2014ء تک یہ صدر صدر انجمن احمدیہ کی خدمت بجالاتے رہے۔ اس لحاظ سے ان کا جو خدمت کا عرصہ ہے بہت وسیع ہے۔ کئی سالوں پر پھیلا ہوا ہے۔ ان کو حج بدل کے طور پر حج بیت اللہ کی بھی توفیق ملی۔ قرآن کریم کی تلاوت بڑی عمدہ کیا کرتے تھے۔ آواز بھی بڑی اونچی تھی۔ ان کی وصیت پہلے 1/10 تھی پھر انہوں نے 1/7 کی اور پھر 1/5 کے موصی تھے۔ بڑے بےنفس انسان تھے۔ بڑی عاجزی سے اور بےنفس ہوکر انہوں نے ہمیشہ خدمت کی۔ اپنے سے بہت جونیئر کے بھی ماتحت رہے تو کامل اطاعت کے ساتھ انہوں نے اپنے جونیئر مربیان کے تحت بھی کام کیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے۔ ان کی اولاد اس وقت تین بیٹیاں پاکستان میں ہیں۔ تین بھارت میں ہی ہیں۔ دو بیٹے ہیں جو جماعت کی خدمت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی وفا اور اخلاص سے اپنے عہد بیعت کو نبھانے اور خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ مکرم فضل الٰہی انوری صاحب ابن مکرم ماسٹر امام علی صاحب کا ہے جو 4؍مارچ 2017ء کو 90 سال کی عمر میں جرمنی میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 16؍اپریل 1927ء کو بھیرہ میں پیدا ہوئے اور 1946ء میں تعلیم الاسلام کالج قادیان سے ایف۔ایس۔سی کا امتحان پاس کیا۔ 1947ء میں اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کیا۔ پھر اس کے بعد انہوں نے بی۔ایس۔سی میں داخلہ لیا اور 1950ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔ایس۔سی کی۔ 1951ء میں جامعۃ المبشرین میں داخل ہوئے اور پھر اس کے بعد آپ کی خدمات کا سلسلہ کافی لمبا ہے۔ 1956ء میں بطور مبلغ گھانا بھجوایا گیا۔ 1960ء تک آپ وہاں رہے۔ 1960ء سے 1964ء تک جامعہ احمدیہ ربوہ میں استاد رہے۔ 64ء سے 67ء تک مغربی جرمنی کے مبلغ رہے۔ پھر 68ء میں افریقہ میں نائیجیریا بھیجے گئے۔ 1972ء تک وہاں رہے۔ 1972ء میں پھر جرمنی آئے اور 1977ء تک وہاں خدمات انجام دیں۔ 1979ء میں حدیقۃ المبشرین میں بطور سیکرٹری کام کیا۔ ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن بھی مقرر ہوئے۔ اور 1982ء میں گیمبیا مبلغ کے طور پر گئے۔ 1983ء تک پھر وہاں رہے۔ پھر بطور مبلغ ان کا نائیجیریا تبادلہ ہو گیا اور 1986ء تک وہاں رہے۔ 1986ء میں پاکستان واپس گئے تو جامعہ احمدیہ میں بطور استاد خدمت کی توفیق پائی اور پھر 1988ء میں آپ کا تقرر وکالت تصنیف میں ہوا۔ 1988ء تک خدمت سلسلہ کی توفیق پائی۔ اس کے بعد آپ کی ریٹائرمنٹ ہوئی۔ اس کے بعد سے آپ جرمنی میں ہی تھے۔ 1974ء کے حالات کے بعد آپ نے جرمنی میں احمدیوں کو وہاں منگوانے کا اور امیگریشن دلوانے کا بڑا کام کیا جس کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے بڑا سراہا اور وہاں رہنے والے جو بعض پرانے احمدی ہیں انہوں نے مثلاً عرفان خان صاحب نے مجھے لکھا کہ باپ کی طرح انہوں نے ہمیں وہاں رکھا اس وقت جماعت کے مالی حالات بھی ایسے نہیں تھے تو یہاں تک احتیاط کرتے تھے کہ ہم پانی نہ ضائع کریں اور وضو کرتے ہوئے ہمارے پیچھے کھڑے ہوجایا کرتے تھے کہ پانی تو ضائع نہیں کر رہے۔ اس وقت وہاں اکثریت نوجوانوں کی ہی آئی تھی تو ان کو آپ نے باقاعدہ جماعت کے ساتھ منسلک رکھا اور ان کی تربیت بھی کرتے رہے۔ بڑے قناعت پسند تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ انہوں نے درویشان کی مختلف خصوصیات پر بعض کتب بھی لکھی ہیں۔

تیسرا جنازہ مراکش سے ابراہیم بن عبداللہ اغزول صاحب کا ہے۔ جو جمال اغزول صاحب کے والد ہیں۔ 10؍مارچ 2017ء کو 81 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ انہوں نے سن 2000ء میں بیعت کی تھی۔ ان کی اہلیہ نے ان سے پہلے بیعت کی تھی اور ان کی اہلیہ نے ہی انہیں بیعت کے لئے تیار کیا تھا۔ اکثر ایم ٹی اے دیکھتے رہتے تھے۔ نمازوں کے پابند اور قرآن کریم سے خاص محبت رکھنے والے تھے۔ سب افراد خانہ سے بہت شفقت کرتے تھے بہت نرم خُو تھے۔ اولاد کی تربیت میں کبھی سختی نہیں کی۔ اپنے کنبے کو، خاندان کو ہمیشہ متحد رکھا۔ سخاوت اور صلہ رحمی میں بہت نمایاں تھے۔ مالی لحاظ سے کمزور بھائیوں کو اچھے دنوں میں اپنی تجارت میں شریک کرکے ان کے مالی حالات بہتر کرنے کی کوشش کرتے۔ مہمان نوازی ان کا خاص وصف تھا۔ جماعتی مہمانوں کے آنے پر بڑے خوش ہوتے تھے۔ جوانی سے ہی ایمانداری میں مشہور تھے حتی کہ جس شخص کے پاس کام کرتے تھے وہ اپنا سارا سامان تجارت اور اموال ان کے حوالے کردیتا تھا جس پر ان کے ساتھی تاجر حیران ہوجاتے تھے۔ آخری عمر میں بیماری کی حالت میں بار بار نماز کی بابت دریافت کرتے رہتے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے لواحقین کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور خلافت اور جماعت سے وابستہ رکھے۔

بقیہ رپورٹ دورہ کینیڈا از صفحہ نمبر 20

کو بھی میں نے کہا ہوا ہے کہ جایا کریں اور لوگوں کے دل بہلایا کریں۔

☆ اس کے بعد ایک واقف نَو نے سوال کیا کہ جس طرح ریجائنا میں مسجد محمود 100 فیصد رضا کارانہ طور پر بنائی گئی ہے کیا مستقبل میں بھی ایسی مساجد بنائی جائیں گی؟

اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** آپ یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ ساری مسجد سو فیصد رضا کارانہ طور پر بنی ہے۔ بعض ایسے کام تھے جو پروفیشنلز کے کرنے والے تھے۔ اس لیے باہر سے بھی پیسے دے کر کام کروایا گیا۔ لیکن اس کا اکثر حصّہ رضا کاروں کے ذریعہ بنا ہے۔ آئندہ بھی جہاں چھوٹی مسجدیں بنی ہیں اور جہاں غریب جماعتیں ہیں وہاں لوگ دوسری جگہوں سے جا کر والنٹیئر کرسکتے ہیں۔ اب تو یہاں بہت سارے نئے ریفیوجیز اور immigrants آگئے ہیں جن کے پاس جاب وغیرہ بھی نہیں ہے اور فی الحال ان کا گزارہ اس طرح ہی ہو رہا ہے۔ اگر وہ اپنا وقت دیں اور ان جگہوں پر جا کر کام کریں تو اچھی بات ہے۔ یہ تو یہاں کی لوکل انتظامیہ کا کام ہے کہ ایسے لوگ تلاش کریں۔ ایک روح پیدا کرنی چاہئے کہ سو فیصد تو نہیں لیکن جس حد تک رضا کارانہ کام ہوسکتا ہے وہ کیا جائے۔ دنیا میں اور جگہ بھی ہوتا ہے۔ یوکے میں بھی ہوتا ہے، جرمنی میں بھی ہوتا ہے۔ اور ملکوں میں بھی لوگ والنٹیئر کرتے ہیں۔ اگر والنٹیئر کرلیں تو اچھا ہے سستی بن جائے گی۔ اب ریجائنا کی مسجد محمود کے بارہ میں ٹھیکیدار کہتے تھے کہ ساڑھے تین سے چار ملین تک خرچ ہوجانا تھا۔ جبکہ 1.6 ملین میں سارا کام ہوگیا ہے۔ صرف میٹریل خریدا ہے اور کچھ کاموں کے لئے پروفیشنلز کو پیسے دیئے۔ تو اس طرح قریباً 1/3 پیسے بچ گئے۔

☆ ایک خادم نے سوال کیا کہ حضورانور تبرک کے طور پر انگوٹھی یا کوئی اور چیز دیتے ہیں اس تبرک کی کیا حقیقت ہوتی ہے؟

اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** یہ تو اپنے اپنے اعتقاد کی بات ہے۔ جن کو اعتقاد ہوتا ہے وہ لے لیتے ہیں اور جن کو اعتقاد نہیں ہے وہ نہ لیں۔ یہ کوئی ضروری اور لازمی چیز تو نہیں ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ تبرک ایک تعلق کا اظہار ہوتا ہے۔ مجھ سے کوئی تبرک مانگے تو کوشش کرتا ہوں کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انگوٹھی کے ساتھ لگا کر اسے تبرک کردوں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ بھی الہام ہوا ہے کہ ”بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔“ تو وہ برکت آپ علیہ السلام کی انگوٹھی میں بھی ہے۔ اس الہام کا ایک مطلب ظاہری طور پر بھی ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پر عمل کیا جائے اور وہ برکات حاصل کی جائیں جو آپ علیہ السلام کی تعلیم میں ہیں۔ لیکن ظاہری طور پر بھی پورا کرنے کے لیے کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض کپڑوں کے ٹکڑے ہیں یا اسی طرح دوسری چیزیں ہیں ان سے ظاہری طور پر بھی تبرک کیا جاتا ہے۔

☆ ایک خادم نے سوال کیا کہ وقف نو اور وقفِ زندگی میں کیا فرق ہے؟

اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** پہلی بات تو یہ ہے کہ وقف نو جب اپنی تعلیم مکمل کر کے اپنے آپ کو پیش کر دیتا ہے تو وہ وقفِ زندگی بن جاتا ہے۔ وقف کا مطلب ہے کہ دین کی خاطر اپنے آپ کو پیش کر دینا۔ اور اس کے بعد اپنی کوئی مرضی نہیں رکھنی۔ اپنے آپ کو جماعت کے سپرد کر دینا ہے۔ اور وقف نو وہ ہیں جن کو ماں باپ یا خاص طور پر مائیں پیدائش سے پہلے ہی وقف کر دیتی ہیں۔ اور جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو پھر وہ بتاتی ہیں کہ ہمارا بچہ پیدا ہوگیا ہے اور وہ اس اسکیم میں شامل ہوجاتے ہیں جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جاری کی تھی کہ مائیں پیدائش سے پہلے اپنے بچے پیش کریں۔ وقف نو اس تحریک کا نام رکھا گیا۔ اور جب کوئی واقف نَو بڑا ہو کر اپنی پڑھائی مکمل کر کے اپنے آپ کو پیش کر دیتا ہے تو وقف زندگی بن جاتا ہے۔

دوسرے وقف زندگی وہ ہیں جن کو بچپن میں پیش نہیں کیا گیا لیکن بڑے ہو کر خود انہوں نے اپنے آپ کو وقف کیا اور جماعت کو پیش کر دیا۔ جس طرح میں نے کیا یا اور بہت سے سارے لوگ کرتے ہیں۔ اُس وقت وقف نو کی تحریک تو نہیں تھی۔ لیکن میں نے جماعت کے لئے زندگی وقف کی تھی کہ جماعت جو چاہے مجھ سے کام لے لے۔ تو جب جماعت کا کام کرتے ہیں تو وقف زندگی ہوجاتے ہیں۔

☆ ایک واقفِ نَو نے سوال کیا کہ اللہ سب سے زیادہ معاف کرنے والا ہے۔ یہاں تک کہ ایک آدمی نے سو قتل کیے اس کو بھی اللہ نے معاف کر دیا۔ اور قرآن کریم میں لکھا ہے کہ اگر کوئی ایک انسان کو قتل کرے تو گویا اس نے ساری انسانیت کو قتل کر دیا۔ تو اگر اللہ تعالیٰ اس قدر معاف کرنے والا ہے تو پھر لوگ دوزخ میں کیونکر جائیں گے؟

اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** اسی سے اندازہ کرلو کہ اللہ تعالیٰ اتنا معاف کرنے والا ہے لیکن اس کے باوجود لوگ دوزخ میں چلے جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اتنے زیادہ حد سے بڑھے ہوئے ہوتے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے حصہ ہی نہیں ملتا۔ لیکن یہ بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر چیز پہ حاوی ہے۔ یعنی بہت وسیع ہے۔ ہر چیز پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ایک وقت آئے گا جب دوزخ بالکل خالی ہوجائے گی اور سارے جنت میں چلے جائیں گے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم پہلے گناہ کریں اور پھر ضرور دوزخ میں جائیں اور پھر جنت میں جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ نیکی کا راستہ ہے اور یہ برائی کا راستہ ہے۔ اگر نیکیاں کرتے رہو گے تو میری نعمت سے حصہ لیتے رہو گے۔ اور اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے کرنا ہے کہ کس نے جنت میں جانا ہے اور کس نے دوزخ میں جانا ہے۔ انسان اس کا فیصلہ نہیں کرسکتا۔ کہتے ہیں کہ دو شخص تھے اور ان میں سے ایک نمازیں نہیں پڑھتا تھا یا گناہ کرنے والا تھا اور صحیح طرح ایمان پر قائم نہیں تھا۔ دوسرا شخص اپنے آپ کو بڑا نمازی سمجھتا تھا۔ دونوں کی آپس میں گفتگو ہو رہی تھی۔ جو اپنے آپ کو بڑا نمازی سمجھتا تھا اس نے دوسرے سے کہا کہ تم تو ایسے ہو اور ویسے ہو۔ اس لئے تم دوزخ میں جاؤ گے اور میں بڑا نیک ہوں مَیں جنت میں جاؤں گا۔ اب یہ تو کسی کو نہیں پتہ کہ کس نے دوزخ میں جانا ہے کس نے جنت میں جانا ہے۔ کیونکہ یہ فیصلہ تو وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے کرنا ہے۔ خیر جب وہ دونوں فوت ہوگئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچے تو وہ شخص جو اپنے آپ کو نیک کہتا تھا اور دوسرے شخص کو کہتا تھا کہ تم دوزخ میں جاؤ گے اور تمہارے اندر فلاں فلاں برائیاں ہیں اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تم کون ہوتے ہو یہ فیصلہ کرنے والے کہ فلاں جنت میں جائے گا اور فلاں دوزخ میں؟ تمہیں اپنی نیکیوں پر زیادہ مان ہے اور تم سمجھتے ہو کہ میں بہت نیک آدمی ہوں تو اصل حقیقت یہ ہے کہ تمہارے اندر تکبر ہے۔ اور تکبر بہت بڑی برائی ہے۔ اس لیے اس گناہگار کو تو میں جنت میں ڈال رہا ہوں اور تمہیں میں جہنم میں ڈال رہا ہوں۔ اس لیے کوشش یہی ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ اس کو کسی کی پرواہ نہیں ہے کہ کون دوزخ میں جاتا ہے کون جنت میں جاتا ہے۔ ہاں اس کی رحمت بہت وسیع ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:- جو شخص اپنے آپ کو نیک سمجھتا تھا اس نے دوسرے کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی اور یہ فیصلہ کر دیا کہ تم دوزخ میں جاؤ گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُسے جنت میں ڈال دیا اور بظاہر نیک کام کرنے والا دوزخ میں۔ کیونکہ اس میں تکبر تھا۔ اس لئے کوشش یہی کرنی چاہیے کہ ہر وہ نیکی کی جائے جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والی ہو اور جس میں عاجزی ہو۔ یہ فیصلہ مرنے کے بعد ہوگا کہ کون کہاں جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے۔ تو اس وسیع رحمت کو تو کوئی چیلنج نہیں کرسکتا۔ تمہارا سوال یہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کی رحمت اتنی وسیع ہے تو پھر لوگ دوزخ میں کیوں جاتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہی ہے کہ لوگ جب گناہوں کی انتہا کر دیتے ہیں تب دوزخ میں جاتے ہیں۔ لیکن یہ بھی اللہ کی رحمت ہی ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ دوزخ خالی ہوجائے گی۔ یہ حدیث میں آیا ہے ایک وقت آئے گا جب دوزخ خالی ہوجائے گی اور جنت بھر جائے گی۔

☆ ایک واقفِ نَو نے سوال کیا کہ کیا واقفین نَو کو پولیس میں جانے کی اجازت ہے؟

اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-** اگر تو ملک کو بہت زیادہ ضرورت ہے تو اجازت لے کر چلے جائیں۔ اگر واقفین نَو نے ایسی فیلڈ کی پڑھائی کی ہو تو میں اجازت دے دیا کرتا ہوں کہ چلے جاؤ۔ لیکن اگر وقف قائم رکھنا چاہتے ہو تو پھر اس عہد کے ساتھ جاؤ کہ جب بھی ہماری ضرورت ہوگی تو ہم پولیس یا جس شعبہ میں بھی کام کر رہے ہوں گے وہاں سے استعفیٰ دے کر جماعت کی خدمت کے لیے آجائیں گے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:- دوسرا یہ کہ پولیس میں جا کر پولیس والے نہیں بن جانا یعنی ان کی طرح حرکتیں نہیں کرنے لگ جانا۔ اُن کے ماحول میں نہیں ڈھل جانا۔ بلکہ پولیس میں رہ کر بھی اپنی پانچوں نمازوں کی حفاظت کرنی ہے۔ پانچ نمازیں پوری طرح پڑھنی ہیں۔ قرآن کریم کی تلاوت کرنی ہے۔ اس کا پوری طرح ترجمہ سیکھنا ہے۔ دین کی کتابیں پڑھنی ہیں۔ اپنے دینی علم کو بڑھانا ہے۔ اور اپنے جمعے اور عیدیں سوائے اس کے کہ کسی غیر معمولی حالات میں ملکی مفاد کی خاطر ڈیوٹی لگادی جاتی ہے کبھی ضائع نہیں کرنیں۔ تو اگر یہ سب کرسکتے ہو تو پھر اجازت لے کر پولیس میں جاسکتے ہو۔ بغیر اجازت کے نہیں۔

☆ اس کے بعد ایک واقفِ نَو نے سوال کیا کہ لاہوری جماعت کس طرح علیحدہ ہوئی تھی؟

اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-** حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جو اس زمانہ کے بزرگ تھے جن میں مولوی محمد علی صاحب، خواجہ کمال الدین صاحب اور صدرالدین صاحب وغیرہ اور اس طرح کے بہت سارے لوگ شامل تھے ان لوگوں کا یہ نظریہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد ساری طاقت انجمن احمدیہ کے پاس آجانی چاہئے۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے اس وقت حالات کو کنٹرول کیا اور انہیں سمجھایا کہ خلافت کا نظام ہی چلے گا۔ خیر اُن حالات میں تو ان لوگوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی بزرگی کی وجہ سے تسلیم کرلیا۔ غالب خیال یہی ہے۔ لیکن جب 1914ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا انتخاب ہوا۔ اس وقت دوبارہ اِن لوگوں نے کہا کہ انجمن خلافت کے اوپر حاوی ہے اور خلیفہ وقت انجمن کے ماتحت ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے کسی ملک کی نیشنل عاملہ اٹھ کر کہہ دے کہ خلیفہ وقت ہمارے ماتحت ہے۔ سو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں بڑا واضح لکھا ہوا ہے کہ میرے بعد خلافت کا نظام جاری ہوگا۔ ہر نبی کے بعد خلافت کا نظام جاری ہوتا ہے اور خلیفہ وقت خدا کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے۔ اور وہی نظام کو چلائے گا۔ اس پر وہ لوگ چھوڑ کر علیحدہ ہوگئے۔ مولوی محمد علی صاحب ان کے لیڈر تھے اور باقی سب ان کے ساتھ چلے گئے۔ اس زمانہ کے جتنے بڑے بڑے علماء تھے وہ چلے گئے اور انجمن کا خزانہ بھی ساتھ لے گئے۔ لیکن جو عام لوگ تھے انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلی اور خلافت کا نظام جاری ہوگیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ قادیان میں رہے اور یہ لوگ علیحدہ ہو کر لاہور چلے گئے کہ ہم خلافت کو نہیں مانتے۔ انہوں نے وہاں جا کر انجمن احمدیہ قائم کرلی اور اپنا علیحدہ ایک گروہ بنالیا۔ اس کو لاہوری گروہ بھی کہتے ہیں۔ پیغامی بھی کہتے ہیں۔ تو اس طرح یہ لاہوری جماعت قائم ہوئی تھی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:- لیکن آہستہ آہستہ جماعت احمدیہ خلافت کے تحت بڑھتی رہی اور اب بڑھتے بڑھتے دنیا میں کہیں سے کہیں پہنچ گئی ہے۔ اب جماعت احمدیہ کروڑوں میں ہے اور 209 ملکوں میں پھیل چکی ہے۔ اور دوسری طرف وہ لوگ آہستہ آہستہ ختم ہوتے جا رہے ہیں حالانکہ وہ سارے امراء تھے۔ بلکہ بہت سارے لاہوریوں میں سے بھی ایسے ہیں جو بیعت کر کے اب جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔ ان کی کچھ تعداد فجی میں ہے اور اس طرح بعض دیگر ملکوں میں بھی ہیں لیکن چند ایک لوگ رہ گئے ہیں۔ پاکستان میں بھی بہت تھوڑے ہیں۔ جب میں فجی اور نیوزی لینڈ گیا تھا اس وقت بھی ان میں سے بہت ساروں نے بیعت کی تھی۔ کئی ایسے بھی تھے جن کے بیوی بچوں نے بیعت کرلی تھی لیکن خاوند نے نہیں کی۔ مگر خاوند بھی جماعت کے خلاف نہیں ہے۔ تو آہستہ آہستہ ان کی تعداد کم ہوتے ہوتے نہ ہونے کے برابر رہ گئی ہے۔ اور جماعت احمدیہ بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

☆ ایک واقفِ نَو لڑکے نے سوال کیا کہ واقفین نَو کا آرٹس میں تعلیم حاصل کرنا کیسا ہے؟

اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-** ہاں پڑھ لو۔ کوئی حرج نہیں۔ پہلے بتا دو کہ میں یہ پڑھنا چاہتا ہوں۔

☆ ایک واقفِ نَو نے سوال کیا کہ جب میں کسی ٹیسٹ میں پاس ہونے کی دعا کرتا ہوں تو پاس ہوجاتا ہوں۔ اس طرح پتہ لگ جاتا ہے کہ دعا قبول ہوگئی ہے۔ نماز کے بعد کیسے پتہ چلتا ہے کہ دعا قبول ہوئی یا نہیں؟

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** اگر تو تمہاری دعا دل سے نکلی ہے اور تم نے رو کے مانگی ہے اور دعا کرنے کے بعد سجدہ سے سر اٹھاتے ہی تمہاری تسلی ہوگئی ہے اور تمہیں لگا کہ ہاں میری آواز اللہ کو پہنچ گئی تو اس کا مطلب ہے کہ تمہاری دعا قبول ہوگئی ہے۔ ٹیسٹ وغیرہ کے علاوہ اور بھی دعائیں ہوتی ہیں جن کا اللہ کو پتہ ہوتا ہے کہ کونسی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اگر دو options ہیں تو اللہ تعالیٰ کو پتہ ہے کہ تمہارے لئے کونسی آپشن بہتر ہے۔ دعا کے بعد دل کو تسلی ہوجاتی ہے اس کا نتیجہ بہتر ہی نکلے گا۔ اللہ تعالیٰ خود ہی اچھا نتیجہ نکال دیتا ہے۔ پھر دعا کے دوران ہی دل کی تسلی ہوجاتی ہے اور ایک ایسی حالت آجاتی ہے کہ آپ کو احساس ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دعا سن لی ہے یا کم از کم اللہ تعالیٰ تک بات پہنچ گئی ہے اور وہ سن لے گا۔

☆ اس کے بعد ایک واقفِ نو خادم نے سوال کیا کہ جسٹن ٹروڈو (وزیر اعظم کینیڈا) کی حضور سے ملاقات ہوئی تھی۔ اس حوالہ سے کچھ خلاصہ بیان فرمادیں۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** خلاصہ تو پہلے ہی خبروں میں آچکا ہے۔ اُس نے یہی کہا تھا کہ ہم ایک دوسرے کو پرانے جاننے والے ہیں اور جماعت احمدیہ بڑے اچھے کام کر رہی ہے۔ ملک کی بڑی خدمت کر رہی ہے اور ہم اسے سراہتے ہیں۔ اور میرے متعلق بھی اس نے ایک دو لفظ کہے تھے۔ میں نے اس کا شکریہ ادا کر دیا تھا۔ اور اس کے بعد یہ بھی کہ 2010ء میں لاہور میں ہمارے بہت سے لوگ شہید ہوئے تھے ان کی فیملیز کو یہاں بلایا ہے۔ اسی طرح سیرین ریفیوجیز آرہے ہیں۔ اس حوالہ سے میں نے ان کا شکریہ ادا کیا تھا۔ اس کے علاوہ کچھ جنرل باتیں ہوئی تھیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: اب نماز کا وقت ہوگیا ہے۔ اس لئے آخری سوال ہے۔

☆ اس کے بعد ایک واقفِ نو خادم نے کہا کہ میرا سول انجینئرنگ میں آخری سمسٹر ہے۔ جماعت کو اس فیلڈ میں سب سے زیادہ مدد کس ملک میں چاہئے؟

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** تم پہلے اپنی تعلیم مکمل کر کے تجربہ حاصل کرو۔ کسی کمپنی میں کام کرو اور پھر وقف کرو۔ اس کے بعد جماعت نے فیصلہ کرنا ہے کہ تمہیں کہاں بھیجنا ہے۔ یہ فیصلہ آپ نے نہیں کرنا کہ کس ملک میں جانا ہے۔ جہاں بھی ضرورت ہوگی وہاں بھیج دیں گے۔ اس لئے پہلے تعلیم مکمل کر کے کم از کم دو سال تجربہ حاصل کریں اور پھر اپنے آپ کو پیش کریں۔ اگر تعلیم مکمل کرنے کے بعد اس فیلڈ میں جاب نہیں ملتی تو کوئی odd جاب نہیں کرنی بلکہ مجھے بتانا ہے۔ میں تمہیں پھر کسی اور جگہ بھجوا دوں گا۔

واقفِ نو بچوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ کلاس آٹھ بجکر بیس منٹ پر ختم ہوئی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کلاس میں شامل ہونے والے بچوں اور نوجوانوں کو قلم عطا فرمائے اور ہر ایک کو شرف مصافحہ سے نوازا۔

تقریب آمین

اس کے بعد پروگرام کے مطابق آمین کی تقریب کا انعقاد ہوا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل چالیس بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

روحان احمد خان، اسماعیل جاوید ملک، ایان احمد، انیق رانا، امثال احمد، علیم احمد، ایان ملک، عقیل احمد رانا، کبیر اشرف باجوہ، سمیر گوندل، جلیس احمد احسن، سعید احمد سہیل، عزیر احمد مانگٹ، تاشف ممتاز، ہاشم جاوید

سائرہ عاطف، فائزہ اقبال، قانتہ خلود، سبیکہ احمد، سندس بھٹی، نائلہ خان، عدنان رئیس، ماہا ظہور ورک، ماہ رخ داؤد، زوہا نائلہ ملک، خدیجہ منصور، دانین رفعت سید، امۃ العلوم، روشنا ماہل، امینہ احمد، سلمیٰ علشباہ ورک، بارعہ احمد، عائشہ حنان رانا، عدیلہ ملک، زنیرہ احمد، مہ نور ورک، فاتحہ اعجاز، نشامنان، مدیحہ بشیر مرزا، عزیزہ عطیہ بھٹی۔

تقریب آمین اور دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

13 نومبر 2016ء بروز اتوار

کیلگری (کینیڈا) سے روانگی

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بجکر پینتالیس منٹ پر مسجد بیت النور میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔

آج 42 ایام پر مشتمل دورہ کینیڈا کا آخری دن تھا۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق صبح گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج فیملی ملاقاتوں کے اس آخری سیشن میں 37 خاندانوں کے 160 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ملاقات کی سعادت پانے والی ان فیملیز کا تعلق کینیڈا کی جماعتوں ٹورانٹو، ایڈمنٹن (Edmonton)، لائیڈ منسٹر اور وینکوور سے تھا۔

ایڈمنٹن سے آنے والی فیملیز 325 کلومیٹر، لائیڈ منسٹر سے آنے والی 570 کلومیٹر، وینکوور سے آنے والی فیملیز 950 کلومیٹر اور ٹورانٹو سے آنے والی فیملیز 3700 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے پہنچی تھیں۔ ان سبھی نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام ایک بجکر بیس منٹ تک جاری رہا۔

بعد ازاں مکرم عطاء القدوس صاحب ایڈووکیٹ (امریکہ) چیئرمین قضا بورڈ امریکہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دفتری ملاقات کا شرف پایا۔

کیلگری میں مسجد بیت النور کے علاقہ سے 25 کلومیٹر کے فاصلہ پر جماعت کا 154 ایکڑ رقبہ پر مشتمل قطعہ زمین ہے۔ اس پر ایک کالونی تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ ایک گیلری میں اس سارے منصوبہ کو مختلف چارٹس کی شکل میں آویزاں کیا گیا تھا اور مختلف تعمیراتی حصوں کو علیحدہ علیحدہ دکھایا گیا تھا۔

دفتری ملاقات کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لاکر اس منصوبہ کے نقشہ جات اور مختلف تعمیراتی حصے دیکھے۔ اس منصوبہ میں رہائشی ایریا ہے جس میں بڑی تعداد میں مکانات کے علاوہ پندرہ سے بیس منازل پر مشتمل فلیٹس بھی ہیں۔ ایک بڑی مسجد اور کمیونٹی ہال کی تعمیر بھی اس منصوبہ میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ جماعت کا مرکزی کمپلیکس دفاتر وغیرہ بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ آفسز اور Light Industrial ایریا بھی ہے۔ Business Park بھی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بڑی تفصیل سے اس منصوبہ کا جائزہ لیا اور انتظامیہ سے ساتھ ساتھ مختلف امور دریافت فرمائے۔

بعد ازاں دو بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے ہال میں تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق آمین کی تقریب ہوئی۔

تقریب آمین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل 35 بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

کامران کاشف، راحیل احمد، احمد کامران راشد، قاصد احمد ادریس، شایان احمد، دانش منصور، سرمد احمد طاہر، سبحان سہیل، علی البراق، عبداللہ چوہدری، تفرید نعیم، عاطف حلیم چوہدری، شجار احمد، محمد ابراہیم، جاذب احمد، عمر شایان۔

لائبہ تنویر تاج، وجیہہ سرفراز چٹھہ، ثناء شہزاد میاں، عطیۃ الحی خالد، مصباح خالد، رشمین احمد، روشنک رشید چوہدری، لائبہ نواز، زوہا چوہدری، زہراء ظہور ورک، مومنہ خواجہ، عائزہ احمد چوہدری، عروبہ احمد، سدرہ بھٹی، شازمہ کاشف، غزالہ رشید، فریحہ سہیل، منال فاطمہ، Wahnia احسان۔

تقریب آمین کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پانچ بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت النور کیلگری میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ (کیلگری میں غروب آفتاب کا وقت چار بجکر پچاس منٹ پر ہے)

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ وقت کے لئے اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کیلگری سے لندن روانگی کا وقت قریب آرہا تھا۔ ہزاروں کی تعداد میں کیلگری اور گردونواح کی جماعتوں کے احباب و خواتین اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے مسجد کے بیرونی احاطہ میں جمع تھے۔

چھ بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے بیرونی احاطہ میں تشریف لے آئے اور کچھ عرصہ اپنے عشاق کے درمیان کھڑے رہے۔ ایک طرف بچیاں الوداعی نظمیں پڑھ رہی تھیں تو دوسری طرف مرحبا کے نعرے بلند کر رہے تھے۔ ہر ایک کی نظریں حضور انور کے چہرۂ مبارک پر مرکوز تھیں۔ ان انتہائی مبارک اور بے انتہا برکتوں کے حامل لمحات سے ہر چھوٹا بڑا اور مرد و عورت سیراب ہو رہا تھا۔ حضور انور اپنے عشاق کے درمیان رونق افروز تھے اور انتہائی قریب تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا کینیڈا کا یہ چھٹا دورہ تھا اور آج یہ پہلا موقع تھا کہ ان الوداعی لمحات کی بھی کوریج کے لئے کینیڈا کا الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا مسجد پہنچا ہوا تھا۔ اس سے قبل پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ روانگی کے لمحات کو بھی میڈیا نے کوریج دی ہو۔

اس موقع پر TV چینل CTV News اور TV چینل Global News ریڈیو چینل News Talk 770، اخبار Calgary Herald اور اخبار Calgary Sun کے جرنلسٹ اور نمائندے موجود تھے۔ جو اس موقع پر کوریج کر رہے تھے۔

اب جدائی کے لمحات قریب آرہے تھے۔ الوداعی نغمات اور فلک شگاف نعروں کی جگہ رقت آمیز مناظر نے لے لی تھی۔ چھ بجکر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی اور اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور کیلگری کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گاڑی مسجد سے روانہ ہوئی تو ہزاروں ہاتھ فضا میں بلند ہوئے۔ ہر طرف سے السلام علیکم اور خدا حافظ، فی امان اللہ کی آوازیں آرہی تھیں۔ سبھی کے چہرے اداس تھے اور آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ اس روح پرور ماحول میں حضور انور کی گاڑی مسجد کے احاطہ سے آہستہ آہستہ چلتی ہوئی مین روڈ پر آگئی۔ مقامی پولیس کا ایک دستہ قافلہ کو Escort کر رہا تھا۔ چھ بجکر پینتیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایئرپورٹ پر تشریف آوری ہوئی۔

حضور انور کی ایئرپورٹ پر آمد سے قبل سامان کی بکنگ اور بورڈنگ کارڈ کے حصول کی کارروائی مکمل ہوچکی تھی۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے تو پروٹوکول آفیسر نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سپیشل لاؤنج میں تشریف لے آئے۔

مکرم امیر صاحب کینیڈا ملک لال خان صاحب اور نائب امیر کینیڈا ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو الوداع کہنے کے لئے لاؤنج میں ساتھ آئے اور بعد ازاں جہاز کے دروازہ تک چھوڑنے آئے۔

سات بجکر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جہاز پر سوار ہوئے۔ برٹش ایئرویز کی پرواز BA0102 رات آٹھ بجکر بیس منٹ پر کیلگری (کینیڈا) سے ہیتھرو ایئرپورٹ لندن (یوکے) کے لئے روانہ ہوئی اور آٹھ گھنٹے پانچ منٹ کی مسلسل پرواز کے بعد اگلے روز 14 نومبر بروز سوموار برطانیہ کے مقامی وقت کے مطابق دوپہر گیارہ بجکر پچیس منٹ پر جہاز ہیتھرو ایئرپورٹ پر اترا۔ (برطانیہ کا وقت کیلگری سے سات گھنٹے آگے ہے)۔ جہاز کے دروازہ پر پروٹوکول آفیسر نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو خوش آمدید کہا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سپیشل لاؤنج میں تشریف لے آئے۔ جہاں مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت یوکے، مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ یوکے، مکرم اخلاق احمد انجم صاحب وکالت تبشیر اور مکرم میجر محمود احمد صاحب افسر حفاظت خاص نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ

حاصل کیا۔ امیگریشن افسر نے اسی لاؤنج میں آ کر پاسپورٹ دیکھے۔

مسجد فضل لندن میں ورود مسعود

یہاں ایئرپورٹ سے قریباً بارہ بجے روانہ ہو کر پونے ایک بجے مسجد فضل لندن میں ورود مسعود ہوا۔ جہاں احباب جماعت مردوخواتین کی ایک بہت بڑی تعداد نے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے۔ مکرم عطاء المجیب راشد صاحب مربی انچارج یوکے نے حضور انور کو خوش آمدید کہتے ہوئے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ مسجد کے بیرونی احاطہ میں ایک طرف خواتین اور بچیاں کھڑی تھیں اور دوسری طرف مرد احباب تھے۔ باہر سڑک پر بھی لوگوں کا ایک بڑا ہجوم تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک بجکر بیس منٹ پر مسجد بیت الفضل لندن میں تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

اس طرح آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا کینیڈا کا یہ تاریخی اور عظیم الشان اور غیر معمولی اہمیت اور دوررس نتائج کا حامل دورہ اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں اور برکتوں کو سمیٹتے ہوئے عظیم الشان کامیابیوں اور کامرانیوں کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی معیت میں جن خوش نصیب افراد کو اس تاریخی اہمیت کے حامل سفر پر جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان کے اسماء بغرض ریکارڈ درج ہیں: 1۔ حضرت سیدہ امۃ السبوح صاحبہ مدظلہا العالی (حرم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)۔ 2۔ مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری۔ 3۔ مکرم مبارک احمد ظفر صاحب ایڈیشنل وکیل المال لندن۔ 4۔ مکرم عابد وحید خان صاحب انچارج پریس اینڈ میڈیا آفس لندن۔ 5۔ مکرم سید محمد احمد ناصر صاحب نائب افسر حفاظت خاص لندن۔ 6۔ مکرم ناصر احمد سعید صاحب (شعبہ حفاظت)۔ 7۔ مکرم سخاوت علی باجوہ صاحب (شعبہ حفاظت)۔ 8۔ مکرم محسن اعوان صاحب (شعبہ حفاظت)۔ 9۔ مکرم منور احمد خان صاحب (شعبہ حفاظت)۔ 10۔ خاکسار عبدالماجد طاہر (ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)۔ علاوہ ازیں یوکے سے مکرم ناصر احمد امینی صاحب اور مکرم سجاد احمد ملک صاحب نے بھی قافلہ کے ساتھ شامل ہونے کی سعادت پائی۔ یوایس اے سے مکرم طارق ہارون ملک صاحب (سٹاف ممبر ریویو آف ریلیجنز) نے بھی کینیڈا قیام کے دوران قافلہ میں شمولیت کا شرف پایا۔ امریکہ سے ڈاکٹر مکرم تنویر احمد صاحب اس دورہ کینیڈا کے دوران بطور ڈاکٹر ڈیوٹی پر قافلہ کے ساتھ رہے۔ اللہ تعالیٰ یہ سعادت ان سب کے لئے مبارک فرمائے۔

اس کے علاوہ MTA انٹرنیشنل لندن (یوکے) کے درج ذیل ممبران نے اس دورہ کے دوران، خطبات جمعہ، تقاریر، مساجد کی افتتاحی تقاریب، ریسیپشن کی تقاریب، پارلیمنٹ کی تقریب، حضور انور کے انٹرویوز اور پریس کانفرنسز اور جملہ پروگراموں کی ریکارڈنگ اور وہاں سے Live ٹرانسمیشن کے لئے اس دورہ میں شمولیت کی سعادت پائی: مکرم منیر احمد عودہ صاحب، مکرم عدنان زاہد صاحب، مکرم سلمان عباسی صاحب اور مکرم عطاء الاول عباسی صاحب۔ مکرم عامر سفیر صاحب ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز (یوکے) بھی اپنے رسالے کے لئے ایک پروگرام کے تحت اس سفر میں ساتھ رہے۔ مکرم محمد طاہر ندیم صاحب مربی سلسلہ (عربک ڈیسک یوکے) بھی عربی زبان میں تراجم اور عرب احمدیوں کے مختلف پروگراموں کے لئے اس دورہ میں ساتھ رہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سبھی احباب نے بڑی مستعدی اور خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے مفوضہ فرائض سرانجام دیئے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

بقیہ رپورٹ: وقف نو اجتماع یوکے از صفحہ نمبر 2

ہے۔ **یعنی ایسے نفس سے جہاد کرنا جو گناہوں کی طرف انگیخت کرتا ہو۔** مثلاً اگر ایک انسان رات کو سوتا اور صبح فجر کے لئے اُٹھتا ہے اور باوجود انتہائی تھکاوٹ کے مسجد جاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے والا ہو گا۔ ایک طرف تو اُسے بروقت باجماعت نماز کی ادائیگی کا ثواب ملے گا اور دوسری طرف اُسے اپنے نفس کو شکست دینے کا ثواب ملے گا کیونکہ اُس نے سستی کو دُور کیا اور اپنے دین کو مقدّم رکھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ایک اَور بہت بڑی ذمہ داری جو آپ پر عائد ہوتی ہے وہ اسلام کا دفاع ہے اور غلط، بے بنیاد الزامات کا جواب دینا ہے جو ہر روز اسلام کی تعلیمات پر لگائے جاتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ آپ کی پیدائش سے قبل آپ کی زندگیاں آپ کے والدین نے اس امید اور خواہش سے وقف کی تھیں کہ اُن کا بچہ جو ابھی پیدا نہیں ہوا اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کی خدمت کرے گا۔ بلوغت اور سمجھ بوجھ کی عمر کو پہنچ کر آپ نے خود اس عہد کی تجدید کی ہے اور آپ نے خود وقفِ نَو کا ممبر رہنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کے نتیجہ میں آپ پر اپنے دین کی خاطر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور اس بارہ میں آپ پر بہت بڑا اعتماد کیا جاتا ہے۔ آجکل کی دنیا میں لوگ اسلام پر ہر جہت سے وار کر رہے ہیں۔ **اس لئے وقفِ نَو کی حیثیت سے ہمیں اپنے دین کے دفاع کے لئے صف اوّل میں کھڑا ہونا چاہئے۔ لیکن یہ زمانہ جہاد بالسیف کا زمانہ نہیں ہے۔ بلکہ ہم ایک ایسے زمانہ میں رہ رہے ہیں جس میں لوگ لٹریچر کے ذریعہ سے، میڈیا کے ذریعہ سے، انٹرنیٹ کے ذریعہ سے اور اسی سے ملتے جلتے ذریعوں سے اسلام پر حملہ آور ہیں۔ اس لئے آپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ اُن الزامات کا ردّ اسی طرز سے کریں جس طرز سے وہ الزامات اسلام کے خلاف اٹھائے گئے ہیں۔** مثلاً بعض دہریوں نے اسلام کی تعلیمات کو بلا سیاق وسباق لے لیا ہے تاکہ وہ اپنے مقاصد کو پورا کر سکیں۔ اس لئے **آپ کو اپنے دین کا علم ہونا چاہئے تاکہ آپ اُن کے غلط دعووں کا جواب دے سکیں۔** اسی طرح دوسرے ادیان کے لوگ یا بعض سیاستدان اور بعض صحافیوں نے اسلام کے خلاف آواز اُٹھائی ہے۔ اور اُسے ایک تشدد پسند مذہب قرار دیا ہے۔ اس حوالہ سے المناک صورتحال یہ ہے کہ اُن کی شکایتیں اور اُن کے خوف کسی حد تک سمجھے جا سکتے ہیں اور کسی حد تک جائز ہیں۔ نعوذ باللہ میرا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اسلام کے خلاف اُن کے دعووں میں کوئی بھی حقیقت ہے۔ لیکن اس بات سے کوئی انکار نہیں کہ مسلمان دنیا کی عمومی حالت مایوس کُن اور قابل رحم ہو چکی ہے۔ اکثر مسلمان اپنے دین کی تعلیمات کو بھول چکے ہیں اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ بہت سی جنگوں اور تنازعات کا مرکز مسلمان دنیا بنی ہوئی ہے۔ بعض نام کے مسلمان ایسی ایسی کارروائیوں میں حصہ لے رہے ہیں جنہیں ایک ایسا انسان جس میں انسانیت کی کوئی بھی رمق باقی ہے ہرگز سمجھ نہیں سکتا۔ دہشتگرد اور تشدد پسند گروہ انتہائی ہولناک اور گھناؤنے مظالم ڈھا رہے ہیں۔ اُن کی گھناؤنی کارروائیاں ہر لحاظ سے اسلام کی غلط تصویر پیش کر رہی ہیں۔ وہ مسلسل بہیمانہ قتل وغارتگری، عصمت دری، لُوٹ مار وغیرہ میں ملوّث ہیں جنہیں بیان کرنا ناممکن ہے۔ اُن کی بُرائیوں کی کوئی حد نہیں ہے۔ اور یہ ایک بہت بڑا سانحہ اور انتہائی افسوسناک حالت ہے کہ وہ ایسی بُری کارروائیوں کو اسلام کے نام پر جاری رکھے ہوئے ہیں۔ حالانکہ **اسلام وہ مذہب ہے جس نے انسانی جان کی سب سے زیادہ عظمت اور حرمت قائم کی ہے۔** ایک طرف تو انتہا پسند نہتے اور معصوم غیر مسلموں کو نشانہ بنا رہے ہیں اور دوسری طرف وہ اپنے مسلمان ساتھیوں کا بھی خون بہا رہے ہیں۔ بے شک ایسے لوگوں کا مقدر جہنم ہے کیونکہ قرآن کریم میں قطعی طور پر لکھا ہے کہ اگر ایک مسلمان اپنے ساتھی مسلمان کو قتل کرتا ہے تو اس کی جزا جہنم ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا ہے کہ ایک بے قصور انسان کا قتل تمام انسانیت کو قتل کرنے کے برابر ہے۔ جس راہ سے بھی تصور کیا جائے ہر راہ سے مسلمان اسلام کے پاکیزہ نام کو بدنام کر رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس وقفِ نَو ہونے کی حیثیت سے آپ کو لازمًا اپنی ذمہ داریوں کی اہمیت کو سمجھنا چاہئے جو آپ پر عائد ہوتی ہیں۔ **یاد رکھیں کہ اسلام کا دفاع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی جماعت کے سپرد ہے اور وقفِ نَو کا ممبر ہوتے ہوئے آپ کو لازمًا اس کوشش میں سب سے آگے ہونا چاہئے۔** یہ ہر احمدی مسلمان کا کام ہے لیکن خاص طور پر یہ اُن کا کام ہے جنہوں نے اپنی زندگی دین کی خدمت کے لئے وقف کی ہے کہ وہ کھڑے ہوں اور دنیا پر ثابت کریں کہ اسلام ایک امن پسند مذہب ہے اور اس کا ہرگز اُس غیر منصفانہ تصویر سے کوئی تعلق نہیں جو ہم روزانہ میڈیا میں دیکھتے ہیں۔ یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ لوگوں کا خوف اور اُن کی غلط فہمیوں کو دُور کریں۔ اور انہیں قرآن کریم کی کامل تعلیمات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ سمجھائیں۔ **یہ جہاد جو اسلام کی حقیقی تعلیمات کو پھیلانے کا جہاد ہے آسان کام نہیں ہے اس لئے آپ کو بہت محنت کرنی پڑے گی اور بہت سی قربانیوں کے لئے تیار ہونا ہوگا۔** اسلام کا دفاع کرنے کی بجائے مسلم دنیا کے نام نہاد علماء نے بار بار اسلام کا نام بدنام کیا ہے۔ انہوں نے طویل عرصہ سے مضحکہ خیز اور بلا سوچے سمجھے فتوے جاری کئے ہیں یا انہوں نے انتہائی فضول تفاسیر کی ہیں جن کی وجہ سے غیر مسلموں کو اسلام کا مذاق اڑانے کا موقع مل رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے عربوں نے احمدیت قبول کی ہے۔ لیکن جب وہ اپنے ملکوں میں علماء کے ہولناک واقعات سناتے ہیں تو انسان کو دھچکا لگتا ہے۔ وہ علماء اپنے اثرورسوخ کی وجہ سے حکمت اور سچائی سے دوسروں کی رہنمائی کرنے کی بجائے اپنے اختیارات کا اور لوگوں کے اعتبار کا بدترین طریق پر ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ مثلاً اگر ایک انسان کسی ذہنی بیماری یا ہسٹیریا کی کسی صورت میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اُس کے ساتھ ہمدردی سے پیش آنے کی بجائے یا کسی اَور علاج کی بجائے وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ کسی جِنّ نے اُسے آلیا ہے۔ اور جنّ کو نکالنے کے لئے وہ اُسے بیدردی سے مارتے پیٹتے ہیں یا کوئی اَور وحشیانہ طریق اختیار کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں اس بات پر بھی بڑی شدت سے ایمان رکھا جاتا تھا جسے آج بھی بعض دور دراز علاقوں میں مانا جاتا ہے کہ غیر مسلموں کے مال و دولت کو ناجائز طریق پر ہتھیانا یا لُوٹنا جائز ہے۔ پھر اس سے بڑھ کر وہ یہ ایمان رکھتے ہیں کہ ایک غیر مسلم کی بیوی کو اغوا کرنا جائز ہے یا زبردستی ایک غیر مسلم عورت کو نکاح کے بغیر اپنے گھر لے جانا بھی جائز ہے۔ بعض مسلمانوں کی جہالت کے اس معیار پر بات کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا ایک ذاتی واقعہ بیان فرمایا جو ہندوستان کے شہر امرتسر میں آپ کو پیش آیا۔ امرتسر آمد پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے ایک مسلمان کو چار آنے کا سکہ دیا جو آج 25 پینس کے برابر ہے۔ آپؓ نے اُس مسلمان کو کہا کہ جاؤ اور مٹھائی لاؤ۔ جب وہ مسلمان واپس آیا تو اُس کے پاس مٹھائی بھی تھی اور پیسے بھی تھے۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے اسے پوچھا کہ یہ پیسے ابھی تک اُس کے پاس کیوں ہیں؟ اُس مسلمان نے جواب دیا کہ یہ تو مالِ غنیمت ہے یعنی جنگ کی لوٹ مار کا حصّہ ہے۔ یہ کیا ہی فضول بات ہے۔ پھر اُس مسلمان نے مزید بتایا کہ مٹھائی خریدنے کے بعد اُس نے دُکاندار کی توجہ کسی اَور طرف پھیر دی اور دکاندار سے کہا کہ وہ دُکان کی دوسری طرف سے فلاں چیز لائے۔ چنانچہ جب وہ دکان کی دوسری طرف گیا تو اُس نے کاؤنٹر سے پیسے واپس لے لئے۔ یہ سُن کر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل بہت پریشان ہوئے اور فرمایا کہ یہ تو چوری ہے۔ اِس پر اُس مسلمان نے پُرسکون انداز میں کہا کہ یہ چوری میں شمار نہیں ہوتا کیونکہ دُکاندار ایک ہندو تھا۔ غیر مسلم کا مال ومتاع لے لینا سراسر جائز ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ تو جہالت کی انتہا ہے اور اسلامی تعلیمات کی کلیۃً خلاف ورزی ہے۔ مزید برآں بعض علماء یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ زمینوں کے حصول کے لئے اور لوگوں پر قبضہ کرنے کے لئے جارحانہ اور متشددانہ جہاد جائز ہے۔ یقیناً ایسے لوگوں کی وجہ سے بہت سی تشدد پسند تنظیمیں دہشتگرد کارروائیوں مثلاً سر قلم کرنا یا اَور بہیمانہ اور سفّاکانہ کارروائیوں کو جائز ٹھہراتی ہیں۔ اگر یہ دشمنی اور ناانصافی سے پُر تعلیمات اسلام کا حصہ ہوتیں تو کون اپنے ذہنی توازن کو قائم رکھتے ہوئے انہیں قبول کرتا؟ جیسا کہ مَیں نے کہا یہ فقط ماضی کے قصے اور کہانیاں نہیں ہیں بلکہ آجکل بھی بعض مسلمان ایسی بہیمانہ اور ظالمانہ کارروائیوں میں ملوّث ہیں۔ پس یہ بعض جاہلانہ رویّوں اور عقائد کی مثالیں ہیں جو مسلمان دنیا میں پھیل چکی ہیں۔ کون ایسی غیر منصفانہ تعلیمات کو مان سکتا تھا؟ کون ایسی مسخ شدہ اسلامی تعلیمات کو قبول کر سکتا تھا؟ یقیناً کوئی مہذب انسان اسے ہرگز قبول نہیں کرے گا۔ البتہ ہم احمدیوں کو سچائی اور صداقت کا علم ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ

دہشتگرد یا نام نہاد علماء جو اسلام کی تصویر ظاہر کر رہے ہیں اس کا اسلام کی حقیقی اور اصل اقدار سے کوئی تعلق نہیں۔ حقیقت یہ ہے اور ہمیشہ یہی حقیقت رہے گی کہ اسلام اُن شاندار اور عظیم الشان تعلیمات پر مشتمل ہے جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا، خلفائے راشدین نے عمل کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے عمل کیا۔ اسلام کے اُس اوائل زمانہ پر نظر ڈال کر بھی پتہ چلتا ہے کہ بہت سے مسلمان مسلسل اسلام کی اصل تعلیمات پر عمل پیرا تھے اور اسلام کی اصل تعلیمات کی تبلیغ جاری رکھے ہوئے تھے لیکن زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں میں گناہ اور بُرے اعمال راہ پانے لگے۔ یہ بُرائیاں جاری رہیں اور ترقی کرتی رہیں یہاں تک کہ مسلمانوں کی اکثریت اسلام کی حقیقی تعلیمات بھلا بیٹھی اور یہی وہ وقت تھا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے مبعوث کیا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رہنمائی سے احمدی مسلمان نہایت خوش نصیب ہیں کہ انہیں اسلام کی حقیقی تعلیمات دکھائی گئیں۔ لیکن آپ کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ صرف زبانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کریں۔ البتہ آپ کا طرزِ عمل خاص طور پر وقفِ نَو ہونے کی حیثیت سے لازماً ہر آن نمونہ ہونا چاہئے۔ یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ اپنی زندگی اسلام کی خدمت کے لئے گزاریں۔ یہ اسلام کی حقیقی تعلیمات کو پھیلانے اور لوگوں کو ان تعلیمات سے آگاہ کرنے کا ذریعہ ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ

اسلام ہرگز ایسا نہیں ہے جیسا کہ میڈیا میں دکھایا جاتا ہے۔ اسلام ایسا مذہب نہیں ہے جو قتل کرنے کی یا دوسروں کو معذور بنانے کی اجازت دیتا ہو۔ اسلام ایسا مذہب نہیں ہے جو ایمان و عقائد میں کسی قسم کے جبر کی اجازت دیتا ہو۔ اسلام ایسا مذہب نہیں ہے جس میں عورتوں سے زیادتی کرنا، اُن کی عصمت دری کرنا یا اُن کو اغوا کرنا جائز قرار دیا گیا ہو۔ اسلام کوئی دہشتگردی یا تشدد پسند مذہب نہیں ہے۔ اسلام دشمنی اور انتقام والا مذہب نہیں ہے۔ اسلام ایسا مذہب نہیں ہے جو کسی قسم کے فریب، دغابازی یا دھوکہ بازی کو جائز قرار دیتا ہو۔ اسلام بداخلاقی یا گناہوں والا مذہب نہیں ہے بلکہ اسلام ایسا مذہب ہے جو امن اور رواداری کو معاشرے کی ہر سطح پر فروغ دیتا ہے۔ اسلام ایسا مذہب ہے جو ہمیں اپنے ایمان اور عقیدہ کے اختیار کرنے میں آزادی کی تعلیم دیتا ہے اور مختلف اقوام، مختلف رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں اور اُن کے عقائد اور ایمانوں میں ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔ یہ وہ پیغام ہے جسے آپ کو ہمیشہ اپنے قول اور فعل سے دنیا کے ہر کونے میں پھیلانا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت ماشاء اللہ 15 سال سے زائد عمر رکھنے والے واقفینِ نَو کی تعداد یہاں یوکے میں 1086 ہے۔ اگر آپ میں سے ہر ایک اپنے دین کی ذمہ داریوں کو سمجھے اور انہیں اپنا فرض بنا لے تو اس کے عظیم الشان نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ **اگر آپ اپنے عہد کے تقاضے کو پورا کرنے والے ہوں تو آپ اُس نسل میں شمار کئے جا سکتے ہیں جو اس معاشرے میں ایک روحانی انقلاب پیدا کرنے والی ہے۔** اس زمانہ میں صرف ہماری جماعت ہی ہے جو اسلام اور اس کی تعلیمات کی حفاظت کر سکتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بے شک یہ تمام احمدیوں کا کام ہے لیکن سب سے بڑی ذمہ داری آپ جیسے لوگوں پر ہے جنہوں نے اپنی زندگیاں دین کی خدمت کے لئے وقف کی ہیں۔ اس کام کو سرانجام دینے کے لئے ضروری ہے کہ آپ اپنے دین کو سمجھیں اور اس کی تعلیمات سے آگاہ ہوں۔ اس لئے **آپ کو روزانہ قرآن کریم کا مطالعہ کرنا چاہئے تاکہ آپ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو جان سکیں اور ان پر عمل کر سکیں۔ اسی طرح آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنی چاہئیں جن کا ترجمہ انگریزی میں ہو چکا ہے۔ اور آپ میں سے وہ جنہیں اردو پڑھنی آتی ہے انہیں دوسری کتب بھی پڑھنی چاہئیں۔ آپ کو ایم ٹی اے سے جُڑنے کی کوشش کرنی چاہئے اور کم از کم ایک گھنٹہ خواہ کوئی بھی پروگرام ہو دیکھنا چاہئے۔ اور خاص طور پر میرے خطبہ جمعہ کو سنا کریں۔ اس طرح آپ کا تعلق خلافتِ احمدیہ سے بھی قائم ہوگا۔** قرآن کریم اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطالعہ سے یا اَور ذرائع سے آپ کو جو علم حاصل ہوگا وہ آپ کے لئے عقل اور دانش کے ہتھیاروں کی مانند ہوگا اور روحانی اسلحہ کا کام دے گا تاکہ آپ اُن لوگوں کے الزامات کا جواب دیں اور اُن کے الزامات کا ردّ کریں جو اسلام کے خلاف بات کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بات کو آگے بڑھاتے ہوئے مَیں بعض خصوصی ہدایات پیش کرنا چاہتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے پیروکاروں کو دی ہیں جن پر عمل کرنا ہر احمدی کا کام ہے۔ لیکن اِن ہدایات پر خاص طور پر اُن لوگوں کو عمل کرنا چاہئے جنہوں نے اپنی زندگیاں اسلام کی خدمت کے لئے وقف کی ہیں۔ **حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ انسان کے اخلاق و عادات کو ہر آن خدا تعالیٰ کے احکامات کے تابع ہونا چاہئے۔** اور اس حد تک ہونا چاہئے کہ دوسرے لوگ اُن کے اخلاق کی تصدیق کریں اور اس بات کی تصدیق کریں کہ وہ اسلام کی تعلیمات کا عملی نمونہ ہے۔

آپؑ نے مزید فرمایا کہ اگر ایک احمدی اس طرح عمل نہیں کرتا تو وہ احمدی مرد اور عورت بُرا نمونہ دکھانے کی وجہ سے قصوروار ہے جو دوسروں کے ایمان کو کمزور کر سکتا ہے۔ اور ایسے احمدی اسلام کو اُسی طرح بدنام کر رہے ہوں گے جس طرح دوسروں نے کیا ہے اور وہ اس کے مجرم ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ صرف وہ لوگ جو شرائط بیعت کے مطابق دین کو دنیا کے ہر معاملہ پر مقدم رکھنے والے ہوں گے وہی لوگ آپ کی جماعت کے حقیقی افراد سمجھے جائیں گے۔ آپ میں سے اکثریت سمجھ بوجھ اور بلوغت کی عمر کو پہنچ گئی ہے۔ اس لئے آپ کو سنجیدگی سے اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا آپ شرائط بیعت کو پورا کرنے والے ہیں؟

مزید برآں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ آپ کے ماننے والوں کو فُضول اور غیر اخلاقی قول و فعل سے دُور رہنا چاہئے۔ **اس زمانہ میں غیر اخلاقی اور نامناسب ٹی وی پروگرامز یا فلمیں دیکھنا یا سوشل میڈیا پر یا مختلف چَیٹ گروپس پر چَیٹنگ کر کے وقت ضائع کرنا فضول اور غیر اخلاقی کاموں میں شامل ہے۔** ایسے کام نقصان دہ ہیں اور بداخلاقیوں اور دوسرے گناہوں کا پیش خیمہ ہیں۔ اس لئے اگر آپ اِن بُرے کاموں میں پڑ جائیں گے تو آپ اپنے عہد کو جو آپ نے وقفِ نَو کا کیا ہے پورا کرنے والے نہیں ہوں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی طرف بار بار تلقین کی ہے۔ **پس ہمارے واقفین نَو کو بے نفس ہونا چاہئے** اور کبھی بھی خود غرض نہیں ہونا چاہئے۔ آپ کو اپنی ضرورتوں اور اپنے نام و نمود کی فکر کی بجائے اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ آپ دوسروں کی کیسے مدد کر سکتے ہیں اور اُن کے حقوق کس طرح ادا کر سکتے ہیں۔ ایک واقفِ نَو کو کبھی بھی دوسروں کے لئے تکلیف کا باعث نہیں ہونا چاہئے اس کے برعکس انہیں ہمیشہ ہمدرد، شفیق اور دوسروں کا خیال کرنے والا ہونا چاہئے۔ اس وجہ سے کسی بھی جگہ آپ اگر کسی کی مدد اور کسی کی معاونت کر سکتے ہیں تو آپ کو کبھی بھی اس موقع کو گنوانا نہیں چاہئے۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پیروکاروں کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی کوتاہیوں کی معافی مانگتے ہوئے سنجیدگی سے توبہ کریں اور یہ بات یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کے ہر کام کو دیکھ رہا ہے۔ آپ شاید اپنے اعمال کو دوسروں سے چھپا سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے نہیں۔ اس وجہ سے کبھی بھی ایسے کام نہ کریں جو اسلامی تعلیمات کے برعکس ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مزید فرمایا ہے کہ اگر آپ کے ماننے والے اپنے اندر عملی تبدیلی پیدا نہیں کریں گے اور مسلسل روحانی طور پر اور اخلاقی طور پر اپنا معیار نہیں بڑھائیں گے تو اُن کا بیعت کرنا اور آپ کی جماعت میں داخل ہونا اُن کے لئے بے فائدہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اُن لوگوں کا رویہ جو اپنے عملی نمونہ میں ترقی نہیں کرتے ظاہر کرتا ہے کہ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کرنے کی ضرورت پر ایمان ہی نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی بات ہے جس پر ہر احمدی کو غور کرنا چاہئے اور اس پر سوچ و بچار کرنا چاہئے اور خاص طور پر وقفِ نَو کے ممبر کو ضرور سوچنا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آپ میں سے اکثریت کی اب شادی ہو چکی ہے یا آپ میں سے اکثریت شادی کی عمر کو پہنچ رہے ہیں۔ اس لئے آپ کو میں یہ یاددہانی کرانا چاہتا ہوں کہ **آپ کو احمدی لڑکیوں سے شادی کرنی چاہئے۔ اپنی اہلیہ اور فیملی کی ذمہ داریوں کو حتی الوسع ادا کرنا چاہئے۔** آپ اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ بخوشی شادی کے بندھن کو قائم رکھیں گے اور آپ کو اس کے لئے دعا بھی کرنی چاہئے۔ اپنے گھروں میں آپ کو بہترین اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہئے اور اپنی فیملی سے پیار، شفقت اور عزت کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

مزید برآں **وقفِ نَو ہونے کی حیثیت سے آپ کے لئے یہ ضروری ہے کہ جماعت کے ساتھ آپ کا ایک گہرا تعلق رہے اور آپ جماعت کی خدمت کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت دیں۔** آپ میں سے وہ جنہیں ابھی تک کُل وقت جماعت کی خدمت کے لئے بلایا نہیں گیا انہیں چاہئے کہ اس کے باوجود وہ مسلسل اور باقاعدہ ایک وقت جماعت کی ڈیوٹیوں کے لئے مقرر کریں۔ اگر جماعت کی خدمت کے لئے روزانہ وقت دینا ممکن نہیں تو پھر کم از کم آپ کو ایک دن ہفتہ میں مقرر کرنا چاہئے۔ **بعض واقفین نو ایسے ہیں جو نہ پڑھائی کر رہے ہیں اور نہ ہی کام کر رہے ہیں۔ اس لئے جب تک وہ کام کی تلاش میں ہیں انہیں وقفِ نَو کی انتظامیہ کو اپنے حالات سے مطلع کرنا چاہئے اور اس دوران جماعت کی خدمت کرنی چاہئے جب تک انہیں کوئی مناسب کام نہیں مِل جاتا۔** گھر پر وقت ضائع کرنا بالکل غلط اور نقصان دہ ہے اس لئے آپ کو فارغ وقت میں جماعت کی مفید خدمت کرنی چاہئے۔ اسی طرح اگر آپ کسی کمپنی میں کام کرتے ہیں یا کہیں اَور تو آپ کو اپنے دین کے حوالہ سے ذمہ داریوں کو کبھی نہیں بھولنا چاہئے اور **دوسروں کے لئے بہترین عملی نمونہ ظاہر کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ وہ آپ سے سیکھ سکیں۔** اس طرح آپ اپنے طرزِ عمل سے تبلیغ کر رہے ہوں گے اور ہمہ وقت وقف کرنے سے پہلے ہی آپ اسلام کے پیغام کو پھیلا رہے ہوں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آخر پر مَیں کم عمر کے واقفینِ نَو کو اُن کی ذمہ داریوں کی یاد دلانا چاہتا ہوں جو اطفال الاحمدیہ کے ممبر ہیں۔ آپ میں سے ہر ایک کو سکول میں اپنی تعلیم پر خاص توجہ دینی چاہئے۔ اسی طرح آپ کو کمپیوٹر گیمز کھیل کر یا دوسری الیکٹرانک گیمز کھیل کر اپنے اوقات ضائع نہیں کرنے چاہئیں بلکہ جب آپ کو فارغ وقت ملے تو آپ کو باہر جانا چاہئے، باہر گیمز یا ورزش کرنی چاہئے اور تازہ ہوا سے فائدہ اُٹھانا چاہئے۔ یہ لمبے عرصہ کے لئے آپ کی صحت کے لئے مفید ہوگا۔

اس کے علاوہ آپ کو اچھا برتاؤ کرنا چاہئے اور اپنے ماں باپ کا کہنا ماننا چاہئے۔ سب سے بڑھ کر آپ کو لازماً روزانہ پنجوقتہ نماز ادا کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے اور ہر معاملہ میں سچ بولنا چاہئے۔ ہر دن آپ کو آگے بڑھنا چاہئے اور سکول کی تعلیم کے علاوہ آپ کو اپنا دینی علم بھی بڑھانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو میری باتوں کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آپ سب اپنے وقف کے تقاضے کو بہترین رنگ میں پورا کرنے والے ہوں۔ مَیں یہ بتانا بھول گیا تھا کہ آج جماعت احمدیہ گیمبیا بھی اپنا وقفِ نَو اجتماع منعقد کر رہی ہے۔ اس لئے وہ بھی ایم ٹی اے کے ذریعہ سے ہمارے اجتماع کا حصہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب پر فضل فرمائے۔ اب دعا میں شامل ہو جائیں۔

آخر پر حضور انور نے دعا کروائی جس کے ساتھ اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا۔

☆...☆...☆

نظارت نشر و اشاعت قادیان کی طرف سے شائع شدہ نئی کتب

Muntakhab Ahadees
by Nazarat Nashro Isha'at Qadian
P.B, Pages-88, Code-U-200

یہ کتابچہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد عربی ﷺ کی بیان فرمودہ 93 احادیث اور اُن کے اُردو ترجمہ پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت، قُرآن کریم کی عظمت، اُسوہ رسول ﷺ، ارکان اسلام، اخلاقیات، اسلامی معاشرہ، اسلامی آداب وغیرہ موضوعات پر احادیث اصل حوالہ جات کے ساتھ اس کتابچہ میں درج کی گئی ہیں۔ ان احادیث کا مطالعہ اور اس کے مطابق عمل یقیناً قاری کی اصلاح کا موجب ہے۔

غیر مسلموں سے سلوک از صفحہ نمبر 4

مخاطب کر کے فرماتا ہے: فَاِنۡ اَعۡرَضُوۡا فَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ عَلَیۡہِمۡ حَفِیۡظًا ؕ اِنۡ عَلَیۡكَ اِلَّا الۡبَلٰغُ (سورۃالشوری:49) کہ اگر وہ اعراض کریں تو ہم نے تمہیں ان پر نگران یا محافظ بنا کر نہیں بھیجا تمہارے ذمہ صرف پیغام پہنچا دینا ہے۔

اسی طرح فرماتا ہے: فَذَکِّرۡ ۟ؕ اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُذَکِّرٌ ؕ لَسۡتَ عَلَیۡہِمۡ بِمُصَۜیۡطِرٍ (سورۃ الغاشیۃ:22تا23) کہ نصیحت کرو اور تم صرف نصیحت کرنے والے ہو تم ان پر داروغہ نہیں۔

سورۃ آل عمران میں فرماتا ہے: وَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا عَلَیۡكَ الۡبَلٰغُ (سورہ آل عمران:21) کہ اگر وہ منہ پھیر لیں تو تمہارے ذمہ صرف بات کا پہنچا دینا ہے (یعنی جبر اور طاقت کے ذریعہ منوانا تمہارے ذمہ نہیں(

پھر اللہ تعالیٰ خود مخالفین کو مخاطب کر کے فرماتا ہے: فَاِنۡ تَوَلَّیۡتُمۡ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا عَلٰی رَسُوۡلِنَا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ (سورۃالمائدۃ:93) کہ اگر تم منہ پھیر لو تو جان لو کہ ہمارے رسول کے ذمہ صرف کھول کر بیان کر دینا ہے۔ پھر اسی سور میں فرماتا ہے: مَا عَلَی الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ (سورۃ المائدۃ:100) کہ رسول کے ذمہ سوائے بیان کر دینے کے کوئی ذمہ داری نہیں۔

پھر سورۃ النور میں فرماتا ہے: وَمَا عَلَی الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ (سورۃ النور:55) کہ رسول کے ذمہ صرف کھول کر بیان کرنا ہے۔ اور یہی سور العنکبوت میں ہے کہ: وَمَا عَلَی الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ (سورۃ العنکبوت:19) کہ رسول پر کھلا کھلا پیغام پہنچا دینے کے سوا کوئی ذمہ واری نہیں۔ اور سورۃ یسین میں فرماتا ہے: وَمَا عَلَیۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ (سورۃ یٰسٓ:18) کہ ہمارے ذمہ صرف کھول کر بات پہنچا دینا ہے۔ (ماننا یا نہ ماننا تمہارا کام ہے)

اور سورۃ التغابن میں اس مضمون کا اعادہ فرماتا ہے: فَاِنۡ تَوَلَّیۡتُمۡ فَاِنَّمَا عَلٰی رَسُوۡلِنَا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ (سورۃ التغابن:13) کہ اگر تم منہ پھیر لو تو ہمارے رسول کے ذمہ کھول کر بات پہنچا دینا ہے۔

تعجب ہے کہ وہ لوگ جو اپنا مسلک طاقت کے ذریعہ منوانا چاہتے ہیں وہ ان آیات پر غور کیوں نہیں کرتے۔ سورۃ الکہف میں تو خدا تعالیٰ صاف صاف فرماتا ہے: قُلِ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکُمۡ ۟ فَمَنۡ شَآءَ فَلۡیُؤۡمِنۡ وَّمَنۡ شَآءَ فَلۡیَکۡفُرۡ (سورۃ الکھف:30) تم کہہ دو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

اتنی وضاحت کے ساتھ یہ مضمون لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ (سورۃ البقرۃ:257) دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں۔ مذکورہ بالا آیت میں بھی بیان کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ تلوار اور رائفل لے کر اپنے مذہب یا اپنے مسلک کو نافذ کرنے والے قرآن کی تعلیم پر عمل نہیں کر رہے بلکہ اپنے ذاتی مفادات کو بروئے کار لا رہے ہیں۔

◉ مغربی علما کی طرف سے قرآن پر جو یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ قرآن غیر مسلموں سے نفرت اور ظلم کی تعلیم دیتا ہے اس کی دراصل وجہ یہ ہے کہ وہ خود اور ان کی محرف و مبدل کتاب دوسرے مذاہب سے اس سلوک کی تعلیم دیتی ہے۔

مذاہب کے متبعین میں نفور اور دشمنی کی بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ایک مذہب والے دوسرے مذہب والوں کے بزرگوں کا ذکر توہین کے ساتھ کرتے ہیں۔ عالم عیسائیت اور یہودیت ہمارے نبی ﷺ پر ناپاک الزمات اور جھوٹے اعتراضات سے بھرپور ہے۔

حالانکہ قرآن شریف وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیۡہَا نَذِیۡرٌ (سورۃفاطر:25) کہہ کر تمام سابقہ انبیا کو عزت و احترام کا مقام دیتا ہے اور لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡہُمۡ (سورۃالبقرۃ:137) کہ ان میں سے ہم کسی میں فرق نہیں کرتے اور لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِہٖ (سورہ البقرۃ:286) کہ ہم اس کے رسولوں میں کسی میں تمیز نہیں کرتے۔ قرآن پر ایمان لانے والوں کی زبان سے کہلاتا ہے اور ہر قوم، ہر مذہب اور ہر علاقہ کے انبیا اور رسولوں پر ایمان لانا ایمان لانے کے کے لئے شرط قرار دیتا ہے اور براہ راست جن دو قوموں سے واسطہ پڑنے والا تھا یعنی یہود اور عیسائی ان کے بزرگوں کے متعلق تو خاص طور پر قرآن نے ان کو جو عزت اور احترام قائم کیا ہے وہ ان کی اپنی کتابوں میں بھی نہیں ہے۔

◉ قرآن شریف حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کوئی 136 دفعہ بیان کرتا ہے اور ہر جگہ ان کی قربانی، ان کی خوبیاں، ان کے کمالات اور ان پر اللہ تعالیٰ کے احسانات اور اس کے فضل و کرم کا ذکر ہے۔ سورہ طہ میں ان کے حالات زندگی اور خوبیوں اور کمالات کا ذکر کرتے ہوئے خدا تعالیٰ حضرت موسیٰ کو فرماتا ہے: وَاصۡطَنَعۡتُكَ لِنَفۡسِیۡ (سورۃ طہ:42) میں نے تجھے اپنے لئے بنایا۔ اس قسم کا کوئی روحانی مقام حضرت موسیٰ کو بائبل میں نہیں دیا گیا بلکہ ان کو جارحانہ حملہ کرنے والا، لوٹ مار کرنے والا بتایا ہے۔ ذرا دیکھئے حضرت موسیٰ کو ماننے والوں کی اپنی کتاب کیا کہتی ہے۔ لکھا ہے:

''تب موسیٰ اور الیعزر کاہن اور جماعت کے سب سردار انکے (یعنی اپنی فوج کے (استقبال کے لیے لشکر گاہ کے باہر گئے اور موسیٰ ان فوجی سرداروں جو ہزاروں اور سینکڑوں کے سردار تھیاور جنگ سے لوٹے تھے جھلایا اور ان سے کہنے لگا کیا تم نے سب عورتیں جیتی بچا رکھی ہیں؟ اس لیے ان بچوں میں سے جتنے لڑکے ہیں ان کو مار ڈالو اور جتنی عورتیں مرد کا منہ دیکھ چکی ہیں ان کو قتل کر ڈالو لیکن ان لڑکیوں کو جو مرد سے واقف نہیں اور اچھوتی ہیں اپنے لیے زندہ رکھو۔'' (گنتی باب 31 آیت 13 تا 18)

حضرت موسیٰ نے مال غنیمت کی تقسیم کرائی اس کے بارہ میں لکھا ہے:

''اور جو کچھ مال غنیمت جنگی مردوں کے ہاتھ آیا تھا اسے چھوڑ کر لوٹ کے مال میں سے چھ لاکھ پچھتر ہزار بھیڑ بکریاں تھیں اور بہتر ہزار گائے بیل اور اکسٹھ ہزار گدھے اور نفوس انسانی میں سے بتیس ہزار ایسی عورتیں جو مرد سے ناواقف اور اچھوتی تھیں۔ (گنتی باب 31 آیات 32 تا 36)

اگر ہمت ہے تو ذرا دوبارہ اس عبارت کو پڑھئے جو حضرت موسیٰ کی طرف منسوب کتاب میں ہے اور word of god کہلاتی ہے۔

◉ قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام کوئی 24 دفعہ آتا ہے اور ہر جگہ ان کی تعریف ہے اور ان کی قوم کے مخالفین کے ناپاک الزامات سے ان کو بری کیا گیا ہے اور فرماتا ہے: وَاٰتَیۡنَا عِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ الۡبَیِّنٰتِ وَاَیَّدۡنٰہُ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ (سورۃالبقرۃ:88) کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم کو روشن دلائل اور معجزات عطا کئے اور روح القدس کے ساتھ اس کی مدد کی۔ اس کے بالمقابل نئے عہد نامہ نے ان کی طرف اپنی ماں سے بدتمیزی سے بولنے کا الزام لگایا ہے کہ انہوں نے اپنی ماں سے کہا کہ اے میری ماں میرا تجھ سے کیا کام (یوحنا باب 2 آیت 4) اور جب ان کو بھوک لگی تو ایک درخت کے پاس گئے مگر پھل کا موسم نہ تھا جب اس میں پھل نہ دیکھا تو درخت پر لعنت کی اور وہ سوکھ گیا۔ (متی باب 21 آیات 18 تا 19)

نیا عہد نامہ یہ بھی کہتا ہے کہ انہوں نے پیشگوئی کی تھی کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو یہاں کھڑے ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جب تک ابن آدم کو اس کی بادشاہی میں آتے ہوئے نہ دیکھ لیں گے موت کا مزا ہرگز نہ چکھیں گے۔ (متی باب 16 آیت 28) مگر اب دو ہزار سال گزر چکے ہیں یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔

◉ اور صرف حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی عزت و احترام نہیں بلکہ قرآن شریف ان کے علاوہ بنی اسرائیل کے دوسرے انبیا کی صداقت اور عزت و احترام کا ذکر بھی وَقَفَّیۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِہٖ بِالرُّسُلِ (سورۃ البقرۃ:88) کے الفاظ میں فرماتا ہے۔ حضرت داؤد پر ان کے متبعین کی کتاب نعوذ باللہ نعوذ باللہ نہایت ناپاک الزام لگاتی ہے کہ انہوں نے نعوذ باللہ اپنے جرنیل کی بیوی سے بدکاری کی اور جرنیل کو خطرہ کے مقام پر بھجوا کر قتل کروا دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ قرآن حضرت داؤد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے: وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضۡلًا ؕ یٰجِبَالُ اَوِّبِیۡ مَعَہٗ وَالطَّیۡرَ (سورۃ سبا:11) کہ داؤد کو ہم نے فضیلت دی اور پہاڑ پر رہنے والوں کو اور روحانی پرواز کرنے والوں کو ان کے ساتھ جھکا دیا۔ اور حضرت داؤد کی فضیلت کو اس طرح بھی بیان کیا ہے کہ ہم نے ان کو زبور عطا کی۔

◉ اسی طرح حضرت سلیمان پر بائبل نعوذ باللہ کفر کا الزام لگاتی ہے۔ قرآن فرماتا ہے: وَمَا کَفَرَ سُلَیۡمٰنُ (سورہ البقرۃ:103)۔ بائبل حضرت سلیمان پر خدائے واحد سے سرکشی کا الزام لگاتی ہے۔ مگر قرآن ان کے متعلق کہتا ہے: نِعۡمَ الۡعَبۡدُ (سورۃ ص:31) دنیا کے لوگ دوسری اقوام سے بدسلوکی کی ایک راہ یہ نکالتے ہیں کہ ان کے بزرگوں کو برا بھلا کہتے ہیں مگر قرآن ان کے بزرگوں کو جنہوں نے قرآن سے شدید دشمنی کی عزت و احترام کا مقام دیتا ہے۔

◉ اور قرآن جس طرح دوسرے مذاہب اور اقوام کے بزرگوں کی عزت قائم کرتا ہے اسی طرح ان پر نازل ہونے والے الہامی صحیفوں کا ذکر بھی احترام سے کرتا ہے۔ بلکہ ان پر مومن کا ایمان لانا لازمی قرار دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: وَالَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ (سورہ البقرۃ:5) کہ قرآن کو ماننے کے علاوہ مومن آپؐ سے پہلے اترنے والے کلام پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ اور یہود و نصاری جن سے صدیوں تک مقابلہ ہونا تھا ان کی کتابوں کا نام لے کر ان کی تصدیق کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے: نَزَّلَ عَلَیۡكَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡہِ وَاَنۡزَلَ التَّوۡرٰىۃَ وَالۡاِنۡجِیۡلَ ۙ مِنۡ قَبۡلُ (سورہ آل عمران:4تا5) کہ اس نے تجھ پر یہ کتاب حق پر مشتمل اتاری ہے جو اس وحی کو جو اس کتاب سے پہلے آئی تھی پورا کرنے والی ہے اور اس نے لوگوں کو ہدایت دینے کیلئے اس سے پہلے توریت اور انجیل کو نازل کیا تھا۔

فرمائیے کون سی کتاب ہے جو مخالفت کرنے والی اقوام کے رسولوں، نبیوں اور کتابوں کا احترام سے ذکر کرتی ہے کیا قرآن کے حکم پر چلنے والے ان اقوام سے بدسلوکی کے مرتکب ہو سکتے ہیں۔

◉ قرآن تو اپنے ماننے والوں کو یہ بھی اجازت نہیں دیتا کہ وہ ان پر عذاب کے لئے بددعا کریں فرماتا ہے: فَاصۡبِرۡ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الۡعَزۡمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسۡتَعۡجِلۡ لَّہُمۡ (سورۃ الاحقاف:36) کہ پس اے نبی تم بھی اسی طرح صبر کرو جس طرح اولوالعزم رسول صبر کرتے ہیں اور ان کے لئے یہ دعا نہ کرو کہ ان پر جلدی عذاب آ جائے۔

اگرچہ قرآن نازل کرنے والا علیم و خبیر خدا یہ جانتا تھا کہ مخالف اہل کتاب کی کیا خواہشات اور کیا ارادے ہیں اور وہ مومنوں کو ان کے ایمان سے ہٹانا چاہتے ہیں مگر اس کے باوجود فرمایا: وَدَّ کَثِیۡرٌ مِّنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ لَوۡ یَرُدُّوۡنَکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ اِیۡمَانِکُمۡ کُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنۡ عِنۡدِ اَنۡفُسِہِمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُمُ الۡحَقُّ ۚ فَاعۡفُوۡا وَاصۡفَحُوۡا حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰہُ بِاَمۡرِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ (سورۃ البقرۃ:110) کہ بہت سے اہل کتاب یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہارے ایمان کے بعد دوبارہ کافر بنا دیں اور یہ محض ان کے دلی حسد کی وجہ سے ہے۔ حالانکہ سچائی ان پر روشن ہو چکی ہے مگر اس کے باوجود فَاعۡفُوۡا وَاصۡفَحُوۡا تم ان کو معاف کر دو اور درگزر سے کام لو (کیا کہتے ہیں وہ لوگ جو مخالفوں کا فوری طور پر تلوار سے خاتمہ چاہتے ہیں) یہاں تک کہ خود خدا اپنی تقدیر ظاہر فرمائے۔ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

یہ ہے حکم جو اللہ تعالیٰ مومنوں کو قرآن کے خلاف مومنوں کے ایمان کو مٹانے کے لئے کوشش کرنے والوں کے بارہ میں دیتا ہے کہ ان سے عفو کرو ان سے درگزر کرو۔ کون کہتا ہے کہ قرآن غیر مسلموں سے بدسلوکی کی تعلیم دیتا ہے۔

......................(باقی آئندہ)

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics,
Servicing, Tyres, Exhausts,
Engines, Gear Box, Breaks, MOT
Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road,
Unit 2 Morden SM4 5JF
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

وہ جس پہ رات ستارے لئے اترتی ہے

آصف محمود باسط۔لندن

قسط نمبر 13

حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر بہت سی حیرت انگیز باتوں کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔انہی بہت سی باتوں میں سے سب سے حیرت انگیز بات وہ سکون اور اطمینان ہے جو نہ صرف حضور کی ذاتِ بابرکات میں نظر آتا ہے بلکہ دیکھنے والے کے دل میں بھی اترتا چلا جاتا ہے۔گزشتہ 13 برس سے یہی دیکھتے آئے ہیں کہ ملاقات کے لئے حضور انور کے دفتر میں داخل ہوئے۔حضور سامنے تشریف فرما ہیں، کام میں مصروف ہیں۔ سامنے خطوں کے انبار پڑے ہیں۔اور بڑی محبت سے فرمایا ’’آؤ بھئی! کیا کہتے ہو؟‘‘

اس جملہ کا سکون ملاحظہ فرمالیں،خود یہی جملہ انسان کے اندر کی بے کلی کو سکون میں تبدیل کر دینے کا حکم رکھتا ہے۔حضور کے دفتر میں چارسُو سکون، امن اور آشتی کی ڈیرے ہیں۔اس سے پہلے کہ اصل مضمون کی طرف چلیں، آئیے ایک نظر اس پرسکون ماحول پر ڈالنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

حضور کے بالکل سامنے خطوں کا ایک انبار ہے جس پر حضور دستخط فرماتے جاتے ہیں۔کبھی کسی خط کے متن کو غور سے پڑھتے ہیں۔ پھر دستخط فرماتے ہیں یا مزید کوئی ہدایت دینی ہو تو وہ تحریر فرمادیتے ہیں۔جوں جوں یہ خط ملاحظہ ہوتے جاتے ہیں، ساتھ ہی ایک اور انبار تیار ہوتا جاتا ہے۔سامنے تین ضخیم قسم کی فائلیں ہیں جو ڈاک سے بھری پڑی ہیں۔ جب سامنے پڑا انبار ختم ہوجاتا ہے تو یہ سارے خطوط ایک طرف رکھ دیتے ہیں۔ پھر سامنے پڑی فائلوں میں سے کچھ اور خطوط اٹھاتے ہیں، اور سامنے رکھ کر انہیں دیکھنے، پڑھنے اور دستخط ثبت فرمانے کا کام شروع ہو جاتا ہے۔ یہ دستخط شدہ خطوط کا انبار حضور کچھ فاصلہ پر رکھتے ہیں، اور وہ فائلیں جہاں سے مزید خطوط اٹھاتے ہیں، وہ بھی کچھ فاصلہ پر ہیں۔شروع شروع میں مجھے لگتا کہ حضور کو اس عمل میں کچھ دقت ہوتی ہے۔ایک روز حضور اٹھ کر یہ خطوط رکھنے لگے تو میں نے ہاتھ بڑھایا تا کہ یہ سعادت میرے حصہ میں آجائے اور میں کسی سہولت کا باعث ہوسکوں۔ فرمایا ’’نہیں، میں رکھ لوں گا‘‘۔ پھر کبھی ہمت تو نہ ہوئی مگر شاید میری body language سے حضور کو اندازہ ہوجاتا کہ ہر بار جب آپ خطوط رکھنے لگتے یا فائل میں سے نکالنے لگتے،تو میں یہ خدمت کرنا چاہتا تھا۔ پھر ایک روز ازراہِ شفقت فرمایا کہ ’’یہ لو یہ وہاں رکھ دو‘‘۔میں رکھ کر بیٹھنے لگا تو فرمایا ’’وہاں سے اور خط دو‘‘۔تو الحمدللہ اس روز کے بعد سے میں جب بھی حاضرِ خدمت ہوتا ہوں، یہ سعادت میرے حصہ میں آجاتی ہے کہ، مگر ایسے کہ حضور انور بات کا ربط بھی ٹوٹنے نہیں دیتے اور آپ کا کام جاری وساری رہتا ہے۔

حضور تحریر کے کام میں سہولت کے لئے ایک شیشہ کا پلیٹ فارم استعمال فرماتے ہیں جو میز سے نسبتاً بلند تر ہے۔ اس کے نیچے بھی کاغذات پڑے ہوتے ہیں مگر یہاں ایک اور چیز ہوتی ہے جس میں ہر احمدی کو دلچسپی ہوگی۔ یہاں حضور نے بہت سے سادہ کاغذات بہت بڑے سے clip کے ساتھ نتھی کر کے رکھے ہوتے ہیں۔ جیسے ایک بہت ضخیم پیڈ۔ یہ کبھی تو بالکل خالی ہوتا ہے اور کبھی اس پر حضور انور کے ہاتھ سے لکھی مبارک تحریر ہوتی ہے۔یہ کاغذات حضور نے لمبائی کے رخ یعنی landscape رخ پر رکھے ہوتے ہیں۔اب اس کی طرف بھی بعد میں آتے ہیں۔

ساتھ کچھ بہت چھوٹے سائز کی یعنی پاکٹ سائز ڈائریاں ہیں۔ یہ بھی کبھی ایک، کبھی دو وہاں موجود ہوتی ہیں۔کبھی اس شیشہ کے نیچے کوئی کاغذ پڑا ہوتا ہے۔ یہ شاید فوری توجہ کا طالب کوئی عریضہ ہوتا ہے کیونکہ بعض اوقات دیکھا کہ حضور نے جب ڈاک پر دستخط کا کام مکمل کرلیا تو، اس شیشہ کے پلیٹ فارم کے نیچے سے وہ کاغذ نکالا، اسے پڑھا اور اس پر ہدایت تحریر فرما کر اسے الگ رکھ دیا۔

حضور کے بائیں ہاتھ بالکل کرسی کے ساتھ کتب کا ایک شیلف ہے۔ یہاں روحانی خزائن کا مکمل سیٹ موجود ہے۔حضرت مسیح موعودؑ کی دیگر کتب مثلاً درثمین، قصائد الاحمدیہ وغیرہ رکھی ہیں۔ان کتب کے آغاز پر قرآن کریم کا نسخہ ہے جو کثرتِ مطالعہ کا پتہ دیتا ہے۔ پھر تفاسیر بھی اسی قطار میں ہیں۔ کتابوں کی یہ قطار پیچھے دیوار تک چلی گئی ہے۔اسی دیوار کے ساتھ ایک اور کیبنٹ ہے جس کے اوپر متفرق فائلیں ہیں، حضور کا کمپیوٹر ہے، ہومیوپیتھی ادویہ کی کچھ شیشیاں ہیں۔اس کیبنٹ کے ساتھ ہی ایک چھوٹا میز جس پر حضور کی پانی کی بوتل اور گلاس بڑی نفاست سے رکھا رہتا ہے، جو حضور حسبِ ضرورت استعمال فرماتے ہیں۔ پھر حضور کے داہنے ہاتھ کی طرف جو دیوار ہے اس کے ساتھ بھی ایک شیلف ہے جو کتب سے بھرا پڑا ہے۔کئی مرتبہ کا تجربہ ہے کہ وہاں کسی کتاب کی ضرورت ہو تو حضور کی نظر سیدھی اس کتاب پر جاتی ہے۔ بعض اوقات یہ سعادت بھی حاصل ہوتی ہے کہ حضور ارشاد فرماتے ہیں کہ فلاں کتاب اٹھا کر لاؤ۔ پھر حضور ساتھ ہدایات دیتے رہتے ہیں کہ تیسرے شیلف کے تیسرے خانہ میں، بائیں طرف دیکھو۔ وہاں مطلوبہ کتاب کا ٹائٹل نظر آجاتا ہے اور کتاب پیش کردی جاتی ہے۔

حضور کے سامنے والی دیوار پر بھی ایک قدِآدم شیلف ہے جس کے بعض دروازے شیشہ کے ہیں اور بعض لکڑی کے۔ درمیان میں اس ٹی وی کی جگہ ہے جس پر حضور حسبِ ضرورت کسی پروگرام کی ریکارڈنگ دیکھنا چاہیں تو اس کے نیچے پڑے ڈی وی ڈی پلیئر پر چلانے کا ارشاد فرماتے ہیں۔اب تک کا میرا تجربہ یہ ہے کہ جب بھی حضور نے اس پر کوئی پروگرام لگانے کا کہا، اور ڈی وی ڈی پلیئر کی ٹرے کھولی، وہ کم ہی خالی ہوتی ہے۔اکثر اس میں حضرت مصلح موعودؓ کی سیرِ روحانی والی تقریر کی سی ڈی پڑی ہوتی ہے۔ اسے نکال کر پروگرام چلایا۔ جب ملاحظہ فرمالیا تو فرمایا کہ اب اپنی ڈی وی ڈی نکال لو اور وہی واپس رکھ دو جو پڑی ہوئی تھی۔ یہ تقریر ایک مرتبہ خاکسار کو بھی حضور انور نے سنوائی۔خود چلائی اور پھر اپنے کام میں مصروف ہوگئے۔ یہ تقریر کچھ دیر چلتی رہی۔ وہ تجربہ بھی عجیب تھا۔تقریر کا حصہ جو چلا وہ وہی شہرۂ آفاق حصہ تھا جہاں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو!‘‘ اور پھر ایک جگہ جہاں حضورؓ نے فرمایا کہ ’’تم کو، ہاں تم کو، ہاں تم کو!!‘‘۔کمرے میں حضرت مصلح موعودؓ کے یہ بابرکت اور پررعب الفاظ گونج رہے تھے۔سامنے وہ وجود تشریف فرما تھا جو آسمانی بادشاہت کے موسیقاروں کے اِس عظیم الشان قافلہ کا سپہ سالار ہے۔ ایک طرف سے یہ مبارک آواز آرہی تھی، اور سامنے حضور انور کا بابرکت وجود بنفسِ نفیس موجود۔ گویا سارے کمرے میں رعب اور جلال اور جمال! ان پندرہ بیس منٹ میں حضور انور کے چہرۂ مبارک کو دیکھنے کا موقع ملا۔ اس لمحہ اس عظیم خلیفۂ برحق کا حسن و جمال اور جاہ و جلال اور انہماکِ بے مثال نظر کو خیرہ کرتا تھا۔

میز پر حضور کے داہنے ہاتھ بہت سی کتب اور نوٹس وغیرہ ہوتے ہیں۔ اور ساتھ ایک الیکٹرانک ڈکشنری بھی۔درازوں میں کیا سامان ہے، مجھے معلوم نہیں مگر وہاں سے کچھ اشیاء گاہے بہ گاہے نکلتی ہیں اور ہمارے امام کی خدمت کرنے کی توفیق پاتی ہیں۔

اب کچھ احوال سطح پر نظر آنے والے سکون کے پیچھے چھپے اس روزمرہ معمول کا جو ہمیں دکھائی نہیں دیتا۔ہم میں سے کسی کو بھی نہیں کیونکہ اسی معمول میں وہ دعائیں، وہ اپنے رب کے ساتھ خلوت کی گھڑیاں ہیں جو راز ونیاز کی دنیا ہے۔مگر جو دیکھا ہے، جتنا سمجھ میں آیا ہے پیش کرتا ہوں۔

یہ تو ہم سبھی کو معلوم ہے کہ حضور کے دن کا معمول تو فجر سے بھی بہت پہلے شروع ہوجاتا ہے۔ یہ بھی سُن رکھا تھا کہ حضور دفتر کے عملہ سے بھی بہت پہلے دفتر تشریف لے آتے ہیں۔مگر ایک روز اس کا تجربہ بھی ہوا، جو بہت یادگار ہے۔ہوا یوں کہ میں اپنی ملاقات کے وقت سے کچھ پہلے انتظارگاہ میں بیٹھا تھا۔ یہ انتظارگاہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے باہر ہوتی تھی۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں ابھی کوئی نہیں آیا تھا کہ ابھی دفتری اوقات شروع نہیں ہوئے تھے۔ مجھے ملاقات کے لئے کچھ نوٹس تیار کرنے تھے، میں اِس لئے جلدی حاضر ہو گیا تھا اور بیٹھا اپنے کاغذات کو ترتیب دے رہا تھا۔ دفتر کے دروازے کے اوپر ایک روشن دان ہے۔جب عملہ اندر نہیں تھا تو ظاہر ہے کہ اندر لائٹ بھی نہیں جل رہی تھی اور روشن دان سے روشنی کی بجائے اندھیرا نظر آرہا تھا۔

اچانک اس روشن دان سے روشنی آئی۔ میں نے دیکھا کہ اندر کی لائٹ کسی نے روشن کر دی تھی۔ پھر اندر سے کچھ حرکت کی آوازیں بھی آئیں۔ پھر دروازے کے تالے کے کھلنے کی آواز بھی اندر سے آئی۔اور دروازہ کھلا۔ اور دروازہ جب کھلا تو سامنے کوئی اور نہیں میرے پیارے حضور کھڑے تھے۔

’’تم جلدی آگئے ہو؟ چلو آؤ پھر!‘‘

مَیں تو بالکل تیار نہیں تھا۔ نہ اتنی جلدی ملاقات کے لئے نہ اس منظر کے لئے۔ میں اپنے کاغذات کو جیسے تیسے اٹھا کر لپکا اور حضور کے پیچھے پیچھے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری سے ہوتا حضور کے دفتر میں داخل ہوگیا۔سانس کے اکھڑنے سنبھلنے کے درمیانی مراحل میں اپنی گزارشات پیش کرتا رہا۔ رہنمائی عطا ہوتی رہی۔ اور اُس روز یہ بھی دیکھ لیا کہ حضور کس قدر جلد اپنے دفتر میں تشریف لا چکے ہوتے ہیں۔اور دفتر کیسا جناب؟ حضور جہاں ہیں، وہیں دفتر لگا ہے۔اوپر اپنی لائبریری میں ہوں، یا گھر کے کسی اور کمرہ میں، معلوم یہی ہوا کہ دیر تک ڈاک دیکھنے اور اس پر ہدایات دینے کا عمل جاری رہتا ہے۔

جس روز بیت الفتوح کمپلیکس کو آگ لگی، اس روز ظہر کے فوراً بعد یاد فرمایا تھا۔یعنی دفتر سے اٹھے ہوں گے، نماز پڑھائی ہوگی، اور پھر یاد فرمایا ہوگا۔ میں جب تک مسجد فضل پہنچا، حضور دفتر سے تشریف لے جا چکے تھے۔مگر دس منٹ کے اندر اندر حضور واپس دفتر میں تشریف فرما تھے۔

ابھی کچھ دن پہلے موسمی اثرات سے طبیعت ناساز ہوئی۔ کچھ دن حضور نمازوں پر مسجد تشریف نہیں لائے۔ جمعرات کی شام اس گھبراہٹ میں دفتر پرائیویٹ سیکرٹری حاضر ہوا کہ معلوم ہو کہ کل جمعہ کی کیا صورت ہوگی۔ اگر حضور خطبہ ارشاد فرمائیں گے تو مسجد فضل سے یا مسجد بیت الفتوح سے؟ میں حاضر ہوا تو حضور کے دفتر کے باہر نصب لائٹ روشن تھی۔ میں بیان نہیں کرسکتا کہ اس لائٹ کو روشن دیکھ کر دل اور دماغ بھی کس طرح روشن ہوگئے۔حضور دفتر میں مصروفِ کار تھے۔ جان میں جان تو آئی ہی، مگر ساتھ یہ بھی خیال دل کو جھنجھوڑ کر رکھ گیا، کہ طبیعت ناساز بھی ہے تو بھی حضور اپنے مولا کی طرف سے سپرد کام میں مصروف ہیں۔

عشاء کے بعد بھی دفتر کے باہر نصب یہ لائٹ کئی مرتبہ روشن دیکھی ہے۔ یہ تو دفتری اوقات کا تذکرہ ہے (یعنی ہمارے دفتری اوقات کا)۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد حضور دفتر میں ہوں یا گھر پر تشریف فرما ہوں، رات گئے تک کام ہی کام ہے۔کئی مرتبہ رات کو ڈاک دیکھنے اور رات گئے کئے گئے کسی مطالعہ کا ذکر فرمایا۔سو معلوم ہوا کہ معمول کے کام کہیں تھمتے ہی نہیں۔

تو یہ معمول جو ہمارے سامنے ہے، اس سے کئی دفعہ خیال آیا کہ حضور سے پوچھنے کی جرات کروں کہ حضور، یہ ہفتہ وار خطباتِ جمعہ جو کم وبیش ایک گھنٹہ پر محیط ہوتے ہیں، یہ سارے خطابات جو کبھی پیس کانفرنس اور کبھی پارلیمنٹ اور کبھی کسی اجتماع اور کبھی کسی اجتماع میں ارشاد فرماتے ہیں، ان کی شانِ نزول پر کچھ روشنی عطا فرمائیے۔ ہمت نہیں ہوتی تھی۔ اور نہیں ہوئی تو کئی سال نہیں ہوئی۔ ایک روز کوئی ایسا لمحہ میسر آگیا۔ میں نے ہمت کر کے پوچھ ہی لیا۔ ’’حضور، آپ کا معمول کیا ہوتا ہے؟‘‘

بڑے لطیف تبسم کے ساتھ فرمایا ’’معمول؟ معمول کیا ہونا ہے! صبح ہوتی ہے، شام ہوتی ہے۔۔۔‘‘

اور یہ باب یہیں بند سا ہوگیا۔ ’’کچھ سو لیتا ہوں۔ پھر جاگ جاتا ہوں۔ کچھ کام کرلیتا ہوں اور بس‘‘

مگر کچھ اور باتوں کو جمع کرتے کرتے ایک jigsaw میں نے خود جوڑا۔ جو تصویر ابھری وہ حیرت میں مبتلا کردینی والی ہے۔سو کچھ اس کا احوال سنتے چلیں۔

ایک روز میرے نصیب جاگے تو وہ چھوٹی پاکٹ سائز ڈائریاں دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی جن کا اوپر ذکر گزرا ہے۔حضور ورق پلٹتے جاتے اور بتاتے جاتے۔ہر صفحہ نہایت باریک خط میں حضور کے دستِ مبارک سے کی گئی تحریر سے پُر۔ کوئی اسے عام طور پر تحریر کرے تو شاید ہر چھوٹا سا صفحہ جو بمشکل ہتھیلی بھر کا ہے، پورے بڑے کاغذ پر محیط ہوجائے۔

فرمایا ’’یہ میرے نوٹس ہیں۔۔۔جلسہ جرمنی 2015 آخری دن کا خطاب۔۔۔اجتماع وقفِ نو۔۔۔پارلیمنٹ سے خطاب 2008۔۔۔یہ جامعہ کے کانووکیشن کے نوٹس، مگر یہ میں ساتھ لے کر نہیں گیا تھا۔۔۔وہیں جو ذہن میں آتا گیا، کہہ دیا۔۔۔‘‘

کئی خطابات، کئی خطبات کے نوٹس۔ایک خزانہ جو نہایت سادہ سی چھوٹی سی ڈائریوں میں محفوظ ہے۔فرمایا کہ ’’اس طرح کی کئی ڈائریاں بھری ہوئی میرے پاس اوپر پڑی ہیں۔ پہلے میں کاغذ پر ہی نوٹس لے لیا کرتا تھا، اب ان میں لکھتا جاتا ہوں‘‘۔

جانے کس وقت یہ خزائن یکجا کئے جاتے ہوں

گے۔ کون سے مبارک وہ لمحات ہوں گے جب ذہن مبارک پر کوئی خوش قسمت خیال یوں روشن ہوتا ہوگا کہ حضور اپنے دستِ مبارک سے اسے رقم فرمالینے کے لائق خیال فرماتے ہوں گے۔

پھر ایک روز خطبہ کی شانِ نزول کا بھی بیان ہوا۔ وہ حالت تو یا حضور خود جانتے ہیں یا آپ کا خدا جانتا ہوگا، مگر ان خطبات کے مبارک الفاظ کے ظہور پر سے کچھ پردہ ایک روز ازراہ شفقت اٹھایا، تو میں نے جھانک کر نظروں اور دل کی تسکین کا سامان کیا۔

فرمایا کہ ''میں جمعرات کی صبح خطبہ پر کچھ غور کرنا شروع کرتا ہوں۔ حوالے ڈھونڈتا ہوں۔ اگر حوالے پہلے سے ہوں تو کچھ ابتدائی نوٹس بنالیتا ہوں۔ دوپہر کی نماز تک۔۔۔''

یہ ذکر خیر بھی طلوع ہوتا ہوتا جمعرات کے روز کی نمازِ ظہر پر آ کر رک گیا۔

پھر کسی اور موقع پر فرمایا کہ جمعرات کی رات کو خطبہ پر کچھ کام کر لیتا ہوں۔ اور اس موقع پر بھی بات جمعرات کی رات پر جا کر ٹھہر گئی۔

پھر ایک موقع پر فرمایا کہ ''خطبہ کے لئے جاتے جاتے بھی خطبہ کے نوٹس میں ترمیم کرتا رہتا ہوں''

اب یہاں یہ یاد رہے کہ معمول کے کام جو ہم ظاہر میں دیکھ رہے ہیں سب جاری ہیں۔ ڈاک ہے، دفتری ملاقاتیں ہیں، انفرادی ملاقاتیں ہیں، سب کچھ چلتا چلا جا رہا ہے، مساجد کے افتتاح ہیں، تقاریب سے خطاب ہیں، کلاسیں ہیں، طلبا کی رہنمائی ہے، مجالس عاملہ سے ملاقاتیں ہیں۔ تو یہاں تک اس jigsaw کے جتنے ٹکڑے میسر آئے، انہیں جوڑا تو یہ ساری تیاری کل ملا کر کچھ گھنٹوں سے زیادہ کی تصویر نہ بنی۔ تو یہ سب انقلاب انگیز فرمودات جو آپ اپنی جماعت بلکہ کل انسانیت کی بہبود کے لئے عطا فرماتے ہیں، ان پر چند ہی گھنٹے صرف ہوتے ہیں۔ میرا خیال تو تھا کہ کئی دن لگ جاتے ہوں گے۔ مگر ابھی حیرت کی اور منزلیں باقی تھیں۔ آیئے، میرے ساتھ اس حیرت کا لطف اٹھایئے۔

ایک اور تجسس تو ہمیشہ سے تھا ہی۔ اور وہ یہ کہ صرف حوالہ جات ہی ڈھونڈنے ہوں، تو وہ بھی کئی پہر کے متقاضی ہوتے ہیں۔ اپنا تجربہ بھی یہی ہے، اور باقی کہنہ مشق حوالہ جات کی تخریج کرنے والے احباب کا بھی یہی کہنا ہے۔ مگر یہی تو ہماری کوتاہی ہے کہ ہم اپنے وقت، اپنی محنت، اپنی تدبیر، اپنی سوچ کے پیمانہ پر خلیفۃ المسیح کے وقت اور تدبیر کو جانچنے کی کوشش کرتے ہیں، اور بھول جاتے ہیں کہ یہ دو الگ دنیاؤں کی بات ہے۔ شاید میرا تجسس پوشیدہ نہ رہا اور یہ عقدہ حضور نے کھول دیا۔ حضور کی نگاہِ مبارک تہ دور تک دیکھ لیتی ہے۔ شاید میرا یہ تجسس اس روز کہیں پڑا ہوا نظر آیا۔ اور میرے اس معصوم جذبے کے بخت جاگ اٹھے۔

''خطبہ کے لئے اور خطابات وغیرہ کے لئے مجھے بہت سے حوالے تلاش کرنے پڑتے ہیں۔ میں نے اس کا حل نکال لیا ہوا ہے'' یہ فرما کر اپنے پاس رکھی دو کتب اٹھائیں، اور ان میں سے ایک کا انڈیکس کھولا۔ یہ کتاب تھی ''مرزا غلام احمد قادیانی: اپنی تحریروں کی رو سے''۔ اس کا انڈیکس دیکھنے کے لئے عطا فرمایا۔ مجھے یہ ریاضی کا کوئی گھمبیر فارمولا معلوم ہوا۔ کہیں کچھ حروفِ مخفف درج تھے اور کہیں کچھ ہندسے انگریزی طرز پر، کچھ رومن ہندسے۔ ''سمجھا کیا ہے؟''

صاف عرض کر دی کہ کچھ معلوم نہیں۔ پھر فرمایا کہ ''یہ دیکھو۔۔۔ اسلام میں نبوت کا موضوع ہے۔۔۔ (شیلف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) وہاں جا کر Essence of Islam کی تیسری جلد اٹھاؤ''۔ میں نے ڈھونڈ کر اٹھالی تو فرمایا کہ ''اب اس کے صفحہ 125 پر جاؤ۔۔۔ کیا لکھا ہے؟'' عرض کی کہ ''یہاں لکھا ہے Prophethood in Islam''

پھر ایک اور جلد میں سے ایک اور صفحہ تلاش کرنے کا ارشاد ہوا۔ پھر ایک اور۔ فرمایا ''میں نے تو اپنے لئے حوالوں کی تلاش یوں آسان کر لی ہوئی ہے۔ حوالے بھی مل جاتے ہیں۔ ان کے ترجمہ پر بھی وقت نہیں لگتا۔ میرا وقت بچ جاتا ہے۔ پھر اور تفصیل دیکھنی ہو تو روحانی خزائن کے انہی صفحات کے آگے پیچھے مل جاتی ہے''۔

اور پھر روحانی خزائن کے سیٹ کی طرف نظر اٹھا کر جب جب میں نے دیکھا ہے، جابجا کئی رنگ کی نشانیاں لگی ہیں۔

پھر ایک روز کاغذات کے اس پیڈ پر نظر پڑی جو حضور نے لینڈ سکیپ رخ پر کلپ سے یکجا کر کے رکھے ہوتے ہیں۔ اس روز اس کے کئی صفحات پیچھے مڑے ہوئے تھے جیسے لکھ کر ان صفحات کو الٹ کر اگلے صفحہ پر پہنچا جاتا ہے۔ اور جو صفحہ سامنے تھا، اس پر حضور انور نے دستِ مبارک سے اسی رخ کچھ تحریر فرمایا ہوا تھا۔ وہ بھی کوئی مبارک گھڑی تھی جب یہ پوچھنے کی جسارت کر لی کہ ''حضور، یہ اس رخ کیا لکھا ہے، اور اتنا زیادہ؟''

اس پر فرمایا کہ یہ خطبہ جمعہ کا متن ہے۔ حضور خطبہ تحریر فرما رہے تھے۔ فرمایا ''میں اپنا خطبہ خود اپنے ہاتھ سے لکھتا ہوں۔ آیات بھی سب خود اپنے ہاتھ سے لکھتا ہوں، مگر مسجد جاتے جاتے بھی خطبہ میں کہیں تبدیلی کرنی ہو تو راستہ میں ہی کر لیتا ہوں''۔

حیرت کی عجیب کہانی ہے۔ کس وقت یہ سب تحریر فرماتے ہوں گے۔ کچھ سمجھ نہ آیا۔ پھر خیال آیا کہ جس طرح حضور کے پڑھنے کی رفتار میں خدا تعالیٰ نے خاص برکت عطا فرمائی ہے، اسی طرح تحریر کی رفتار میں بھی کوئی خاص برکت عطا ہوئی ہے۔ پڑھنے کی رفتار کا بھی اندازہ نہ تھا، مگر جب ہوا تو وہ حیرت اور استعجاب کی ایک الگ داستان ہے۔

ایک روز حضور انور کی خدمت میں ایک دستاویز دوپہر کی ڈاک میں بھیجی۔ لمبی تحریر تھی۔ یہ ڈاک کے اس انبار کے ساتھ اندر گئی تھی جو روزانہ بعد دوپہر پیش ہوتا ہے۔ کچھ ہی دیر میں دفتر پی ایس سے فون آ گیا کہ تحریر ملاحظہ ہو کر آ گئی ہے، آکر لے جائیں۔ میں نے جب اس دستاویز کو دیکھا، جو ایک پلندے سے کم نہ تھی، تو حضور نے اسے بغور پڑھ کر اس پر ازراہ ذرہ نوازی ایک طویل نوٹ بھی رقم فرمایا ہوا تھا۔ اندر مختلف مقامات پر اصلاحات تھیں۔

ایک مرتبہ تہیہ کیا کہ آج جو تحریر بھیج رہا ہوں، وہ ہے بھی طویل، حضور کا وقت بھی لگے گا اس لئے اتنی توجہ سے بار بار دیکھ کر بھیجی جائے کہ اس میں ایک بھی ٹائپنگ وغیرہ کی غلطی نہ ہو، مبادا کوفت کا باعث بنے۔ کئی دفعہ تسلی خود بھی کی۔ اوروں سے بھی کروائی۔ حضور کی خدمت میں یہ تحریر صبح پیش ہوئی تو شرف باریابی پا کر دوپہر تک واپس آچکی تھی۔ سرورق پر ازراہ شفقت ایک طویل نوٹ تھا۔ اندر ایک ایک صفحہ دیکھا۔ کہیں کسی غلطی کی نشاندہی نہ تھی۔ بہت شکر ادا کیا کہ اس مرتبہ ایسی کوئی غلطی نہ گئی جو حضور کے لئے کوفت کا سامان کرتی۔ اس خوشی کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے دوبارہ ہر صفحہ دیکھا۔ اب کے جو دیکھا تو اختتام سے کچھ پہلے کے ایک صفحہ پر ایک جگہ ''تھے'' کی بجائے ''تھی'' لکھا گیا تھا۔ یہ غلطی اوجھل رہ گئی تھی۔ حضور نے ازراہ شفقت اپنے قلم سے اس کی اصلاح فرمائی ہوئی تھی۔ نشان چونکہ پنسل کا تھا، اس لئے فوری نظر نہ آیا تھا۔ مگر حضور انور نے اتنی جلدی پڑھا، سارا پڑھا اور اتنی باریک غلطی کو بھی نوٹ کر کے اسے نشان زد فرمایا۔

تو خطبہ جمعہ کی بات چل رہی تھی۔ اس کا وقت کہاں سے اور کب نکلتا ہے، اس حیرت کی کہانی میں یہ دیکھنے کا موقع بھی اللہ کے فضل سے میسر آیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے وقت میں کس قدر برکت رکھ دی ہے۔ دفتر میں جو چیز ہے، اپنی جگہ پر ہے اور گویا خدمت پر مامور ہے۔

وہاں داہنے ہاتھ جو ایک الیکٹرانک ڈکشنری پڑی ہے۔ متعدد مرتبہ یہ دیکھنے کا موقع ملا ہے کہ جہاں کسی لفظ پر ذرا سا بھی اشتباہ ہوا، یا اس کے تلفظ کے بارہ میں تصدیق درکار ہوئی، حضور نے اس ڈکشنری کو استعمال فرمایا۔ مثلاً ایک موقع پر فرمایا کہ ''میں اکثر اپنی تقریروں میں کہتا ہوں کہ خطبہ میں بیان ہونے والی باتوں کی جگالی کرتے رہا کریں۔ انگریزی میں اس کے لئے لفظ پتہ ہے؟''

عرض کی کہ جی نہیں حضور، مجھے نہیں معلوم۔

حضور نے فرمایا کہ اسے انگریزی میں cud کہتے ہیں۔ پھر اس ڈکشنری میں یہ لفظ تلاش فرمایا۔ اس کا تلفظ سنایا۔ اس کا معنی پڑھ کر مجھے سمجھایا، اور ساتھ ہی فرمایا کہ ''دیکھو، دوسرا مطلب وہی ہے جو میں کہتا ہوں۔ انگریزی میں بھی یہی محاورہ ہے think or talk reflectively'' تو اگرچہ دفتر میں لغات تو اور بھی بہت سی موجود ہیں، مگر اس الیکٹرانک ڈکشنری کو حضور انور کی خدمت کرتے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔

کئی دفعہ یہ بھی دیکھنے کا موقع میسر آیا ہے کہ حضور کچھ تحریر فرما رہے ہیں۔ قلم متواتر چلتا چلا جا رہا ہے۔ چلتے چلتے قلم نے دم توڑ دیا یعنی اس کی روشنائی ختم ہو گئی۔ بغیر کسی وقفہ کے یا تو دوسرا قلم اٹھایا اور تحریر کے سلسلہ کو بلا توقف جاری رکھا، یا پھر ساتھ ہی دراز کھولی، اس میں سے نیا cartridge نکالا، اور ہدایات ارشاد فرماتے فرماتے اسے تبدیل کیا اور دوبارہ تحریر کے کام کا آغاز ہو گیا۔ یہ کارٹرج ایک ہی دراز، ایک ہی جگہ سے نکلتے دیکھے۔ مجال ہے ایک ثانیہ بھی ضائع ہوا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ سے وعدہ کیا کہ آپؑ کا وقت ضائع نہیں ہوگا۔ آپؑ کے خلفاء کو آپؑ کی ذمہ داریاں سونپیں تو اللہ تعالیٰ نے ان ہستیوں کے وقت کی حفاظت کا انتظام بھی فرما دیا۔

کچھ سال قبل میں نے دفتری ملاقات کی درخواست کر رکھی تھی۔ مگر جس روز ملاقات تھی، اس روز صبح بیدار ہوا تو نزلہ اور کھانسی کی شدید شکایت تھی۔ مجھے اس حالت میں حاضر خدمت ہونے میں انقباض تھا مبادا حضور کے لئے بھی تکلیف کا سامان کر آؤں۔ مگر ملاقات کی منظوری آچکی تھی۔ از خود غیر حاضر تو نہ ہو سکتا تھا۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں حاضر ہو گیا اور پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے گزارش کی کہ حضور کی خدمت میں عرض کر دیں کہ ملاقات کے لئے حاضر تو ہوں، مگر کھانسی کی شکایت ہے اور یوں حاضر ہونے میں انقباض ہے۔ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے میری عرض حضور کی خدمت میں پیش کی۔ حضور کے دفتر سے نکل کر مجھے اندر جانے کا اشارہ کیا۔ میں حاضر ہوا تو حضور نے بڑی محبت سے فرمایا کہ ''کام تو چلتے ہی رہتے ہیں''۔ ساتھ ہی پشت پر پڑے کیبنٹ کے اوپر سے lozenges کا ایک پیکٹ عنایت فرمایا اور بڑی محبت سے فرمایا ''یہ کھالو، کچھ جراثیم تو کم ہوں گے''۔ وہ کھانسی جو دم بھر کو بولنے نہ دیتی تھی، ساری ملاقات کے دوران دبی رہی۔ بعد میں بھی آرام بہت جلد آ گیا۔

اب کچھ روز قبل جب موسمی اثرات سے حضور انور کو کھانسی کی تکلیف ہوئی تو خاکسار ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ حضور نے گفتگو کے دوران پلٹ کر اپنے لئے lozenges اٹھائے تو ایک گولی اس غلام کو بھی عنایت فرمائی۔ یہ گولیاں اسی جگہ پڑی تھیں جہاں سے کئی سال پہلے، اسی محبت سے عنایت فرمائی گئی تھیں۔ غرض جو چیز جہاں ہے، وہاں ہے اور حضور کا وقت ایک ثانیہ کے لئے بھی اللہ تعالیٰ ضائع نہیں ہونے دیتا۔

اب اس ٹی وی کا بھی ذکر کرتے چلیں کہ وہ بھی اس معمور الاوقات ہستی کے وقت کی اہمیت کی ایک داستان لئے ہوئے ہے۔ یہ ٹی وی اور ڈی وی ڈی پلیئر حضور کے بالکل سامنے والی دیوار کے شیلف میں ہیں۔ گزشتہ مضامین میں ذکر گزرا ہے کہ حضور کی خدمت میں کسی پروگرام پر رہنمائی کی درخواست کی جائے تو حضور انور اگر پسند فرمائیں تو اسے چلانے کا ارشاد فرماتے ہیں۔ جب پہلی دفعہ ایسا حکم ہوا تو مجھے معلوم نہ تھا کہ ایسے میں کیا کرنا ہے۔ کہاں سے ٹی وی چلے گا، ڈی وی ڈی پلیئر کیسے چلے گا، کہاں سے اس کی ٹرے کھلے گی۔ سامنے کوئی ریموٹ کنٹرول بھی نظر نہ آتا تھا اور نہ بظاہر کہیں بٹن نظر آ رہے تھے (ہوتے بھی تو ان ہوش ربا لمحات میں یہ سب کس کو سجھائی دیتا ہے)۔ حضور کی طرف دیکھا تو حضور اپنے داہنے ہاتھ پڑے ہوئے درازوں میں سے دو ریموٹ کنٹرول نکال رہے تھے۔ مجھے حکم تھا کہ ''وہاں لگاؤ''۔ سو میں سمجھا کہ یہ ریموٹ میں نے استعمال کرنے ہیں اور پروگرام چلانا ہے۔ ہاتھ بڑھایا مگر ساتھ ہی ارشاد ہوا ''نہیں، میں خود یہاں سے چلاتا ہوں۔ میں نے اپنے حساب سے سیٹنگ رکھی ہوئی ہے۔ کہیں سیٹنگ ہی نہ بدل جائے، پھر میرا وقت ضائع ہوتا ہے''۔

اس کے بعد یہ ریموٹ بھی ہر بار ایک ہی مقام سے نکلتے دیکھے۔ یہ بھی ہر دفعہ دیکھا کہ میرے ٹی وی تک پہنچنے سے پہلے ڈی وی ڈی پلیئر کی ٹرے کھل چکی ہوتی ہے، پھر پروگرام چلتا ہے۔ حضور اپنے سامنے رکھے کاغذات، خطوط، تحریر کے کام میں مستقل منہمک ہوتے ہیں، جہاں کوئی بات اصلاح طلب ہوئی اسے سن کر ہدایت ارشاد فرمائی۔ کہیں دوبارہ سننا پسند فرمایا تو فوری طور پر پیچھے کیا اور مطلوبہ حصہ دوبارہ سماعت فرما لیا۔ پھر جب اس پر ہدایات ارشاد ہو گئیں تو میرے وہاں پہنچنے سے پہلے وہ ٹرے کھلی ہوتی ہے، میں ڈی وی ڈی نکالتا ہوں۔ کبھی ارشاد ہوتا ہے کہ جو پہلے لگی تھی وہی لگادو۔

تو بات چل رہی تھی خطبہ جمعہ کی۔ اس روز معلوم ہوا کہ تمام خطبہ حضور اپنے دستِ مبارک سے رقم فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حضور کو صحت کے ساتھ سلامت رکھے۔ اللہ تعالیٰ روح القدس سے ہمارے آقا کی تائید و نصرت فرمائے۔

پھر یہ تو صرف خطبہ جمعہ ہے۔ خطابات کا بھی یہی احوال بیان فرمایا۔

پھر ایسی خوش بخت گھڑیاں بھی آتی ہیں جب ان خطبات اور خطابات میں اللہ تعالیٰ کی مدد کے نظارے جو حضور نے دیکھے، ان نظاروں کے کچھ رنگوں کی ایک جھلک دکھا کر مجھ غریب کو عمر بھر کے لئے ممنون و مشکور فرما دیتے ہیں۔

ایک روز جلسہ سالانہ جرمنی کا کچھ ذکر فرمایا۔ فرمایا

کہ ”میں لجنہ سے خطاب کی تیاری کر رہا تھا۔ کچھ لکھا تھا مگر اس کے بعد بات رک گئی تھی۔ آگے نہیں بڑھ رہی تھی۔ میں نے وہیں چھوڑ دیا۔ اتنے میں میرے بھائی ڈاکٹر مرزا مغفور احمد آئے۔ اور کسی تقریب میں کسی جرمن شہر کے میئر کے ساتھ کسی بات کا ذکر کیا۔ میری تقریر جہاں رکی ہوئی تھی، وہیں سے اس کا سرا مل گیا اور میئر کی اسی بات کو لے کر اس پر تبصرہ کر کے میری بات مکمل ہوگئی اور میں نے جا کر لجنہ سے خطاب کر لیا“۔

ایک مرتبہ کسی مسجد کے افتتاح کی تقریب پر ایک پروگرام پر ہدایت کی درخواست کی تھی۔ حضور نے ہدایت ارشاد فرما دی تو عرض کی کہ حضور، اب تو اللہ کے فضل سے مساجد کے افتتاح ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ آپ کس طرح ہر تقریب کے لئے خطاب تیار کر لیتے ہیں۔ بعض دوروں میں تو ایک تقریب کے بعد دوسری تقریب ہوتی ہے۔ فرمایا:

”جب باہر کے مہمان اپنی اپنی تقریریں کر رہے ہوتے ہیں۔ اس میں اپنے شہر یا علاقہ کے مسائل اور حالات و واقعات کو بیان کرتے ہیں۔ اب یہ واقعات تو ہر شہر کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ تم نے دیکھا نہیں ہے، میں ساتھ ساتھ کچھ لکھ رہا ہوتا ہوں۔ تو بس انہی کی باتوں سے کوئی بات یا کچھ باتیں لے کر انہی پر بات کر لیتا ہوں“۔

حضور کا جامعات کے فارغ التحصیل ہونے والی کلاس سے خطاب ایک الگ رنگ لئے ہوئے ہوتا ہے۔ جیسے ایک باپ اپنی اولاد کو کسی مشن پر روانہ کرنے سے پہلے اسے نصائح کر رہا ہو۔ اور پھر یہ باپ تو جرنیل بھی ہے۔ کمان بھی اسی جرنیل کے ہاتھ میں ہے۔ یہ نصائح اور انہیں بیان کرنے کا انداز ایک نہایت نورانی رنگ رکھتا ہے۔

’آسماں کی ہے زباں، یارِ طرحدار کے پاس‘ ایک روز حاضرِ خدمت تھا۔ ایک روز قبل حضور نے جامعہ یوکے کے فارغ التحصیل طلبا سے خطاب ارشاد فرمایا تھا۔ اللہ نے فضل کیا اور مجھے اپنے اس احساس کے اظہار کا موقع میسر آ گیا۔ میری عرض سن کر فرمایا ”جاتے ہوئے تو پتہ نہیں تھا کہ کیا کہنا ہے۔ ایک دو باتیں ایک کاغذ کے پرزے پر لکھ لی تھیں۔ پھر ان طلبا دیکھ کر جو جو ذہن میں آتا گیا، کہتا گیا“۔ اور وہ خطاب کیا تھا، وہ واقعی الُوہی رنگ لئے ہوئے کلمات تھے جو حضور کی زبانِ مبارک سے ادا ہوئے تھے۔

کئی مواقع پر یوں ہوا کہ حضور کے کسی خطاب کی تعریف کی تو حضور نے فرمایا کہ ”میں کونسا کوئی مقرر ہوں۔ نہ میں نے کالج میں کبھی debate وغیرہ میں حصہ لیا اور ویسے بھی کبھی تقریر کم ہی کی تھی“۔ میں عرض کرنے کی مجال نہ رکھتا مگر ہر ایسے موقع پر سوچتا رہ جاتا کہ ”حضور، مقرر اور کیسے ہوتے ہیں؟ اور یہ کہ جو تاثیر ہے، وہ کسی مقرر کو کہاں نصیب؟“ مگر ایسے جملے تخیل میں تو باندھے جا سکتے ہیں، عرض کرنے کی مجال کہاں۔

حضور انور کی والدہ حضرت ناصرہ بیگم صاحبہ کا انتقال ہوا، تو حضور نے خطبہ جمعہ میں بڑے پرسوز انداز میں اپنی پیاری والدہ کا ذکرِ خیر فرمایا۔ خطبہ کے تقریباً آخر پر فرمایا کہ خلافت کے بعد تو ان کے تعلق میں ایک اور ہی رنگ آ گیا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ ہر دورہ سے پہلے وہ بتاتی تھیں کہ وہ حضور کے لئے دعا کر رہی ہیں۔ ساتھ حضور نے فرمایا ”ان کو پتہ تھا میری حالت کا۔ ماں سے زیادہ تو کوئی نہیں جانتا۔ میرے انداز کا بھی پتہ تھا۔ بات مختصر کرتا ہوں، تھوڑی کرتا ہوں، بولتا کم ہوں۔ ہمیشہ یہی کہا کرتی تھیں کہ اللہ تمہاری زبان میں، تقریروں میں برکت ڈالے۔ اور خاص طور پر یہ تھا کہ میں نفل بھی پڑھ رہی ہوں اور سجدوں میں ہر نماز میں دعا بھی کرتی تھیں۔۔۔“

جنہوں نے ربوہ میں اس دور کا کچھ نہ کچھ حصہ پایا جب حضور ناظرِ اعلیٰ اور امیر مقامی تھے، وہ سب جانتے ہی ہیں کہ حضور کو تقریر کا تجربہ کس قدر تھا۔ ربوہ میں جمعہ کے مرکزی اجتماع میں خطبہ جمعہ کے لئے ہمیشہ آپ نے کسی نہ کسی کی ذمہ داری لگائے رکھی۔ کبھی کوئی عالمِ دین کبھی کوئی۔ مسجد مبارک کی نمازوں میں بھی یہ ذمہ داری مختلف علما کے سپرد فرماتے رہے۔ جنازہ اور نکاح بھی شاید صرف تبھی جب خلیفۂ وقت کی طرف سے ارشاد موصول ہو گیا اور اس کی تعمیل کو فرض اور سعادت جانا۔ پاکستان بھر میں بالعموم اور ربوہ میں بالخصوص جماعتی تقاریب منعقد ہوتی رہتیں۔ آپ کو مدعو کرنا سب اپنے لئے باعثِ خیر و برکت خیال کرتے۔ آپ تشریف تو لے جاتے، مگر کبھی کوئی طویل تقریر نہ کی۔ فضلِ عمر ہسپتال کے ایک ونگ کے افتتاح کے موقع پر آپ مہمان خصوصی تھے۔ ہسپتال کے ایک اہلکار نے تقریر کی اور حقائق وغیرہ بیان کئے۔ اس کے بعد مہمانِ خصوصی کو دعوت دی گئی تو حضرت صاحبزادہ صاحب (ایدہ اللہ تعالیٰ) نے جو فرمایا اس کا مفہوم یہ تھا کہ تقریر تو آپ نے سن ہی لی ہے، آئیں دعا کر لیں۔ باقی تقاریب کا احوال بھی کم و بیش یہی ہوتا۔ بہت ہوا تو چند جملوں کا اضافہ، وہ بھی بہت مختصر (مگر جامع)۔ جنہیں حضور انور سے خلافت سے قبل گفتگو کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے، وہ گواہ ہیں کہ حضور کی گفتگو بڑی رواں، بہت شگفتہ، بہت دلچسپ اور بہت ایمان افروز ہوتی تھی۔ جس کی گفتگو میں یہ سب شمائل موجود ہوں، وہ بہت اچھا مقرر بھی ہوتا ہے۔ مگر پبلک میں آپ کم کم ہی بولتے۔

خطبۂ جمعہ ہی کے ذکر میں ایک روز حضور نے ایک واقعہ بیان فرمایا۔ وہ یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دور خلافت کا پہلا جلسہ سالانہ تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی عمر اس وقت پندرہ سال تھی اور لنگر خانہ میں ڈیوٹی تھی۔ ڈیوٹی ختم ہوئی تو افتتاحی خطاب سننے جلسہ گاہ تشریف لے گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس پہلے جلسہ کے پہلے خطاب میں فرمایا کہ رات تک اس خطاب کے لئے کوئی موضوع ذہن میں نہیں آ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور عرض کی کہ اے اللہ، میں خود تو اس منصب پر نہیں بیٹھا۔ تو نے ہی بٹھایا ہے۔ تو ہی کچھ سجھا دے ورنہ میں تو سورۃ الفاتحہ پڑھ کر کہہ دوں گا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے کوئی مضمون نہیں سجھایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دل میں اس مضمون کو کھول دیا جو اب بیان کروں گا۔

میرے لئے یہ واقعہ نیا تھا اور بہت ایمان افروز تھا۔ میں نے سمجھا کہ یہ بات یہیں تک تھی۔ مگر ازدیادِ ایمان کے سامان ابھی کچھ اور باقی تھے۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا: ”دیکھو، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ تو کالج کے لیکچرر بھی رہے تھے۔ پرنسپل بھی تھے۔ روزانہ پبلک میں بولنا بھی پڑتا تھا۔ پھر صدر صدر انجمن احمدیہ بھی تھے۔ شوریٰ سے بھی خطاب فرماتے رہے تھے۔ صدر انصار اللہ کی حیثیت سے کئی دورہ جات کرنے پڑتے اور وہاں بھی خطابات ارشاد فرماتے۔ پھر بھی پہلے خطاب کے وقت یہ حالت تھی“۔

میرے لئے اب یہ واقعہ اور بھی ایمان افروز ہو گیا۔ اس پہلو سے تو اس واقعہ پر غور نہیں کیا تھا۔ مگر ابھی حضور کی بات جاری تھی۔ اس کے آگے ایک جملہ فرمایا۔ مگر جناب! یہ جملہ کیا تھا، ہستیٔ باری تعالیٰ کا ایک زندہ ثبوت تھا۔ فرمایا، ”اب اُس کا سوچ لو جسے تقریر کا کوئی تجربہ ہی نہ ہو“

قارئین کرام، آئیے اس ارشاد کی تعمیل میں ہم مل کر شامل ہوں۔ آئیے اس آدمی کے بارہ میں سوچیں جس نے خلافت کے منصب پر بیٹھنے سے پہلے کبھی تقریر نہ کی تھی۔ جسے مقرر ہونے کا کوئی تجربہ تھا، نہ دعویٰ۔

مگر کیا یہ وہی آدمی نہیں جسے اسلام کے پیغام کو عام کرنے کے لئے خدا نے خود چن لیا؟ کیا خدا کو نہیں معلوم تھا کہ اُس کا یہ بندہ کم سخن اور کم گو ہے؟ کیا شعلہ بیان مقرروں کی جماعت میں کوئی کمی تھی؟ مگر خدا تعالیٰ کیا تلاش کرتا ہے، وہ اس نے بتا دیا۔ اس کے یہاں تو سب سے مکرم وہ آدمی ہے جو تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر ہو۔ پھر اس نے اپنے اس انتخاب سے بتا دیا کہ تقویٰ کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز اس وقت دنیا میں کون آدمی ہے۔

پھر اسی عالی مرتبت وجود کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لمس سے ممسوح کر دیا۔ اسی وجود کی زبان میں تاثیر کے وہ جوہر رکھے جو کہیں اور دستیاب نہیں۔ اسی وجود کے دھیمے اور نرم لہجے کے لئے دنیا کے دل میں وہ مقبولیت پیدا فرما دی جو بڑے بڑے شعلہ بیان مقرروں کے نصیب میں نہ ہو سکی۔ اسی وجود کے ذریعہ دنیا کے کناروں تک اسلام کا پیغام عام ہوا۔ لاکھوں نہیں کروڑوں نے اسی زبانِ مبارک سے ادا فرمودہ الفاظ کے ذریعہ اسلام کی حقانیت کو شناخت کیا۔ اسی وجود سے مل کر بہت سے اسلام مخالف یہ کہہ اٹھے کہ اسلام اگر اصل میں یہ ہے جو انہوں نے بیان کیا، تو ہم غلط تھے، ہم غلط ہیں۔ یہ جو کہہ رہے ہیں، وہ غلط نہیں ہو سکتا۔ اسی وجود کو ساری دنیا نے کبھی برطانوی حکومت کے ایوانوں میں اسلام کا پیغام دیتے سنا۔ یہی وجود امریکہ کے سیاستدانوں کو حق کی تعلیم دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ماننا ہے تو مان لو، نہیں ماننا تو نتائج کا انتظار کر کے دیکھ لو۔ خود مان جاؤ گے۔ جہاں بڑے بڑے اسلامی سکالر اور لیڈر مغربی عمائدین کے سامنے مداہنت کی اوٹ میں چھپ گئے، وہیں اسی وجود نے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر، علی الاعلان انہیں بتایا کہ اسلام کی پردہ کی تعلیم جائز ہے، ضروری ہے، لازم ہے۔ ورنہ معاشرہ اخلاقی برائیوں کی آماجگاہ بن جائے گا۔ اسی وجود نے سیاسی طاقتوں کے سربراہوں کو براہِ راست خطوط لکھے اور انہیں راہِ راست کی طرف آنے کی دعوت دی۔ آپ ہی تو ہیں کہ دنیا کے بڑے بڑے اخبارات اور ٹی وی چینل آپ کا انٹرویو لینے کے لئے آپ سے وقت کی درخواست کرتے ہیں۔ کیا عظیم الشان سطح کی بین الاقوامی تقریبات میں آپ کے خطاب کو سن کر بڑے بڑے لیڈر، سیاستدان، دانشور سب احتراماً اٹھ کر آپ کے کلمات پر دادو تحسین کا اظہار کرتے نہیں دیکھے گئے؟ پھر ان لوگوں نے اپنے تاثرات میں کیا کچھ نہیں کہا۔ کتنے ہی ہیں جو صرف آپ کے ارشاد فرمودہ ایک جملہ کو سن کر حلقہ بگوشِ اسلام احمدیت ہو گئے۔

ہم کون ہیں کہ کچھ سوچیں۔ ہم کیا جواب دیں۔ سب جواب تو وقت نے بزبانِ حال دے دیئے۔

ایک بار راہِ ہدیٰ میں ایک کالر نے کال کر کے کہا کہ وہ جماعت احمدیہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ ان سے پوچھا کہ دل کس بات نے پھیر دیا؟ کہنے لگے میں بہت سے مولویوں کی تقریریں سن چکا تھا۔ بہت سے ٹی وی چینل دیکھتا تھا۔ بڑے بڑے علما بڑی بڑی شعلہ بیانی کے مظاہرے کر رہے ہوتے تھے۔ ایک روز ایم ٹی اے لگا لیا۔ آپ کے امام بڑے تحمل، بڑی بردباری، بڑے وقار سے آنحضور ﷺ کی تعلیمات کو بیان کر رہے تھے۔ ان کے اندازِ گفتگو نے میرا دل موہ لیا۔ اور میں نے احمدی ہونے کا فیصلہ کر لیا۔

لگتا تھا دیکھنے میں جو انسان کم سخن
جب بولنے پہ آیا، زمانہ پہ چھا گیا

------(باقی آئندہ)

بقیہ: الفضل ڈائجسٹ
از صفحہ 18

ہوگئیں۔ بار بار کہتیں کہ آج اس بیچارے کے گھر میں ماتم کی صورت ہوگی، اس کا ذریعہ معاش جاتا رہا، اس کے بیوی بچے کس امید پر جیئیں گے۔ جب اس کے لڑکے کے ہاتھ سے قارق نے بچھڑی کی رسی لے لی ہوگی تو اس کے دل پر کیا گزری ہوگی پھر دعا میں لگ گئیں کہ یا اللہ! تُو مجھے توفیق عطا کر کہ میں اس مسکین کی اور اس کے بیوی بچوں کی اس مصیبت میں مدد کر سکوں۔ پھر میاں جمّاں کو بلایا اور کہا کہ آج یہ واقعہ ہو گیا ہے۔ تم ابھی ساہوکار کو بلا کر لاؤ۔ میں اس کے ساتھ اس شخص کے قرضہ کا تصفیہ کروں گی اور ادائیگی کا انتظام کروں گی تا شام سے پہلے پہلے اس کے مویشی اسے واپس مل جائیں اور اس کے بیوی بچوں کے دلوں کی ڈھارس بندھے۔

میاں جمّاں نے کہا مَیں تو ایسا نہ کروں گا۔ یہ شخص ہمارے دشمنوں کے ساتھ شامل ہے۔

والدہ صاحبہ نے خفگی سے کہا: ”تم مل جولاہ کے بیٹے ہو اور مَیں چوہدری سکندر خاں کی بہو اور چوہدری نصراللہ خاں کی بیوی اور ظفراللہ خاں کی ماں ہوں اور مَیں تمہیں خدا کے نام پر ایک بار کہتی ہوں اور تم کہتے ہو مَیں نہیں کروں گا، تمہاری کیا حیثیت ہے کہ تم انکار کرو۔ جاؤ جو مَیں حکم دیتی ہوں فوراً کرو اور یاد رکھو ساہوکار کو کچھ سکھانا پڑھانا نہیں کہ تصفیہ میں کوئی دقّت ہو“۔

حضرت چودھری صاحبؓ رقم فرماتے ہیں کہ جب والدہ صاحبہ نے مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا تو فرمایا کہ ظہر کا وقت ہو چکا تھا۔ مَیں نے نماز میں پھر بہت دعا کی کہ یا اللہ! مَیں ایک عاجز عورت ہوں تُو ہی اس موقع پر میری مدد فرما۔ اور یہ بھی دعا کی کہ میرے بیٹے عبداللہ خاں اور اسداللہ خاں قصور اور لاہور سے جلد پہنچ جائیں (خاکسار اُن دنوں انگلستان میں تھا)۔

فرمایا کہ نماز سے ابھی فارغ ہوئی تھی کہ عبداللہ خاں اور اسداللہ خاں موٹر میں پہنچ گئے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ آپ اس قدر افسردہ کیوں ہیں؟ مَیں نے تمام ماجرا ان سے کہہ دیا اور کہا کہ تم دونوں اس معاملہ میں میری مدد کرو۔ انہوں نے کہا: جیسے آپ کا ارشاد ہو۔

چنانچہ ساہوکار آیا اور والدہ صاحبہ نے اس کے ساتھ مقروض کے حساب کا تصفیہ کیا۔ ساہوکار نے بہت کچھ حیل وحجّت کی۔ لیکن والدہ صاحبہ نے اصل رقم پر ہی فیصلہ کیا اور پھر ساہوکار سے کہا کہ یہ رقم مَیں خود ادا کروں گی تم فوراً اس کے مویشی واپس لا کر اس کے حوالہ کرو۔ پھر تصفیہ شدہ رقم یوں فراہم کی کہ جس قدر اپنے پاس روپیہ موجود تھا وہ دیا اور باقی اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ وہ پیش کریں۔

جب مویشی کسان کو واپس مل گئے۔ تو اُس کے بیٹے سے کہا: جاؤ اب جا کر اپنی بچھڑی پکڑ لو۔ اب کوئی تم سے نہیں لے سکتا۔ پھر اپنے بیٹوں کو دعائیں دیں کہ تم نے میرا غم دُور کیا۔ اب مَیں چین کی نیند سو سکوں گی۔

...❁...❁...❁...

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محموداحمدملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے ایسے اہم اوردلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یاذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

صحابہ رسولؐ کی خدمت خلق کے نمونے

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ کے سالانہ نمبر 2011ء میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی بےلَوث خدمت خلق کے بارہ میں مکرم عبدالقدیر قمر صاحب کاایک مضمون شامل اشاعت ہے جس کے پہلے حصہ کی تلخیص 10 مارچ کے شمارہ میں ’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ کی زینت بنی تھی۔اس مضمون کے بقیہ حصہ کی تلخیص ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے۔

☆ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ایک ذمی پِیر کہن سال کو بھیک مانگتے دیکھا۔ پوچھا کہ بھیک کیوں مانگتا ہے؟ اُس نے کہا کہ مجھ پر جزیہ لگایا گیاہے اور مجھ کوادا کرنے کا مقدور نہیں۔حضرت عمرؓ اس کو ساتھ گھر پر لائے اور کچھ نقد دے کر بیت المال کے داروغہ کو کہلا بھیجا کہ اس قسم کے معذوروں کے لئے بیت المال سے وظیفہ مقرر کیا جائے اور یہ بھی فرمایا کہ یہ واللہ انصاف کی بات نہیں کہ ان لوگوں کی جوانی سے ہم متمتع ہوں اور بڑھاپے میں ان کو نکال دیں۔

☆ حضرت عمرؓ جب شام سے واپس آرہے تھے تو چند آدمیوں کو دیکھا کہ دھوپ میں کھڑے ہیں اوران کے سر پرتیل ڈالا جارہا ہے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے جزیہ ادانہیں کیا ہے اس لئے ان کوسزا دینے کے لئے ان کے سر پر تیل ڈالا جارہا ہے۔ حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ آخر ان کا عذر کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ناداری۔فرمایا: چھوڑ دواوران کوتکلیف نہ دو۔ مَیں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا لوگوں کوتکلیف نہ دو جولوگ دنیا میں لوگوں کو عذاب پہنچاتے ہیں خدا قیامت میں ان کو عذاب پہنچائے گا۔

بلکہ آپ اپنے گورنرز کولکھا کرتے تھے کہ مسلمانوں کومنع کرنا کہ ذمیوں پرظلم نہ کرنے پائیں، نہ ان کونقصان پہنچائیں نہ ان کا مال بےوجہ کھانے پائیں۔

☆ حضرت عمرؓ نے اپنے عہد مبارک میں جگہ جگہ گندخانے، مسافر خانے اور یتیم خانے بنوائے۔ غربا و مساکین کے روزینے مقرر کردیئے اور ذمیوں اور کافروں کے ساتھ رحمدلی اوراحسان کا سلوک کیا۔زندگی کے آخری لمحات تک ذمیوں کا خیال رہا اور وفات کے وقت وصیت میں بھی ان کے حقوق پر خاص زور دیا۔

☆ حضرت امیر معاویہ سے حضرت ابومریمؓ ازدی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کومسلمانوں کا والی اور حکمران بنائے اور وہ ان کی ضرورتوں اور حاجتوں سے آنکھ بند کرکے پردہ میں بیٹھ جائے تو خدا بھی قیامت کے دن اس کی حاجتوں کے سامنے پردہ ڈال دے گا۔اس فرمان رسولؐ کا حضرت امیر معاویہؓ پر اتنا اثر ہوا کہ آپ نے لوگوں کی حاجت برداری اور ضروریات پوری کرنے کے لئے ایک مستقل آدمی مقرر کردیا۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ مقام حجفہ میں ٹھہرے اورآپ بیمار تھے۔آپ نے فرمایا میرا مچھلیوں کو جی چاہتا ہے۔ لوگوں نے آپ کے لئے مچھلیاں تلاش کیں۔ بڑی تلاش کے بعد صرف ایک مچھلی ملی۔اس مچھلی کوان کی بیوی صفیہ بنت ابوعبید نے تیار کرکے اُن کے سامنے پیش کیا۔اتنے میں ایک مسکین آگیااورآپ کے پاس کھڑا ہوگیا۔حضرت ابن عمرؓ نے مچھلی اُس کو دیدی۔گھر والوں نے کہا آپ نے تو ہمیں اس کی تلاش میں تھکا دیا۔ ہمارے پاس اَور کھانے پینے کا سامان ہے وہ ہم اسے دیدیں گے۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: عبداللہ تو اِسی کومحبوب رکھتا ہے۔اوروہ مچھلی اس مسکین کودے دی۔

☆ اسی طرح حضرت عائشہؓ انگور تناول فرمارہی تھیں کہ ایک مسکین نے سوال کیا۔آپؓ نے غلام سے کہا یہ انگور اُس سائل کو دے دو۔اس پر غلام نے حیرت سے کبھی آپؓ کو دیکھا اور کبھی انگوروں کو۔

☆ صدقہ وخیرات اور فیاضی حضرت امام حسنؓ کا خاندانی وصف تھا۔تین دفعہ آپ نے اپنا آدھا مال راہ خدا میں غربا ومساکین کو دے دیا۔ایک دفعہ آپؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دس ہزار درہم کے لئے دعا کررہا ہے۔ آپ نے گھر جا کر اُس کو دس ہزار درہم بھجوا دیئے۔

ایک دفعہ مدینہ میں ایک ایسا شخص آیا جو حضرت علیؓ کا دشمن تھا۔ اس کے پاس سواری تھی نہ زادراہ۔ بڑا پریشان تھا۔کسی نے کہا یہاں حضرت امام حسنؓ سے بڑھ کر کوئی سخی نہیں اُن کے پاس جاؤ۔وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اسے سواری اورزادراہ مہیا کردیا۔کسی نے کہا کہ یہ تو آپ کے والد کا دشمن تھا اور آپ نے اس سے یہ حسن سلوک کیا۔فرمایا وہ اس کا ظرف ہے، یہ ہمارا ظرف ہے۔

ایک مرتبہ حضرت حسنؓ مدینہ کے ایک باغ میں گئے دیکھا کہ ایک حبشی غلام ایک روٹی لئے ہوئے ہے۔ جس کا ایک لقمہ خود کھاتا ہے اور دوسرا اپنے کتے کو دیتا ہے،اس طرح اس نے آدھی روٹی خود کھائی اور آدھی کتے کوکھلادی۔آپ نے غلام سے ایسا کرنے کی وجہ پوچھی تو اُس نے کہا مجھے اس سے حجاب معلوم ہوا کہ وہ میرے پاس آئے اور مَیں اسے دھتکار دوں۔آپؓ نے پوچھا یہ باغ کس کا ہے؟ اُس نے کہا: ابان بن عثمان کا اور مَیں انہی کا غلام ہوں۔اس پر آپؓ ابان کے پاس گئے، باغ اورغلام دونوں خرید کر واپس آکر غلام سے کہا: مَیں نے یہ باغ اور تمہیں ابان سے خریدلیا ہے۔اب تم خدا کی راہ میں آزاد ہو اور باغ مَیں تمہیں ہبہ کرتا ہوں۔غلام پر اس کا غیرمعمولی اثر ہوا۔اُس نے کہا آپ نے جس راہ میں مجھے آزاد کیا ہے میں اسی کی راہ میں یہ باغ دیتا ہوں۔

☆ حضرت امام حسینؓ لوگوں کے انتہائی ہمدرد تھے۔ ایک دفعہ ایک سائل نے در پر صدا کی۔اُس وقت آپ نماز میں مشغول تھے۔جلدی جلدی نماز ختم کی۔باہر نکلے، سائل پر فقر وفاقہ کے آثار دیکھے تو اپنے خادم سے پوچھا: ہمارے اخراجات میں سے کتنا باقی ہے؟ اُس نے کہا آپ نے دوسو درہم اہلِ بیت میں تقسیم کرنے کے لئے دیئے تھے وہی رہ گئے ہیں۔فرمایا: اہلِ بیت سے زیادہ مستحق آگیا ہے۔ چنانچہ وہ درہم اس سائل کے سپرد کردیئے۔

☆ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں ایک مہمان آیا۔آپؐ نے اپنے گھر ازواج مطہرات کے ہاں پیغام بھجوایا کہ مہمان نوازی کا کچھ انتظام کریں۔مگر حالات کی مجبوری کی وجہ سے کسی گھر میں بھی انتظام نہ ہوسکا۔تو آپؐ نے صحابہؓ کوتحریک فرمائی کہ کون اس مہمان کی تواضع کرسکتا ہے۔حضرت ابوطلحہؓ نے بخوشی حامی بھرلی اور گھر جا کر اپنی اہلیہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا مہمان ہے اس کی ضیافت کریں۔اہلیہ نے کہا کہ گھر میں کھانا تو فقط بچوں کے لئے ہے۔لیکن ان ایثار پیشہ میاں بیوی نے یہ تدبیر کی کہ بچوں کو بھوکا سلا دیا اور کھانا تیار کرکے مہمان کے سامنے پیش کردیا اورعین کھانے کے وقت گھر کی مالکہ چراغ درست کرنے کے بہانے اُٹھیں اوراسے گُل کردیا تاکہ رسول اللہ ﷺ کا مہمان پیٹ بھر کر کھالے اوراس طرح خود میزبان کھانے میں عملاً شریک نہ ہوئے مگر مہمان کے اکرام کی خاطر خالی منہ ہلاتے ہوئے مچاکے لیتے رہے اورخود رات فاقہ سے گزاری مگر مہمان کی خاطرداری میں فرق نہ آنے دیا۔صبح جب حضرت طلحہؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا: رات مہمان کے ساتھ جوسلوک تم نے کیا خدا تعالیٰ بھی تمہاری یہ ادائیں دیکھ کرمسکرارہا تھا۔

☆ ایک دفعہ ایک شخص حضرت ابوہریرہؓ کا مہمان ہوا۔ بعد میں وہ بےساختہ یہ کہنے لگا کہ: میں نے صحابہؓ میں سے کسی کوان سے زیادہ مستعد طریق پرمہمان نوازی کرنے والا اورمہمان کی خبر رکھنے والا نہیں پایا۔

☆ حضرت امّ شریک دولتمند خاتون تھیں بہت فیاض اورمہمان نواز تھیں۔آپ نے اپنے مکان کو گویا مہمان خانہ بنایا ہوا تھا۔رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جو بھی مہمان آتے وہ اکثر آپ کے ہی مکان پر ٹھہرتے تھے۔

☆ ابن دغنہ جو قارہ قبیلہ کا سردار تھا۔اُس نے جب حضرت ابوبکرؓ کو مکہ سے ہجرت کرتے دیکھا تو پوچھا: کہاں جارہے ہیں؟ آپؓ نے فرمایا: تمہاری قوم ہمیں مکہ میں رہنے نہیں دیتی۔آزادانہ خدا کا نام لینے نہیں دیتی اس لئے یہاں سے جارہا ہوں۔اس پر اس نے کہا: آپ جیسے بااخلاق آدمی کو ہمارے شہر سے کیسے نکالا جاسکتا ہے۔جوصلہ رحمی کرنے والے دوسروں کے بوجھ اٹھانے والے،مہمان نواز اور مصائب میں مدد کرنے والے ہیں۔

☆ صحابہ کرام جانوروں کے دکھ درد دُور کرنے کے لئے بھی کوشاں رہتے۔ چنانچہ حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ جب ہم منزل پر پہنچتے تو سب سے پہلے اونٹوں کے کجاوے کھولتے تھے اور پھر نماز پڑھتے تھے۔

☆ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک چرواہے کو بکریاں چراتے ہوئے دیکھا۔آپؓ کو دوسری جگہ اس سے بہتر نظر آئی تو اُس سے کہا وہاں لے جاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ قیامت کے دن ہر راعی سے اس کی رعیت سے متعلق پوچھا جائے گا۔

☆ ایک دن ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ مجھے بکری ذبح کرتے ہوئے اس پر رحم آتا ہے۔آپؐ نے فرمایا اگر اس پر رحم کروگے تو اللہ بھی تم پر رحم کرے گا۔

...❁...❁...❁...

صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت خلق

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ کے سالانہ نمبر 2011ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے اصحاب کی ہمدردیٔ خلق کے بارہ میں مکرم ابن احمد صاحب کا مضمون شامل اشاعت ہے۔

☆ حضرت خلیفۃالمسیح الاول رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت شیخ فضل احمد صاحبؓ بٹالوی اپنے مشاہدات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ایک دن ایک یتیم بچہ آیا اور اس نے شاید رضائی بنوانے کے لئے پندرہ بیس روپے کا مطالبہ کیا جو آپ نے فوراً پورا کردیا۔

حضرت شیخ صاحبؓ مزید فرماتے ہیں کہ ایک دن مَیں آپؓ کی خدمت میں حاضر تھا۔وہاں ایک نوجوان لڑکا جو زمیندار معلوم ہوتا تھا اور بہت غریب تھا بیٹھا تھا۔ اتنے میں ہمارے بعض احمدی بھائی جن میں ایک ذیلدار اور کچھ معزز زمیندار تھے آئے اور تھوڑی دیر بعد اس غریب لڑکے کے متعلق سفارش کے طور پر عرض کیا کہ یہ واقعی غریب ہے۔حضور خاموش رہے۔ جب ان افراد نے دوبارہ یہی بات کہی تو آپ نے حضرت حکیم صوفی غلام محمد صاحبؓ امرتسری کوارشاد فرمایا کہ وہ بتلائیں کہ ہم اس نوجوان کے لئے کیا کررہے ہیں۔صوفی صاحب نے بتایا کہ حضورؓ نے اس کے لئے پہلے فلاں اٹھارہ بیس روپے کی دوائی لاہور سے منگوائی جوموافق نہ آئی۔ پھر آپؓ نے فلاں دوائی منگوائی جس پر اتنے روپے خرچ ہوئے۔ پھر اس کے لئے پرہیزی کھانے کا انتظام کیا ہوا ہے اوراسے علیحدہ مکان دیا ہوا ہے اوراس پر بہت سا خرچ اب تک کیا ہے۔حضور نے ان زمیندار بھائیوں سے کہا کہ اگر ہمیں الٰہی خوف یا فرمایا الٰہی محبت نہ ہوتی تو کس طرح ہم اتنا خرچ اس پر کرتے۔ یہ بیچارہ تو بالکل نادار ہے۔

☆ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کے بارہ میں حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ تحریر کرتے ہیں: مخلوق کی ہمدردی اوربھلائی کے لئے اُن کے دل میں درد تھا۔ چنانچہ دارالضعفاء اُن بہت سے کاموں میں سے ایک ہے جو آپؓ نے رفاہ عام کے لئے تیار کئے۔ قادیان میں ابتدا میں مکانات کی بڑی قلّت تھی اورسلسلہ کے غربا کے لئے تو اَوربھی مشکل تھی۔اس ضرورت کا احساس کرکے انہوں نے جماعت کے غریب مہاجرین کے لئے کوٹھے بنانے کے لئے ایک تحریک شروع کی۔اس کے لئے خود زمین دی اورحضرت خلیفۃالمسیح الاولؓ نے اس کی بِنا رکھی۔

اسی طرح عام پبلک کے فائدہ کے لئے انہوں نے ایک ہسپتال کے لئے چندہ جمع کرنا شروع کیا اور چوہڑوں تک سے اس میں چندہ لیا۔ یہ اُن کی بےنفسی اور اخلاص کی ایک مثال ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی مخلوق سے ربوبیت عامہ کے فیضان کو پا کر تفریق نہ کرسکتے تھے۔ آپؓ ہراس کام میں جوکسی حیثیت سے رفاہ عام کا کام ہو بہت دلچسپی لیتے تھے اورجب تک اس کام کوکرنہ لیتے تھے

خدمت خلق کے حوالہ سے شائع ہونے والے روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ کے سالانہ نمبر 2011ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے کلام سے درج ذیل انتخاب بھی شامل اشاعت ہے:

قطب کا کام دو تم ظلمت و تاریکی میں
بھولے بھٹکوں کے لئے راہنما ہو جاؤ
پنبۂ مرہمِ کافور ہو تم زخموں پر
دلِ بیمار کے درمان و دوا ہو جاؤ
طالبانِ رُخِ جاناں کو دکھاؤ دلبر
عاشقوں کے لئے تم قبلہ نما ہو جاؤ
امرِ معروف کو تعویذ بناؤ جاں کا
بےکسوں کے لئے تم عقدہ کشا ہو جاؤ
دَمِ عیسیٰ سے بھی بڑھ کر ہو دعاؤں میں اثر
یدِ بیضا بنو موسیٰ کا عَصا ہو جاؤ

سست نہ ہوتے تھے۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ یتیموں کی خبرگیری کی طرف بہت توجہ دیتے تھے۔ ایک دفعہ شدید بخار تھا اور نقاہت تھی۔ کارکن نے آکر کہا کہ کھانے کے لئے جنس کی کمی ہے اور کہیں سے انتظام نہیں ہو رہا۔ لڑکوں نے صبح سے ناشتہ بھی نہیں کیا ہوا۔ آپؓ فوراً تانگے میں بیٹھ کر مخیر حضرات کے گھروں میں گئے اور جنس اکٹھی کی اور پھر ان بچوں کے کھانے کا انتظام ہوا۔ تو یہ جذبے تھے ہمارے بزرگوں کے کہ بخار کی حالت میں بھی اپنے آرام کو قربان کیا اور یتیم بچوں کی خاطر گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا! آپؓ کے سامنے تو اپنے آقا ﷺ کی یہ خوشخبری تھی کہ مَیں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ساتھ ساتھ ہوں گے جس طرح یہ دو انگلیاں ہوتی ہیں۔

☆ محترم حافظ قدرت اللہ صاحب اپنے والد حضرت مولوی عبداللہ صاحبؓ بوتالوی کے بارہ میں بیان کرتے ہیں: ایسے افراد کی تعداد کافی زیادہ ہے جن کو آپؓ نے گھر رکھ کر اور تمام اخراجات خود برداشت کرکے کتابت وغیرہ کا کام سکھایا یا محکمہ میں انہیں چھوٹی موٹی ملازمت دلوائی۔ بعضوں کی شادیاں خود کرائیں اور ان کی تمام تر ذمہ داری کو اپنے اوپر لیا۔ اور پھر لطف کی بات یہ ہے کہ ان تمام نیکیوں کو جتانا آپ کی طبیعت میں نہ تھا بلکہ جب ایسے لوگ آسودہ حال ہوگئے تب بھی ان سے کوئی ایسی غرض وابستہ نہ رکھی بلکہ محض خدا کے لئے یہ کام کئے۔

☆ حضرت بابو فقیر علی صاحبؓ کو امرتسر کی تعیناتی کے عرصہ میں خصوصاً احمدی مسافروں کی خدمت کا خوب موقع ملا۔ ایک مسلمان ہیڈ ماسٹر اپنے خاندان سمیت دس روز تک آپؓ کے ہاں مقیم رہے۔ اس دوران اُن کے ہاں چار لڑکیوں کے بعد پہلے بیٹے کی پیدائش ہوئی۔ آپؓ اور آپؓ کی اہلیہ نے اُن کی غیرمعمولی ہمدردی اور خدمت کی۔

☆ حضرت مرزا رسول بیگ صاحبؓ کے دل میں غربا اور خصوصاً بیوگان کے لئے بے حد درد تھا اور ان کی خبرگیری بہت ہمدردی اور توجہ سے کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ سائل کو خالی واپس نہیں کرنا چاہئے۔ اگر پاس کچھ نہ ہو تو لطیفہ یا دلجوئی کی بات سنا کر ہی اسے خوش کردینا چاہئے۔

☆ حضرت ملک مولا بخش صاحبؓ کو ہومیوپیتھک طریقۂ علاج کا بہت شوق تھا۔ آپؓ گورداسپور میں اپنی ملازمت میں ہومیوپیتھک ادویہ سے بہت متأثر ہوئے۔ اس کے متعلق ہمیشہ کتابیں منگواتے رہتے، مطالعہ کرتے تھے اور علاج کرلیتے تھے۔ ادویہ لوگوں کو مفت دیتے تھے اور اگر کوئی ان کے عوض کچھ دیتا بھی تو نہ لیتے بلکہ صاف کہہ دیتے کہ میرا ان پر خرچ نہ ہونے کے برابر ہے اور ان کا اثر میرے خرچ سے کئی گنا خوشکن ہے اس لئے صحتیاب ہوکر میرے لئے دعا کریں۔ بعد میں آپ نے یونانی، ویدک اور ایلوپیتھی کی چند دواؤں سے متأثر ہوکر بعض نسخے بنوائے تھے۔ چونکہ تقسیم ملک کے بعد آمدنی کا وہ پہلا سلسلہ نہ تھا اس لئے آخری چند ماہ میں آپ کسی کسی خاص دوائی کی قیمت لاگت لے لیتے تھے۔

☆ حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحبؓ کو اللہ تعالیٰ نے امارت کے ساتھ ہی حد درجہ فیاض دل بھی عطا کیا تھا۔ آپؓ غرباء، یتامیٰ اور بیوگان کی اپنے گھر میں عزیزوں کی طرح پرورش کرتے اور انہیں کبھی خادم خیال نہ کرتے۔ کسی کے سوال کو رد کرنا جانتے ہی نہ تھے۔ جذامیوں کے ایک پورے خاندان کی اُن سب کی وفات تک پرورش کی۔ آپؓ کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی تھی کہ غربا اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں۔ کئی خاندانوں کو روپیہ دے دیا تاکہ چھوٹا موٹا کاروبار کرکے آہستہ آہستہ رقم ادا کرتے جائیں۔ چنانچہ کئی سو خاندان اپنے پاؤں پر کھڑے ہوگئے جن میں سے کئی ایک کا کام آپؓ کے کام کے برابر بڑھا۔ اگر آپ کے کارخانہ کے منتظم کسی وجہ سے کسی شخص کو کام سے الگ کردیتے تو آپؓ اُس کی بے روزگاری دُور کرنے کے لئے کوئی اور راہ سوچتے یا اس کے لئے روزگار مہیا ہونے کے لئے دعا کرتے۔ ایک دفعہ آپؓ نے یادگیر کے تمام جولاہوں کو جمع کرکے نصیحت کی کہ آئندہ تمہارا یہ کام نہ چل سکے گا اس لئے ابھی سے یہ کام ترک کرکے کوئی اور کام شروع کردو۔ چنانچہ خدا کا کرنا کیا ہوا کہ اس کے بعد ان کا کام بند ہوگیا۔ جنہوں نے آپ کی نصیحت پر عمل کرکے کوئی اور کام شروع کردیا تھا بہت فائدہ میں رہے اور دوسروں کو تکلیف اٹھانا پڑی۔

آپؓ نے سینکڑوں شادیاں اپنے خرچ پر کرائیں۔ سینکڑوں مقروضوں نے آپؓ کو روپیہ واپس نہیں کیا۔ آپؓ بھی کبھی کسی سے قرض کی واپسی کا مطالبہ نہ کرتے بلکہ جب کوئی توجہ دلاتا تو فرماتے کہ اگر ان غربا کے پاس روپیہ ہوتا تو خود ہی لاکر دے دیتے۔ بے شمار مقروضوں کی قرض کی دستاویزات جلا دیں جن سے قریباً دو لاکھ روپیہ لینا تھا۔ آپ ہمیشہ ٹانگہ وغیرہ والوں کو حق سے زیادہ رقم دیتے۔ اگر اس کا بچہ ساتھ ہوتا تو اسے بھی کچھ رقم دے دیتے۔

ایک پٹواری سے آپؓ نے ایک باغیچہ خرید کر رجسٹری کرالیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ فوت ہوگیا۔ اس کی بیوہ اور بچوں اور بھائی کے کہنے پر آپؓ نے وہ باغیچہ مفت میں واپس کردیا۔

چونکہ آپؓ نرم طبع تھے اس لئے ہر کوئی سوال کرتا امداد حاصل کرلیتا۔ ایک تحصیلدار ایک روز کہنے لگا: سیٹھ صاحب! لوگ آپ کو دھوکہ دے کر روپیہ لے جاتے ہیں۔ آپؓ ہنس کر فرمانے لگے کہ شکر ہے مَیں کسی کو دھوکہ نہیں دیتا۔

بعدازاں اسی شخص نے اپنی کوئی شدید ضرورت بتا کر ایک ہزار روپیہ آپؓ سے قرض لیا جو سترہ سال گزرنے پر بھی ادا نہیں کیا۔

ایک دفعہ آپؓ اپنے ایک کاریگر کے گھر گئے۔ مکان تنگ پایا۔ اُسے کہا کہ مجھ سے قرض لے کر مکان کو وسیع کرلو۔ کہنے لگا کہ قرض کی ادائیگی مشکل امر ہے۔ فرمایا کہ تم قرض تو لے لو، ادائیگی کا قصہ بعد میں دیکھا جائے گا۔

آپ سینکڑوں روپے ماہوار خفیہ خیرات کرتے تھے اور رمضان میں خصوصاً زیادہ خیرات کرتے تھے۔ ہر مذہب کے لوگ آپؓ سے وظائف پاتے تھے۔ آپؓ کی طرف سے کی جانے والی خفیہ خیرات کا علم تب ہوا جب آپؓ کی وفات کے بعد ان لوگوں کے وظائف رُکے اور انہوں نے مطالبہ کیا۔ چنانچہ آپؓ کے بیٹے سیٹھ عبدالحئی صاحب نے یہ وظائف دوبارہ جاری کردیئے۔

محترم سیٹھ محمد اعظم صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیٹھ صاحب ہمیشہ پوشیدہ طور پر امداد دیتے تھے۔ آپ کا طریق یہ تھا کہ مثلاً کوئی محتاج آیا اس نے کہا کہ میری لڑکی کی شادی ہونے والی ہے۔ روپیہ نہیں تو آپ کہتے کہ کل صبح کو سیر کو جاؤں گا تو میرے ساتھ چلنا۔ رات کو نوکر کے ذریعہ کچھ روپیہ منگوا کر جیب میں رکھ لیا کرتے اور حسب معمول صبح سیر کو جاتے تو اُس شخص کو ساتھ لیتے اور بالکل علیحدگی میں اسے رقم دیدیتے۔ کبھی کسی کو خالی واپس نہ کرتے۔ جب کاروبار میں نقصان ہوا تو بہت زیادہ زیربار ہوجانے کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ سائل بدستور آتے۔ آپؓ کہتے کہ اب تو میرے پاس روپیہ نہیں، تو وہ اپنی ضروریات بیان کرکے کہتے کہ آپؓ فلاں شخص کے نام چٹھی لکھ دیں ہم اس سے یہ رقم حاصل کرلیں گے۔ چنانچہ آپؓ بعض متمول آدمیوں کے نام لکھ دیتے کہ آپؓ کے حساب میں انہیں قرض دے دیں۔ سو کاروباری حالت میں ضعف آنے کے ساتھ ساتھ ایسا قرض بھی بڑھتا گیا۔ لیکن آپ کی طبیعت ایسی واقع ہوئی تھی کہ گھبراہٹ نام تک کو نہ ہوتی۔ چنانچہ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے سو برس کی لمبی عمر عطا کی اور اس وقت تک وفات نہ دی جب تک کہ قرضوں کی ایک ایک پائی سے سبکدوش نہ ہوگئے۔ آپؓ کی حد درجہ کی فیاضی کی وجہ سے مشہور تھا کہ لوگوں کو پیسے دے کر احمدی بناتے ہیں۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سے لوگ یہ طریق اختیار کرتے تھے کہ آپ کے پاس آئے دو ایک روز آپ کے ہمراہ نمازیں پڑھیں۔ پھر اپنی حاجت پیش کردی اور چار پانچ سو روپیہ لے لیا۔ بعض لوگ آپ سے کہتے بھی کہ یہ دکھاوے کے لئے نمازیں پڑھنے آئے ہیں۔ لیکن آپ کہتے کہ ہمیں کیا علم کہ ان کی نیت کیا ہے۔

رفاہ عام کے کسی کام سے دریغ نہیں کیا۔ آپ کے کارخانے میں مہمان خانہ کا کام دیتے۔ آپ نے مسجد احمدیہ یادگیر کے قریب احمدیہ مہمان خانہ بھی تعمیر کیا۔ آپ کا دسترخوان بہت وسیع ہوتا تھا۔ تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہی جاتی تھی۔ یادگیر میں آپ نے ایک ''احمدیہ دواخانہ انگریزی'' اور ایک ''احمدیہ دواخانہ یونانی'' قائم کر رکھے تھے۔ گھروں پر بیماروں کو دیکھنا، ادویہ، علاج سب کچھ بلالحاظ مذہب وملّت مفت ہوتا تھا۔ بسا اوقات سرکاری ہسپتال والے بھی احمدیہ دواخانہ انگریزی سے جن ادویہ کی ضرورت پڑتی مفت منگوالیتے تھے۔ ڈاکٹروں، اطباء، عملہ اور ادویہ وغیرہ کے جملہ اخراجات سیٹھ صاحب برداشت کرتے تھے۔ مولوی عبدالقادر صاحب فرائضی احمدی سے بہت سی کتب، طب، عربی صرف ونحو دینیات اور عقائد پر تصنیف کرا کے سیٹھ صاحب نے اپنے خرچ پر شائع کیں۔

ایک دفعہ قحط کی وجہ سے عوام کو بہت تکلیف تھی۔ حضرت سیٹھ صاحبؓ نے پانی کی قلّت کے دُور کرنے کے لئے اپنے باغ کا انجن اکھڑوا کر بستی کے باہر تالاب کے پاس لگوادیا اور تین ماہ تک اپنے خرچ پر اسے چلایا۔ کئی جگہ باؤلیاں بنوائیں۔ سرکاری مدرسہ یادگیر کو ایک بیش بہا زمین عطیہ دی۔

محترم ملک صلاح الدین صاحب (مؤلف ''اصحاب احمدؑ'') لکھتے ہیں کہ حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحبؓ نے بہت سے بچے تعلیم کی خاطر اپنے خرچ پر قادیان میں بھجوائے۔ جن پر آپؓ نے نصف لاکھ کے قریب روپیہ خرچ کیا۔ اپنی نسبتی بہن کے بیٹے عبدالکریم صاحب کو بھی (جن کے متعلق سگ دیوانہ والا نشان ظاہر ہوا) آپؓ ہی نے اپنے خرچ پر قادیان بھجوایا تھا۔

آپؓ نے یادگیر میں ایک مدرسہ احمدیہ بھی قائم کیا تھا جس کے جملہ اخراجات قریباً بارہ ہزار روپے سالانہ آپؓ برداشت کرتے تھے۔ اس مدرسہ میں فیس کسی سے نہیں لی جاتی تھی۔ بلکہ ناداروں کے لباس کے اخراجات بھی آپؓ کے ذمہ تھے۔ وہاں سرکاری نصاب کے علاوہ دینی تعلیم قرآن مجید، حدیث شریف، فقہ اور کتب سلسلہ احمدیہ بھی نصاب میں شامل تھیں۔ دینی ماحول میں بچوں کی پرورش ہوتی تھی۔ اس مدرسہ کی نفری ایک وقت سات صد طالب علموں اور آٹھ اساتذہ تک پہنچ گئی تھی لیکن پھر مالی خسارہ کے باعث پندرہ سال کے بعد مدرسہ بند کرنا پڑا تھا۔ مسٹر الماطیفی (ریٹائرڈ ریونیو کمشنر پنجاب) نے جو کسی زمانہ میں ریاست حیدرآباد کے ناظم تعلیمات تھے، اس مدرسہ کا دورہ کیا تھا اور وہ بعد میں بھی اس کے معیار تعلیم اور سیٹھ صاحب کے جذبۂ خدمت کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اس مدرسہ کے معائنہ کے بعد سے میرے دل میں جماعت احمدیہ کی تنظیم کی بڑی قدرومنزلت ہے۔

آپؓ نے بچیوں کی تعلیم کے لئے مدرسہ ''احمدیہ اناث'' بھی جاری کیا تھا جس میں آپؓ کی بیٹی اور دیگر استانیاں تعلیم دیتی رہیں۔ ایک وقت طالبات کی تعداد اسّی تک پہنچ گئی تھی جن کے تعلیمی اخراجات نیز مدرسہ اور نادار بچیوں کے جملہ اخراجات حضرت سیٹھ صاحبؓ کے ذمہ تھے۔ دنیوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم بھی دی جاتی تھی اور بچیوں کی نمازوں اور اخلاق کی سخت نگرانی کی جاتی تھی۔ یہ مدرسہ دس سال تک جاری رہا۔

آپؓ نے یادگیر میں ایک احمدیہ لائبریری بھی قائم کی تھی جس میں مختلف علوم کی چار ہزار کتابیں رکھی گئی تھیں اور سلسلہ کے اخبارات کے علاوہ دیگر اخبارات بھی منگوائے جاتے تھے۔ لوگوں کے مکانوں پر بھی کتب پہنچانے کا انتظام تھا۔ اس پر آپؓ تین ہزار روپیہ سالانہ صرف کرتے تھے اور سالانہ 7 ہزار اشخاص اس سے مستفید ہوتے تھے۔ اس لائبریری کے قیام میں مکرم سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب نے بھی کافی مدد دی تھی۔

☆ حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحبؓ اپنی والدہ حضرت حسین بی بی صاحبہؓ اہلیہ حضرت چوہدری نصراللہ خانصاحبؓ کے متعلق تحریر کرتے ہیں: اُن کا اکثر یہ معمول تھا کہ یتامیٰ اور مساکین کے لئے اپنے ہاتھ سے پارچات تیار کرتی رہتی تھیں اور بغیر حاجتمند کے سوال کا انتظار کئے ان کی حاجت روائی کرتی رہتی تھیں۔ ایک روز ڈسکہ میں کچھ پارچات تیار کررہی تھیں کہ میاں جماں کے پوچھنے پر بتایا کہ فلاں شخص کے بچوں کے لئے ہیں۔ (میاں جماں تین پشت سے ہماری اراضیات کے منتظم چلے آتے ہیں۔) انہوں نے ہنس کر کہا کہ وہ تو احراری اور ہمارا مخالف ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ وہ شرارت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت کرتا ہے۔ جب تک وہ ہمارے ساتھ ہے مخالف کی شرارتیں ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچاسکتیں۔ لیکن یہ شخص مفلس ہے، اُس کے پاس اپنے بچوں اور پوتوں کے بدن ڈھانکنے کے لئے کپڑے مہیا کرنے کا سامان نہیں۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ اس کے بچے اور پوتے ننگے پھریں؟ اور تم نے جو میری بات کو ناپسند کیا ہے۔ اس کی سزا یہ ہے کہ یہ کپڑے جب تیار ہوجائیں تو تم ہی انہیں لے کر جانا اور اس شخص کے گھر پہنچا کر آنا۔ لیکن لے جانا رات کے وقت تاکہ کسی کو معلوم نہ ہو کہ مَیں نے بھیجے ہیں۔

اسی طرح ہمارے گاؤں کے ایک ساہوکار نے ایک غریب کسان کے مویشی ایک ڈگری کے سلسلہ میں قرق کرلئے۔ یہ کسان بھی احراریوں میں شامل تھا۔ قرق شدہ مویشیوں میں ایک بچھڑی بھی تھی۔ قرقی کے وقت کسان کے کمسن لڑکے نے بچھڑی کی رسی پکڑ لی کہ یہ بچھڑی میرے باپ نے مجھے دی ہوئی ہے، مَیں یہ نہیں لے جانے دوں گا۔ ڈگری دار نے یہ بچھڑی بھی قرق کرالی۔ اس سے چند روز قبل اسی کسان کی ایک بھینس کنوئیں میں گر کر مرگئی تھی۔ یہ بھی مفلس آدمی تھا اور یہ مویشی ہی ان کی پونجی تھے۔ والدہ صاحبہ ان دنوں ڈسکہ ہی میں مقیم تھیں۔ جب انہیں اس واقعہ کی خبر پہنچی تو بیتاب

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

April 07, 2017 – April 13, 2017

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday April 07, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Qur'an
01:05 Reception In Nagoya, Japan: Recorded on November 09, 2013.
02:00 Spanish Service
02:40 Pushto Muzakarah
03:20 Roots To Branches
03:50 Tarjamatul Qur'an Class: Qur'anic verses of Surah Al-Anaam, verses 101 - 122 by Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 81, rec. September 27, 1995.
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 62.
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 32.
07:00 Convocation of Jamia Ahmadiyya UK: Recorded on December 13, 2014.
07:50 Let's Find Out
08:20 Rah-e-Huda: Recorded on April 01, 2017.
10:00 Indonesian Service
11:05 Deeni-o-Fiqahi Masail
11:35 Tilawat [R]
11:55 Seerat-un-Nabi
12:30 Live Transmission From Baitul Futuh
13:00 Live Friday Sermon
14:00 Live Transmission From Baitul Futuh
14:35 Shotter Shondane: Recorded on March 31, 2017.
15:45 Kasauti
16:20 Friday Sermon [R]
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:30 Live Al Hiwar-ul-Mubashir
20:30 Let's Find Out [R]
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday April 08, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Dars-e-Hadith
01:00 Yassarnal Qur'an
01:20 Convocation of Jamia Ahmadiyya UK
02:10 Friday Sermon
03:20 Rah-e-Huda
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 93.
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Hadith: The topic is 'pure intentions'.
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 27.
07:00 Convocation of Jamia Ahmadiyya UK: Recorded on January 11, 2014.
08:00 International Jama'at News
08:30 Story Time: Programme no. 59.
09:00 Question And Answer Session: A question and answer session with Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on April 05, 1987.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Recorded on April 07, 2017.
12:15 Tilawat [R]
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Live Intekhab-e-Sukhan
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Maidane Amal Ki Kahani
16:00 Live Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:05 World News
20:20 Convocation of Jamia Ahmadiyya UK [R]
21:20 Rah-e-Huda [R]
22:50 Story Time [R]
23:10 Friday Sermon [R]

Sunday April 09, 2017

00:20 World News
00:35 Tilawat
00:50 In His Own Words
01:20 Al-Tarteel
01:45 Convocation of Jamia Ahmadiyya UK
02:40 Story Time
03:00 Friday Sermon
04:10 Maidane Amal Ki Kahani
04:50 Liqa Ma'al Arab: Session no. 94.
06:00 Tilawat: Surah Al-Ahzaab, verses 1-31.
06:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:35 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 32.
06:55 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna Class: Recorded on February 04, 2017.
08:00 Faith Matters: Programme no. 168.
08:50 Question And Answer Session: Recorded on February 15, 1998.
09:50 Indonesian service
10:55 Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on March 31, 2017.
12:05 Tilawat [R]
12:20 Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
12:40 Yassarnal Quran [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on April 07, 2017.
14:10 Shotter Shondhane: Rec. March 31, 2017.
15:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna Class [R]
16:30 Qur'an Sab Se Acha
17:00 Kids Time: Programme no. 33.
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna Class [R]
19:30 Beacon of Truth
20:30 Ashab-e-Ahmad
21:00 A Brief History Of Denmark
21:20 Qur'an Sab Se Acha [R]
22:00 Friday Sermon [R]
23:10 Question And Answer Session [R]

Monday April 10, 2017

00:10 World News
00:30 Tilawat
00:45 Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
01:05 Yassarnal Quran
01:25 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna Class
02:30 Ashab-e-Ahmad
03:00 Friday Sermon
04:20 In His Own Words
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 95.
06:00 Tilawat: Surah Al-Ahzaab, verses 32-60.
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 27.
07:00 Huzoor's (aba) Interview By LBC Radio: Recorded on January 20, 2015.
07:35 Aao Kahani Sunain
08:00 International Jama'at News
08:35 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
08:55 Rencontre Avec Les Francophones: French Mulaqat, recorded on November 24, 1997.
10:00 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon. Recorded on November 04, 2016.
11:00 Jalsa Salana Speeches
11:35 Aao Kahani Sunain
12:00 Tilawat [R]
12:15 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on May 13, 2011.
14:05 Shotter Shondane: Recorded on April 01, 2017.
15:10 Jalsa Salana Speeches [R]
15:55 Rah-e-Huda: Recorded on April 08, 2017.
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Huzoor's (aba) Interview By LBC Radio [R]
18:55 Sach Toh Ye Hai
19:30 Somali Service
20:05 Aao Kahani Sunain
20:30 Rah-e-Huda [R]
22:05 Friday Sermon [R]
23:10 Jalsa Salana Speeches [R]

Tuesday April 11, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Dars-e-Hadith
00:50 Al-Tarteel
01:20 Huzoor's (aba) Interview By LBC Radio
01:55 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
02:15 Kids Time
02:50 Friday Sermon
04:00 Aao Kahani Sunain
04:25 In His Own Words
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 96.
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:25 Yassarnal Quran: Lesson no. 33.
07:00 Gulshan-e-waqfe nau: Recorded on January 29, 2017.
08:00 Philosophy Of The Teachings Of Islam: Programme no. 29.
08:30 Kasre Saleeb: Programme no. 06.
09:00 Question And Answer Session: Recorded on December 22, 1996. Part 1.
10:00 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on April 7, 2017.
12:10 Tilawat & Dars-e-Malfoozat [R]
12:30 Yassarnal Quran [R]
12:50 Faith Matters: Programme no. 168.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Spanish Service: Programme no. 7.
15:45 Kasre Saleeb [R]
16:20 In His Own Words: Programme no. 12.
17:05 Philosophy Of The Teachings Of Islam: Programme no. 29.
17:30 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:20 Gulshan-e-waqfe nau [R]
19:30 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on April 7, 2017.
20:35 The Bigger Picture
21:20 Australian Service: Programme no. 08.
21:50 Faith Matters [R]
22:40 Question And Answer Session [R]

Wednesday April 12, 2017

00:15 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:40 Yassarnal Quran
01:15 Gulshan-e-waqfe nau
02:15 Kasre Saleeb
02:50 In His Own Words
03:20 Story Time: Programme no. 56.
03:45 Philosophy Of The Teachings Of Islam
04:10 Noor-e-Mustafwi: Programme no. 31.
04:25 Australian Service
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 60.
06:00 Tilawat
06:20 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:40 Al-Tarteel: Lesson no. 27.
07:05 Taleem And Tarbiyyati Class: Rec. April 14, 2014.
07:40 History Of Cordoba
08:05 In His Own Words
08:35 Discover Alaska
09:00 Urdu Question And Answer Session: Rec. April 05, 1987.
09:55 Indonesian Service
10:55 Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on April 07, 2017.
12:00 Tilawat [R]
12:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:35 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on April 01, 2011.
14:10 Shotter Shondane: Recorded on April 02, 2017.
15:15 Deeni-O-Fiqahi Masail
15:45 Kids Time: Prog. no. 33.
16:25 Faith Matters: Programme no. 167.
17:25 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:30 Taleem And Tarbiyyati Class [R]
19:05 Discover Alaska [R]
19:30 French Service
20:40 Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:10 Kids Time [R]
21:45 Friday Sermon: Recorded on April 01, 2011.
22:55 Intikhab-e-Sukhan: Rec. April 08, 2017.

Thursday April 13, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00 Al-Tarteel
01:30 Taleem And Tarbiyyati Class
02:05 Discover Alaska
02:30 Deeni-O-Fiqahi Masail
03:15 Discover Alaska
03:50 Faith Matters
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 98.
06:05 Tilawat
06:20 Dars-e-Malfoozat
06:35 Yassarnal Quran: Lesson no. 23.
07:00 Reception in Nagoya, Japan: Recorded on November 09, 2013.
08:00 In His Own Words
08:30 Tarjamatul Qur'an Class: Surah Al-Anaam, verses 92-111 by Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 80, rec. August 31, 1995.
09:45 Indonesian Service
10:50 Japanese Service
11:10 Aadab-e-Zindagi
12:00 Tilawat [R]
12:20 Dars-e-Malfoozat [R]
12:35 Yassarnal Qur'an [R]
13:00 Beacon Of Truth: Recorded on October 30, 2016.
14:00 Friday Sermon: Recorded on April 07, 2017.
15:05 Khilafat-e-Haqqa Islamiya
15:40 Roots to Branches
16:10 Persian Service
16:40 Tarjamatul Qur'an Class [R]
17:45 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:20 Reception in Nagoya, Japan [R]
19:15 Aadab-e-Zindagi
20:00 Roots to Branches [R]
20:30 Faith Matters: Programme no. 171.
21:35 In His Own Words
22:05 Tarjamatul Qur'an Class [R]
23:10 Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 24 | Friday 07 April, 2017 | Issue No. 14

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ کینیڈا 2016ء

واقفینِ نَو بچوں کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ کلاس۔ حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ دلچسپ مجلس سوال و جواب۔

واقفین کے سوالات کے جواب۔ اہم نصائح اور زرّیں ہدایات۔

تقریب آمین۔ انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔ کینیڈا سے روانگی اور لندن میں ورود مسعود۔

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

12 نومبر 2016ء بروز ہفتہ

(حصہ دوم)

واقفین نَو بچوں کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ کلاس

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم سیدذکی احمد جنود نے کی اور اس کا اردو ترجمہ عزیزم مدثر احمد نے پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزم سائیب احمد چوہدری نے آنحضرت ﷺ کی حدیث مبارکہ کا عربی متن پیش کیا۔ جس کا درج ذیل اردو ترجمہ عزیزم لبید احمد نے پیش کیا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ذکر الٰہی کرنے والے اور ذکر الٰہی نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔ یعنی جو ذکر الٰہی کرتا ہے وہ زندہ ہے اور جو نہیں کرتا وہ مردہ ہے۔

(بخاری کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ)

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اور وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر نہیں ہوتا ان کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب الصلوٰۃ)

اس کے بعد عزیزم علی شاہان بٹ نے حضرت اقدس مسیح موعود کا منظوم کلام ؎

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

پیش کیا۔

☆ بعد ازاں عزیزم اوصاف احمد دانیال نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا درج ذیل اقتباس پیش کیا؛

''زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق لازمی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو اور یہی اسلام ہے اور یہی وہ غرض ہے جس کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے۔ ....۔ اسلام کا منشاء یہ ہے کہ بہت سے ابراہیم بنائے۔ پس تم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ ابراہیم بنو۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ولی پرست نہ بنو۔ بلکہ ولی بنو اور پیر پرست نہ بنو بلکہ پیر بنو۔'' (ملفوظات جلد دوئم صفحہ 138و139)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''میں خود جو اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اِس راحت اور لذت سے حظ اُٹھایا ہے۔ یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے اگر مَر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔ پس میں چونکہ خود تجربہ کار ہوں اور تجربہ کر چکا ہوں اور اس وقف کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے یہ بھی کہہ دیا جاوے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں ہے بلکہ تکلیف اور دُکھ ہوگا تب بھی میں اسلام کی خدمت سے رُک نہیں سکتا۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 370)

☆ اس اقتباس کے پڑھے جانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کلاس میں موجود عمر کے لحاظ سے بڑے لڑکوں سے دریافت فرمایا کہ کسی کو اس کی سمجھ آئی ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے کیا فرمایا ہے؟

اس پر ایک لڑکے نے عرض کیا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس اقتباس میں فرماتے ہیں کہ آپ کو اپنی زندگی خدا تعالیٰ کے لیے وقف کرنی چاہئے۔ اور جو لوگ وقف کرتے ہیں ان کے پیچھے اس طرح نہیں پڑنا چاہیے کہ یہ بہت بڑے ولی اللہ ہیں۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**۔ یہ جو فقرہ ہے 'ولی پرست نہ بنو، ولی بنو۔ پیر پرست نہ بنو، پیر بنو۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

اس پر لڑکے نے عرض کیا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ آپ ایسے لوگوں کے پیچھے پڑیں اور ان کے وسیلے سے خدا کو پانے کی کوشش کریں آپ خود کوشش کر کے وہ درجہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اور خدا سے آپ کا براہِ راست تعلق ہونا چاہئے۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**۔ ٹھیک ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ میں تکبر پیدا ہو جائے کہ میں ولی بن گیا ہوں اور بہت اونچا ہو گیا ہوں اور اب لوگ میرے پاس آیا کریں اور دعا کروایا کریں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اندر وہ خصوصیات پیدا کریں جو ولیوں میں ہوتی ہیں، جو نیک لوگوں میں ہوتی ہیں۔ اور ان کی خصوصیات کیا ہیں؟ وہی جو پہلے بیان ہوئیں۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خصوصیات۔ اور آپ علیہ السلام کی خصوصیات کا قرآن مجید میں ذکر ہے اِبۡرٰہِیۡمَ الَّذِیۡ وَفّٰۤی۔ کہ وہ بڑے وفادار تھے۔ انہوں نے خدا تعالیٰ سے وفا کی اور اتنی وفا کی کہ اپنے بیٹے کو بھی قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اپنی بیوی کو جنگل میں چھوڑنے کو تیار ہو گئے۔ تو یہ وفاؤں کے معیار ہیں!

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ اس لیے ایک واقف نو اور واقف زندگی کو یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ میں فلاں جگہ جاؤں یا مجھے فلاں جگہ بھیجا جائے۔ اس کو مکمل طور پر اپنی وفا کا اظہار کرنا چاہئے کہ جماعت اور خلیفۂ وقت مجھے جہاں بھیجیں گے میں وہاں چلا جاؤں گا اور جن حالات میں بھی رہنا پڑے میں وہاں رہوں گا۔ اور جن حالات میں بھی گزارا کرنا پڑے میں کروں گا۔ اس بات کا میں نے اپنے خطبہ میں بھی ذکر کیا تھا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ پیسے ملیں گے تو وقف رکھوں گا، نہیں ملیں گے تو نہیں رکھوں گا۔ بعض دفعہ واقفین زندگی کو ایسی جگہوں میں بھیجنا پڑتا ہے مثلاً افریقن ممالک میں یا غریب ملکوں میں جہاں بڑی مشکل سے گزارہ ہوتا ہے۔ لیکن ایک وقف نَو کا یہ کام ہے کہ وہ ہر خدمت کے لئے اپنے آپ کو تیار کرے۔

☆ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ آپ میں سے کتنے ایسے ہیں جو اپنی پڑھائی کے بعد بھی اپنے وقف کو جاری رکھنا چاہتے ہیں؟ اس پر کلاس میں موجود تمام واقفینِ نَو نے اپنے ہاتھ بلند کئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دوبارہ استفسار فرمایا کہ جہاں بھی جماعت بھیجے گی کیا آپ لوگ وہاں جانے کے لئے تیار ہو؟

اس پر تمام واقفینِ نَو نے اثبات میں جواب دیا۔

☆ **اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس 'ولی پرست نہ بنو۔ ولی بنو۔ پیر پرست نہ بنو، پیر بنو' کے حوالہ سے فرمایا** کہ اس کا مطلب ہے کہ بجائے اس کے کہ آپ لوگوں کے پاس دعا کروانے جاؤ آپ کا خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق اتنا ہونا چاہیے کہ خود بھی اپنے لئے دعائیں کر سکیں۔ اپنی عبادتوں کے معیار بھی بڑھاؤ اور نیک لوگوں کی خصوصیات کو اپنے اندر بڑھاؤ۔

☆ اس کے بعد ایک واقفِ نَو نے سوال کیا کہ یورپ اور کینیڈا وغیرہ میں جو self assisted death کی اجازت ہے اس کے بارہ میں ہمارا کیا نظریہ ہے؟

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا** کہ اس کو یورپ میں mercy killing کہتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جتنی زندگی دی ہے چاہے وہ تکلیف دہ زندگی ہو وہ گزرانی چاہیے۔ اِن ممالک میں اب وہ قدریں نہیں رہیں اس لیے ایسی باتیں سامنے آتی ہیں۔ جب بچے دیکھتے ہیں کہ ماں باپ اب بوڑھے ہو گئے ہیں اور بیمار ہو گئے ہیں تو وہ ان کو اٹھا کر old people houses میں پھینک آتے ہیں۔ اور ایسی جگہوں کا حال یہ ہے کہ ہیومن رائٹس والوں نے جب جا کر ایسی جگہوں کے جائزے لیے ہیں تو مختلف آرٹیکلز میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ ایسے اداروں کا اسٹاف بوڑھوں سے بڑی بری طرح سے برتاؤ کر رہا ہوتا ہے۔ بعض ایسے مریض جو تکلیف میں ہوتے ہیں اور تکلیف کی وجہ سے جب شور مچاتے ہیں تو بعض جگہ ایسے کیسز بھی ملے ہیں کہ ان اداروں کے سٹاف نے ایسے مریضوں کے منہ کے اوپر تولیہ رکھ دیا تا کہ آوازیں نہ آئیں۔ اور جو attendant ہوتے ہیں وہ رات کو ان کی دیکھ بھال کرنے کی بجائے آپس میں تاش کھیلتے رہتے ہیں۔ تو جب اس طرح کی صورتحال ہوتی ہے اور تکلیف برداشت نہیں ہوتی، خاص طور پر کینسر کے مریضوں سے یا دوسری ایسی بیماریاں جو زیادہ تکلیف دہ ہیں تو mercy-killing کروا لیتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ یہ یورپ میں بھی بعض جگہوں پر ہے مثلاً آسٹریا میں لوگ ایسا ٹیکہ لگوا کر یا دوسرے طریق سے اپنے آپ کو مروا لیتے ہیں۔ لیکن سارے ملکوں میں نہیں ہے۔ بہرحال یہ غلط طریقہ ہے۔ جب تک زندگی ہو گزارنی چاہئے اور بچوں کو بھی ماں باپ کا خیال رکھنا چاہئے تا کہ ان کے احساسات وجذبات مجروح نہ ہوں کہ وہ اپنے آپ کو مارنا چاہیں بلکہ بڑوں کی دعائیں لینی چاہئیں۔ اور اگر یہ قدریں قائم ہو جائیں تو میرا نہیں خیال کہ پھر بوڑھے اس طرف رخ کریں گے۔ بہت سی جگہوں پر ہمارے خدام جاتے ہیں اور وہ بتاتے ہیں کہ بوڑھے کہتے ہیں کہ ہمیں تو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ کئی کئی مہینے ان کے رشتہ دار انہیں پوچھنے نہیں آتے۔ اور ہمارے لوگ جب جاتے ہیں تو وہ لوگ بڑے خوش ہوتے ہیں۔ اس لیے آپ لوگ بھی خدام الاحمدیہ کے شعبہ خدمت خلق کے تحت جایا کریں۔ انصار اللہ اور لجنہ

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں